

پہلی محبت

از قلم عینا

مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

رانیہ جلدی کرو یار، وہ آتا ہی ہوگا رانیہ نے سستی سے بیٹھی ایسل کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔
 یار مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا۔ ایسل نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ یار تم۔ کیوں
 پریشان ہو رہی ہو۔۔ بس چند لمحوں کی دل لگی ہی سہی۔ تم کونسا سیریس ہو۔۔ اتنے میں
 رانیہ کے موبائل کی بیل بجی اور وہ ایسل کو اشارہ کرتی ہوئی کلاس سے باہر کی طرف چل
 پڑی۔ ایسل بھی سمجھی ہوئی شکل لیے اس کے پیچھے ہی چل پڑی۔۔۔۔۔ دونوں معمول
 کے مطابق گیٹ سے نکل کر بس سٹاپ کی طرف چل پڑی۔۔۔ جہاں پہلے سے ہی کوئی
 منتظر تھا۔

رانیہ اور ایسل کا تعلق متوسط طبقے سے تھا۔۔ رانیہ خوش شکل اور اپنے ماں باپ کی
 اکلوتی اولاد تھی۔ رانیہ کے والد (عبدالقادر) ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتی تھے۔ انہوں
 نے زکیہ خاتون کو یونیورسٹی میں پسند کیا اور خاندان سے بغاوت کر کے شادی کر لی۔ جس

کے بعد ان کے خاندان والوں نے ان سے قطع تعلقی اختیار کر لی۔ اور انہوں نے بھی شہر میں ہی سکونت اختیار کر لی۔ کئی دفعہ جب انہوں نے زکیہ کے کہنے پر اپنے ماں باپ سے ملنے کی کوشش کی تو ان کے والد نے ملنے سے انکار کر دیا اس طرح وہ اپنے اصل سے کٹ کر رہ گئے۔ مگر اپنی بیوی اور اکلوتی بیٹی میں ان کی جان بستی تھی۔ عبدالقادر کی حادثاتی موت کے بعد رانیہ کی ماں نے نوکری شروع کی اور رانیہ کو لے کر ایک متوسط علاقے میں ایسل کے برابر کے گھر میں شفٹ ہو گئی۔ اور ایسل کے کالج میں رانیہ کا داخلہ کروا دیا یوں ایسل اور رانیہ کی دوستی کا آغاز ہوا۔ اکیلی ماں بیٹی اور کچھ ماڈرن ہونے کی وجہ سے محلہ کے لوگوں کا رانیہ کی ماں سے زیادہ میل جول نہ تھا۔۔۔ گھر اور نوکری کی مصروفیات کے باعث وہ بھی لوگوں سے زیادہ میل جول نہ رکھتی تھی۔ اس کے برعکس ایسل کا بچپن اسی محلے میں گزرا تھا۔ وہ بھی اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی۔ اور اپنے نام کی طرح بے حد پرکشش اور حسین تھی۔ اس کے چہرے کی معصومیت اور پاکیزگی اسے بہت سے چہروں میں نمایاں کرتی تھی۔ اس کی سنہری آنکھوں میں چمکتی ذہانت بے ساختہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ ایسل کے والد عنایت اللہ سرکاری

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

hello girls
How r u?

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

اوپھی ہیں آپ کی۔ اس سے پہلے میں شور مچا کر لوگوں کو اکھٹا کروں چلتے بنے۔ پچھلے تین دنوں سے میں آپ۔ کو انور کر رہی ہوں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ میں آپ سے ڈرتی ہوں اس کا مطلب آپ مجھ سے متاثر ہیں

Am i right?

میر نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا۔ یہ لڑکی اور اس کا غصہ میر کے لیے چیلنج بن رہا تھا۔ میر جس کی ایک نظر کے لیے لڑکی مرتی تھی۔ یہ لڑکی اس کو خاطر میں نہ لارہی تھی۔

اتنے میں بس آگئی، ایسل نے رانیہ کا بازو پکڑا اور اک غصیلی نگاہ میر پر ڈال کر چل پڑی۔۔ پیچھے سے میر مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

ایسل اور رانیہ بس میں سوار ہوئی بس کے چلنے پر میر کی گاڑی بھی فرائے بھرتی وہاں سے چلی گئی۔ ایسل کے دماغ میں گزشتہ تین دن کے واقعات گردش کرنے لگے۔ کیا

سوچ رہی ہو ایسل رانیہ نے گم صم بیٹھی ایسل کو مخاطب کیا۔ یار یہ بندہ ہمارے لیے مسئلہ کھڑا کر سکتا ہے نا جانے کون ہے اور کیوں آتا ہے روز وہاں ایسل نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ نہیں یار تم خوا مخواہ پریشان ہو رہی ہو۔ اس نے نہ تو ہم سے کوئی بد تمیزی کی اور نہ ہی کچھ کہا صرف دوستی کی آفر کی ہے اور اپر کلاس کے حساب سے یہ عام سی بات ہے۔ تم خوا مخواہ پریشان ہو رہی ہو۔ اگر اس نے ہمیں کوئی نقصان ہی پہنچانا ہوتا تو پہنچا چکا ہوتا۔ اچھا خاصا کیوٹ سا بندہ ہے۔ ایسل نے رانیہ کی نظروں میں ستائش دیکھی اس اجنبی کے لیے۔ اچھا بس بس تم نے تو پوری تقریر ہی کر دی ہے اس کے حق میں۔ ہاں تو اتنا۔ کیوٹ سا بندہ مجھے دوستی کو آفر کرتا تو میں جھٹ سے قبول کر لیتی پر ہماری مہارانی کے نخرے ہی بہت ہے۔۔ ایک منٹ ایک منٹ یہ تم اس کی سائڈ پر ہو یا میری ایسل نے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔ اور یہ تمہیں میرے نخرے سے مسئلہ ہے یا اس کیوٹ کو اگنور کرنے سے۔۔۔ ارے نہیں نہیں میرے پیاری دوست۔۔ بس بات مت کرو تم مجھ سے رانیہ۔ ارے ارے ایسے کیسے بتاؤ میں

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

- ارے میری اماں کسی کی مجال آپ کی پیاری بیٹی کو کچھ کہے۔۔۔ ویسے بھی آپ بھی تو لگے گھر آئی ہیں میں نے اور ابا نے کبھی کچھ کہا آپ کو۔۔۔ ایسل نے دروازے سے آتے عنایت اللہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو کھانا کھانے کی غرض سے گھر آئے تھے۔ کیوں ابا ہم نے کبھی اماں کو کچھ کو کہا۔۔۔۔۔ ارے چل بد معاش۔۔۔ تم باپ بیٹی سے کوئی جیت سکا ہے بھلا۔۔۔۔۔ ارے توبہ ہے اماں جب سے آئی باتوں میں آپ نے مجھے لگایا ہوا ہے اور کھانا بھی نہیں دیا۔۔۔۔۔ ایسل نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ارے بھئی آمنہ بیگم جلدی سے کھانا لگائیں۔۔۔ عنایت اللہ نے اپنی بیٹی کا اتر اہوا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ہاں ہاں لگا رہی ہوں۔۔۔۔۔ جاؤ ایسل کپڑے بدل لو آپ بھی منہ ہاتھ دھو لیں۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے کچن میں جاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اماں کیا پکایا ہے آج ایسل نے چارپائی سے بستہ اٹھاتے ہوئے کہا جو اس نے کالج سے آتے ہی رکھا تھا۔۔۔۔۔ بریانی پکائی ہے۔۔۔۔۔ اماں میں فریش ہو کے آتی ہوں جلدی سے پلیٹ میں نکال دیں رانیہ کے لیے۔۔۔۔۔ ارے نکال دی ہے رانیہ کے لیے بھی آجا جلدی سے۔۔۔۔۔۔۔ ایسل نے جلدی سے کپڑے بدل کر کھانا کھایا اور پلیٹ پکڑ کر چھت کی طرف چل پڑی۔۔۔ تاکہ رانیہ کو بریانی دے سکے۔۔۔۔۔ جو نہی وہ چھت پر

آئی۔۔۔۔۔ دیوار سے رانیہ کے گھر جھانکا تو رانیہ کو صحن میں فون پر گفتگو کرتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کر ایسل پر سوچ ہو گئی۔۔۔ اور پھر فوراً سے رانیہ کو آواز دی۔ آواز سنتے ہی رانیہ نے ہڑبڑا کر دیکھا اور رانیہ کو دیکھ کر اوپر کی طرف چل پڑی۔۔۔۔۔ کس سے بات کر رہی تھی تم۔۔۔۔۔ ایسل نے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔ وہ امی کی کال تھی نہ تم آنٹی سے کب سے مسکرا مسکرا کر باتیں کرنے لگی۔۔۔۔۔ ارے چھوڑو بھی کیا تم

investigator

بن گئی ہو۔۔۔ یہ بتاؤ کیا لائی ہو اوہ ہاں امی نے بریانی بنائی تھی گرم گرم ہے کھا لو۔۔۔ یہ کہتے ہو ایسل نیچے کی طرف چل پڑی۔۔۔۔۔

گڈ مارنگ مام گڈ مارنگ ڈیڈ۔۔۔ شاہو نے سیڑھیاں اترتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔۔۔
 آؤ صاحبزادے۔۔۔۔۔ عارف صاحب نے شاہو کو دیکھتے ہوئے کہا
 ارے ارے مام ڈیڈ کے چمچے

I'm also. here....

اوہ علیہ آبی آپ کب آئی اور آپ کے اس شوہر نامراد ---

Oops!! Sorry

شوہر نامدار --- آسیہ) شاہو کی ماں (کے گھور نے پر فوراً تصحیح کی۔۔ آنے کی اجازت دے۔

دی آپ کو۔۔۔ آج صبح کی فلائیٹ سے ہی آئی ہو اور اس بار کچھ عرصہ رہنے کا ارادہ

ہے۔۔۔ کیوں خدا نخواستہ لڑ جھگڑ کر تو نہیں آگئی۔۔۔ بس یہی انجام ہوتا ہے محبت کی

شادیوں کا --- چائنہ کا مال ہے

چلے تو چاند تک نہ چلے تو شام تک -----

شاہو نے خاصے ڈرامائی انداز میں کہا۔۔۔۔۔

اللہ نہ کرے آسیہ بیگم نے گھبراتے ہوئے کہا۔۔ اور سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے

--- آسپہ بیگم کی گھوری نے سب کی زبان کو پریک لگائے۔۔۔۔۔ جی نہیں اس بار میں

تمھاری دِلہن فاسل کرنے آئی ہو۔ کیوں مام۔۔ علینہ نے آسیہ بیگم کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔ بالکل۔۔۔ ظاہر ہے اکلوتی بہن ہوں جو مجھے سمجھ آئے گی وہ ہی اس گھر میں

آئے گی۔۔۔

واہ سر عام دھاندلی میں بھی اکلوتا ہوں نہ اپنا دلہا خود بخود ڈھونڈ لیا میری باری ظالم سماج بن رہی ہو۔۔۔۔ میں بھی لو میرج کرو گا مام ڈیڈ۔۔۔۔ جی نہیں علیہ نے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

بحث کو طول پکڑتے دیکھ کر عارف صاحب نے سب کو ناشتے کی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔۔ شاہو، شاہو، زیان چلاتے ہوئے گھر میں داخل ہوا اور سب کو ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے دیکھ کر زرا شرمندہ ہوا اور سلام کیا۔۔۔۔ آؤ بیٹا بیٹھو ناشتہ کرو۔۔۔۔ آسیہ بیگم نے زیان کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ ارے نہیں آنٹی میں تو بس شاہو کو لینے آیا تھا۔۔۔۔ آج یونی میں سپورٹس ڈے ہے تو اس لیے اور یہ جناب ابھی تک ناشتہ کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ ارے علیہ آپ کی کیسی ہیں آپ اور کب آئیں اور اسد بھائی کیسے ہیں؟ زیان نے علیہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔ ظالم سماج بننے آئی ہیں۔ سب ٹھیک اسد کا

out of country کا tour

تھا تو میں یہاں آگئی۔۔۔۔ اور یہ ظالم سماج کا کیا چکر ہے؟؟؟؟ میں اپنی پسند سے شاہو کی دلہن ڈھونڈو گی

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 13
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a3061756508)

تھی۔۔۔ اس کی شادی عارف صاحب کے دوست کے بیٹے اسد سے اس کی مرضی سے ہوئی اسد اور علیہ کلاس فیلو تھے۔۔۔ دوستی محبت میں بدلی اور ماسٹر مکمل کرتے ہی پیا دیس سدھار گئی۔۔ اس کے برعکس شاہو عارف صاحب کی طرح سرخ و سفید رنگت کا مالک تھا۔۔ کسرتی جسم اور ہلکے بھورے بال اس کے سفید رنگ کو مزید نمایاں کرتے تھے۔ وہ ایم بی اے کے آخری سال میں تھا اور اکثر اپنے ڈیڈ کے ساتھ میٹنگز اٹینڈ کرتا تھا۔۔۔ کاروباری مہارتیں وہ کافی حد تک سیکھ چکا تھا۔۔۔ لیکن عارف صاحب چاہتے تھے وہ اپنی تعلیم مکمل کر کے ہی آفس جوئن کرے۔۔۔۔

رانیہ جلدی کروں یار۔۔ رانیہ پچھلے آدھے گھنٹے سے میک اپ کر رہی تھی اور ایسل جھنجھلائی ہوئی کھڑی تھی۔۔ آج کالج میں

farewell party

تھی۔۔۔ جس میں فرسٹ ایئر کے سٹوڈنٹس نے سیکنڈ ایئر کے سٹوڈنٹس کو پارٹی دینی تھی۔

ایسل نے بلیک گھیر دار فراک کے ساتھ سرخ دوپٹہ لیا تھا ہم رنگ چوڑیاں، ایئر رنگ اور جوتا پہنے، ہلکی لپسٹک اور لائٹر لگائے سیاہ بالوں کو سرٹپٹ کیے (جو با مشکل اس کی کمر تک آتے تھے ایسل کو لمبے بال پسند نہ تھے) کندھوں پر شال ڈالے وہ ایک شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔ اس کے سفید رنگ پر سیاہ رنگ بہت کھل رہا۔ رانیہ نے پریل شارٹ فراک کے ساتھ ہم رنگ چوڑیاں اور جیولری پہن رکھی تھی۔ اور اب میک اپ کرنے میں مصروف تھی۔ جبکہ رانیہ نے اپنے براؤن بالوں کو کرل کیا تھا۔ رانیہ کے قدرتی بال تو سیاہ تھے اور بہت خوبصورت تھے مگر رانیہ کو براؤن بال پسند تھے تو اس نے بالوں کو ڈائی کرایا۔۔۔ ایسل کو بھی بہت شوق ہوا مگر آمنہ بیگم کے ڈر سے خاموش رہی اور دل میں تمہیہ کیا اپنی شادی پہ بال ضرور ڈائی کرائے گی

رانیہ تم تو ایسے تیار ہو رہی ہو جیسے خدا نخواستہ تمہاری رخصتی ہے ایسل اب اکتا چکی تھی۔۔۔ ارے چل رہی ہوں نا رانیہ نے بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔

Hey guyz ...how was the day?
And you shaho ...Are you ready for race?
Yeah ...i'm Lady..

لینا کا تعلق بھی اپر کلاس سے تھا۔۔ اس کے والد کا شمار بھی نامور بزنس مین ہوتا تھا۔۔۔۔۔ لینا کی ماں کا انتقال لینا کی پیدائش کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ تو ایاز (لینا کے والد) کی والدہ نے لینا کی ذمہ داری بخوبی اٹھائی۔ پر ان کی وفات کے بعد ایاز صاحب نے لینا کو ہمیشہ ساتھ رکھا وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو سوتیلی ماں کے جھنجھٹ میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔۔ عمر کا زیادہ حصہ ملک سے باہر گزارنے کے باعث لینا کافی ماڈرن تھی۔۔ لڑکوں سے دوستی ملنا ملانا، پارٹیز، کلب یہ لینا کے روز کے مشاغل تھے۔ مگر وہ

لینا کے ڈیڈ کے دوست کا بیٹا لندن سے پاکستان گھومنے آیا تھا۔۔۔۔ اور اس کہ گھومنے کا ذمہ لینا کا تھا۔ اور لینا باتوں باتوں میں اس سے بائیک ریس میں ہرانے ک شرط لگا چکی تھی۔۔ اور اب ریس کے لیے شاہو منایا تھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی شاہو ریس ضرور جیت جائے گا۔۔۔

ایسل اور رانیہ تھکی ہاری گھر میں داخل ہوئی۔۔۔ صد شکر صبح اتوار تھا۔ ایسل گم صم سی تھی اس کے دماغ میں سٹاپ کے واقعات گردش کر رہے تھے۔۔۔۔

Hey beautiful girls

میر نے ایسل اور رانیہ کو دیکھتے ہوئے کہا جبکہ نظریں مسلسل ایسل کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ بلاشبہ وہ حسین لگ رہی تھی۔ میر نے سوچا۔۔۔ یہ نہیں تھا میر نے خوبصورت لڑکیاں نہیں دیکھی تھی مگر ایسل میں اک خاص کشش تھی۔ جو میر کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔۔۔

آج سٹاپ پہ رش نہ ہونے کے بدابر تھا سو میر بھی زرا پر سکون کھڑا تھا۔ دو بجے والی بس دونوں کی مس ہو چکی تھی۔۔۔ جبکہ اب دوسری بس 4 بجے آنا تھی اور ابھی صرف 3 فاصلے پر تھے۔۔۔ ہوئے تھے۔ اس لیے سٹاپ پہ اکا دکا لوگ ہی تھے۔ وہ بھی کچھ 15 :

Hey how are you?

رانیہ نے فوراً سے جواب دیا۔۔۔ میرا ارادہ آج ایسل سے دو ٹوک بات کرنے کا تھا پچھلے تین چار دن سے لوفرز والی حرکتیں کر کے وہ کافی اکتا چکا تھا۔۔ تو مس میرا نے رانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوچنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

Rania

My name is Rania..

So miss Rania.....i'm saying that

کالا لباس بھی کسی کسی پر جھپٹتا ہے۔۔

واللہ جس پر جھٹتا ہے، کمال جھٹتا ہے۔۔۔۔

میر نے ایسل کا چہرہ آنکھوں میں بھرتے ہوئے کہا۔۔ میر کا اشارہ سمجھتے ہوئے جہاں

رانیہ کو ایسل سے جیلیسی فیل ہوئے وہی ایسل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔۔ اور وہ فوراً

سے بیشتر میر کی طرف مڑی۔۔ ایسل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ جیسے بہت

مشکل سے غصہ ضبط کیے کھڑی ہو۔۔۔ اور ایسل کو یوں دیکھ کر میرے دل کو ٹھنڈ پڑی

تھی

I am Meer..

What ever meer ya fakeer

ایسل نے جھٹ سے غصہ اتارتے ہوئے کہا تھا۔ جبکہ میر کا دماغ تو لفظ فقیر پہ اٹک کر رہ گیا تھا۔۔۔

کیا چاہتے ہیں آپ جب ایک بار آپ سے کہ دیا نہیں بات کرنی آپ سے تو کیوں روز منہ اٹھا کر آجاتے ہیں۔۔۔ آخر مسئلہ کیا ہے آپ کا۔۔۔۔۔ ایسل غصے سے پھٹ پڑی تھی وہ آج اس مسئلے کو آریا پار کرنا چاہتی تھی۔ کیوں کہ اس اجنبی کی ہمت بڑھتی ہی جا رہی تھی روز منہ اٹھا کر چلا آتا تھا۔۔۔ میرا مسئلہ آپ ہیں مس۔۔ کیا ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔ ایسل کو چلاتے دیکھ کر میر نے کہا۔۔۔۔۔ کیوں لگتے کیا ہیں آپ ہمارے جن سے ہم بیٹھ کر بات کرے۔۔۔۔۔ مس کیا لگنا چاہیے۔۔۔۔۔ میر کو ایسل کا غصہ کرنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اس کی اس بات سے ایسل کا پارہ آسمان کو چڑھا۔۔۔ اور رانیہ ہونق بنی اس بپھری شیرینی کو دیکھ رہی تھی۔ اور سامنے کھڑے شخص کو جو شاید اس صورتحال کو انجوائے کر رہا

میر نے حیرت سے ایسل کے پرسکون چہرے کو دیکھا۔۔ جس کے اگلے الفاظ نے میر کے
چہرے کو بے سکون کر دیا۔۔۔

مسئلہ آپ کا نہیں ہے آپ جیسے اپر کلاس میں رہنے والے لوگوں کے ماں باپ کے۔
پاس اتنا وقت کہاں ہوتا ہے جو اپنے بچوں کو تمیز سکھا سکیں۔۔ عورت کی عزت سکھا
سکیں۔۔۔ اور بتا سکیں عزتیں سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔۔۔ ان کو اپنی عیاشیوں
سے فرصت ہو تو بچوں کی تربیت کریں۔۔۔۔۔ جوں جوں وہ بول رہی تھی میر کا چہرہ خفت
کے احساس سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ جسے رانیہ نے بخوبی نوٹ کیا اور ایسل کا ہاتھ پکڑ
کر چلنے لگی۔۔۔۔۔ زرا بھی غیرت ہوئی تو امید کرتی ہو دوبارہ نظر نہیں آئے گے۔۔۔۔۔ اور
اتنے میں بس آئی اور وہ دونوں بس میں سوار ہو گئی۔۔ جب کہ میر کا دماغ ایسل کے
لفظوں پر اٹک کر رو گیا۔۔۔

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 23
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a3061756508)

3.....2.....1

اور اسی کے ساتھ ریس سٹارٹ ہوئی --- ریس کے تین راؤنڈز تھے --- وہ راؤنڈز جیتنے والا winner....

پہلے راؤنڈ میں شاہو جیتا --- اور پورے گراؤنڈ میں شاہو شاہوک نعرے گونج اٹھے --- لیکن چاہو جان گیا تھا مقابل بھی چوٹی کا کھلاڑی ہے اس نے فقط شاہو کی صلاحیت چیک کرنے کو ڈٹ کر مقابلہ نہیں کیا دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا --- اور سیکنڈ راؤنڈ سٹارٹ ہوا --- دیکھنے میں شاہو نے خوب محنت کی مگر اس راؤنڈ میں ازلان جیت گیا ---

اب فائنل راؤنڈ سٹارٹ ہوا لینا تیزباز کا شکار ہوئی مگر زیان نے لینا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا ریلیکس --- لینا پھر سے پر جوش ہوئی اور شاہو --- شاہو کے نعرے لگانے لگی ---

اب تک تقریباً دونوں فریق برابر جا رہے تھے ریس تقریباً ختم ہونے کو تھی اور دیکھنے کو ازلان جیت رہا تھا بالکل وننگ پوسٹ کے پاس جب ازلان کو یقین ہو گیا کہ وہ جیت گیا ہے اسی ایک لمحے میں شاہو نے سپیڈ بڑھائی اور جھٹ پٹ وننگ لائن کراس کر لی ---

ایسل کی ماں کو پڑوس میں کسی کی عیادت کو جانا تھا۔ وہ وہاں چلی گئی۔ کیا کر رہی ہو۔
ایسل رانیہ نے چارپائی پر نیٹھتی ہوئے پوچھا۔ کچھ نہیں بس تمہیں ہء بلانے والی
تھی۔۔ اور تم آگئی۔ رانیہ نے دیکھا کل کی نسبت آج ایسل پر سکون تھی۔۔ جیسے کل
کے واقعے کو بھول گئی ہو۔۔۔۔۔ ابھی وہ اسی سوچ میں تھی کہ رانیہ کے موبائل کی بیل
بجی اور اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔ اور وہ ایسل کی موجودگی کو نظر انداز کرتے ہوئے
میسیج ٹائپ کرنے لگی۔۔۔ ایسل بغور رانیہ کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ جب
وہ موبائل رکھ کر ایسل کی طرف متوجہ ہوئی تو ایسل کو بغور اپنی طرف دیکھتے پایا۔۔۔۔۔ مبینی
یہ تم کیا کرتی پھر رہی ہو وہ بھی چپکے چپکے ایسل نے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں وہ کچھ
بھی تو نہیں رانیہ نے نظریں چرائی۔۔۔۔۔ سیدھے طریقے سے بتا رہی ہو یا نہیں ایسل
نے مصنوعی ناراضگی دکھاتے ہوئے پوچھا۔۔۔ اچھا۔ نہ بابا بتا رہی ہوں میری چڑیل غصہ
تو نہیں کرو۔۔ اب پھوٹ بھی چکو مکھن بعد میں لگانا۔۔۔۔۔ سسپینس مت پھیلاؤ
۔۔۔ ایسل نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

f.b

سپیکر سے بھاری مردانہ آواز گونجی۔۔۔۔

ہی جسٹ ٹائم پاس --- فکر نہیں کرو اتنی پاگل نہیں ہوئی --- رانیہ کی بات سن کر
ایسل کچھ پر سکون ہوئی مگر اندر سے وہ ہنوز پریشان تھی کہیہ سب ٹھیک ہے یا نہیں
--- ساری سوچوں کو جھٹکتے ہوئے۔ ایسل رانیہ کی طرف متوجہ ہوئی جس کے فون پر بار
بار کالز آرہی تھی --- رانیہ یہ بندہ ملا کیسے تمہیں اور کون ہے ---

ارے میری ماں سب بتاؤ گی ابھی مجھے جانا ہے --- اتنے میں آمنہ خاتون گھر میں داخل
ہوئی اور رانیہ کو پیار کیا اسکی امی کا حال احوال پوچھا --- اور رانیہ خدا حافظ کہتی وہاں سے
نکل آئی ---

صبح کالج کے وقت خلافِ معمول آج رانیہ وقت سے پہلے تیار تھی --- جبکہ ایسل ابھی
ناشتہ کر رہی تھی --- اتنے میں رانیہ ایسل کے گھر داخل ہوئی --- انکل آنٹی سے سلام

اتنے میں شاہو کو ناٹھ ابی طرف آتی ہوئی دکھائی دی

اف اب یہ کہاں سے آگئی۔۔۔۔ نا جانے کب تک دماغ کھائے گی۔۔۔۔ لینا زیان تم لوگ
مل جاؤ ایک بار مجھے قتل کرو گا آج تم دونوں کا۔۔ شاہو نے دل میں سوچا اور ناٹھ سے
جان چھڑانے کے طریقے سوچنے لگا۔۔۔۔ اکیلے کیوں بیٹھے ہوں۔۔۔ آج وہ تمہارے چچے میرا
مطلب دوست کہا ہیں۔۔۔۔ شاہو کی گھوری دیکھتے ہوئے ناٹھ نے تصحیح کی۔۔۔۔ آرہے
ہیں۔۔۔۔

کیا پلین ہے آج شاہو کھی باہر چلے۔۔۔۔

No i'm busy

شاہو نے دانت چبا چبا کر کہا۔۔۔۔ اگر ناٹھ اس کے ڈیڈ کے دوست کی بیٹی نہ ہوتی تو
اب تک اس کو کھری کھری سنا چکا ہوتا۔۔۔۔ دل ہی دل میں اس چپکو لڑکی سے تلملا کر
رہ گیا اور اپنے کمینے دوستوں کو گالیاں دینے لگا۔۔۔۔۔۔ شاید قبولیت کا وقت تھا۔ کہ شاہو
کو لینا اور زیان آتے ہوئے دکھائی دیے۔۔۔۔ اور شاہو معذرت کرتا ہوا ان کی طرف چل
پڑا۔۔۔۔

تم لوگوں کو عقل ہے کب سے تم لوگوں کا انتظار کر رہا ہوں شاہو نے غصے سے کہا

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 34
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

ہو گیا اب منہ بند کرو اور میری بات سنو سمجھی۔۔۔۔۔ ہاں سنا ہی دے اپنی سستی فری فیسبک والی عاشقی ایسل نے رانیہ کو تپ چڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

مرو تم اور رانیہ واک آؤٹ کر گئی۔۔ اور ایسل ہنستے ہوئے رانیہ کے پیچھے لپکی

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ فلرٹ ہوتا تو کیوں وقت برباد کرتا۔۔۔ ایسل خود ہی خود تانے بانے بننے لگی کہ اچانک اس کے دماغ میں رانیہ کی بات گونجی۔۔۔۔۔ ارے محبت تو کبھی بھی کہیں بھی کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔۔۔۔ اور وہ کہتا ہے اسے میری آواز سے عشق ہے۔۔۔۔ حالانکہ اس نے مجھے دیکھا نہیں۔۔۔۔ اور وہ سٹاپ والا لڑکا ہو سکتا ہے اسے بھی تم سے محبت ہو گئی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم ہو بھی تو اتنی خوبصورت کے کوئی بھی مرد دل ہار دے۔۔۔۔

ایسل بے ساختہ شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا جائزہ لینے لگی۔۔۔۔ اور خود سے اپنے
چہرے کو چھونے لگی۔۔۔۔ میں واقعی ہی خوبصورت ہوں ایسل نے اپنے بال ایک سائڈ
پے کندھے پہ ڈالتے ہوئے اپنا جائزہ لیا۔۔۔ خود پسندی عود کر آئی۔۔۔۔۔
وہ یوں ہی کھڑی تھی کہ اچانک رانیہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ اور ایسل کو اپنے آپ میں
گم دیکھا۔۔۔۔ ارے بہن مانا تم خوبصورت ہو۔۔۔ اسکا یہ ہرگز مطلب نہیں۔۔۔ خود ہی خود
کو دیکھتی رہو۔۔۔۔۔ ایسل رانیہ کی آواز سن کر چونک گئی۔۔۔۔ ارے نہیں وہ تو بس کچھ

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 39
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/002991756508)

Facebook sy

شاہو نے شرط جیت لی تھی اور اگلے روز سب کو شہر گھمانا تھا۔۔۔ جبکہ ہارنے پر ازلان کے ذمہ نادرن ایریاز کا لور آیا تھا۔۔۔

یار زیان یہ تو گھنٹے سے کس سے گپیں ہانک رہا ہے موبائل رکھ بھی دے۔۔۔ شاہو اور زیان لینا اور ازلان کو ڈراپ کرنے کے بعد پارک میں بیٹھے تھے۔۔۔ موسم اچھا ہے تو زرا دل لگی کر رہا ہوں شاید کوئی دل کو ہی لگ جائے۔۔۔۔۔ زیان نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اور دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔۔۔ یار کمینے کتنی لڑکیوں سے فلرٹ کرے گا تو۔۔۔ بس کر دے کوئی نئی ملنے والی۔۔۔۔۔ یار میٹھی زبان دی ہے خدا نے اب اس کا فائدہ بھی نہ اٹھاؤ۔۔۔۔۔ زیان نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے کہا۔۔۔ بس بس کسی دن تو نے اٹھ جانا ہے ایسی حرکتیں کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ شاہو نے زیان کے بازو پہ تمھپر مارتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ہائے ماں مر گیا۔۔۔ ظالم انسان کیوں بھری جوانی میں میری ہونے والی بیوی کو بیوہ کرنا ہے۔۔۔۔۔ بس کر ڈرامے اور اٹھ چل۔۔۔ گھر چلتے ہیں۔۔۔ شاہو نے زیان کے ڈرامے دیکھتے پوئے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اور دونوں کار کی

طرف چل پڑے۔۔۔۔۔ یار یہ لڑکیاں کتنی بیوقوف ہوتی ہیں۔۔۔ زیان نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔ کیوں کیا ہوا۔۔ یار زرا سی تعریف کر دو ڈیسنٹ بے ہیو کرلو اور لڑکیاں سب جھول بھال کر اسی لڑکے کی ذات میں گم جاتی ہیں۔۔۔ اب اتنی بھی کوئی شریف نہیں ہوتی کوئی دس میں دو ہونگی۔۔ جو معصوم ہونگی۔۔۔ وگرنہ آجکل سوشل میڈیا کا دور ہے۔۔۔ ہر کوئی سب کچھ جانتا ہے نہ تو کوئی کسی سے زبردستی کر سکتا ہے اور نہ ہی ٹریپ جب تک سامنے والا خود نہ چاہے۔۔۔ بات تو تیری بھی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ زیان نے سوچتے ہوئے کہا۔۔۔ تو خود سوچ کوئی لڑکی تعریف سننا ہی نہ چاہے تو تم کیسے کر لو گے۔۔۔ وہ تمہیں خود تک رسائی دے گی تو بات بڑھے گی۔۔۔۔۔ خالی نفس کی تسکین کو محبت کا نام دینے والوں نے محبت بدنام کر رکھا ہے۔۔۔ عورت کو خدا نے اسقدر مضبوط بنایا ہے کہ وہ نہ چاہے تو کوئی اسکو نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔۔۔ بیوقوف بنانا تو بڑی دور کی بات ہے۔۔۔ اور یہ جو تمہارے نزدیک بیوقوف ہوتی ہیں۔۔ یہ بیوقوف نہیں بلکہ کہیں نہ کہیں یہ بھی مردوں کی طرح رنگ برنگے القاب اور تعریفیں سن کر اپنے نفس کی تسکین کر رہی ہوتی ہیں۔۔۔ اچھا بس بس تو نے تو پوری

تقریر ہی کر دی ہے۔۔۔۔ میں سوچ رہا ہوں کیوں ناتیرے نام کی ایک کتاب ہی پبلش کرا
دوں۔۔۔ تاکہ ساری دنیا تیرے فلسفوں سے مستفید ہو سکے۔۔۔۔۔ زیان نے قلم
لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ اترو تم شاہو نے گاڑی روکی۔۔۔ مگر کیوں زیان نے پریشان ہوتے ہو
لے کہا۔۔۔ کمینے انسان تیرا گھر آگیا ہے دفعہ ہو۔۔۔ شاہو نے دانت چباتے ہوئے
کہا۔۔۔۔۔ اوہ اچھا زیان شاہو سے گلے ملا اور اچانک سے اس کے گال پر کس کرتا ہوا بھاگ
پڑا۔۔۔ جبکہ شاہو کو جب تک زیان کی حرکت سمجھ آئی تب تک وہ اندر چلا گیا۔۔۔ اور شاہو
دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔ اتنے میں شاہو کے موبائل کی بیل بجی زیان کا میسج دیکھ کر شاہو
کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔۔ یار تو میری چیئنگز دیکھ کہ جیلز نہ ہوا کر
۔۔۔ میری تیسری محبت تو ہے۔۔۔ پہلی میری فیملی دوسری میرے بچے تیسری تو اور ساتھ
کسنگ ایوجی اور دو تین ہارٹ تھے۔۔۔ شاہو بے ساختی ہنس پڑا۔۔۔۔۔ تم تا عمر گھٹیا
کمینے۔ فضول رہو گے۔۔۔ شاہو نے ٹائپ کیا اور گھر کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

اماں ایسل سے ٹیسٹ ڈسکس کر رہی ہوں بس سو جاتی ہوں --- رانیہ نے اماں کو ٹالتے ہوئے کہا --- ایک تو تم لڑکیاں بھی نا سارا دن ساتھ گزارتی ہو --- پھر بھی ناجانے کونسی باتیں ہیں جو ختم ہو کہ نہیں دیتی --- اچھا نہ اماں بس سوتی ہوں تھوڑی دیر تک

تو جناب اب ہم ہر کسی ہو گئے ہیں۔۔۔۔ رانیہ نے کمینٹ پڑھا اور مسکراتے ہوئے
واٹس ایپ اوپن کیا۔۔۔۔ اور میسجز دیکھنے لگی۔۔۔۔

جی جناب مل گئی فرصت۔۔۔

آپ کے لیے فرصت ہی فرصت۔۔۔۔۔ رانیہ نے مسکراتے ہوئے میسج ٹائپ کیا۔
پھر کب دیدار کروا رہی ہیں اپنا۔۔۔۔۔

رانیہ : آپ کو تو میری آواز سے عشق تھا میری شکل سے کیا غرض۔۔۔۔۔
غرض تو کوئی نہیں ہے۔۔۔ سوچ رہا ہوں۔ جس کی آواز اتنی خوبصورت ہے۔۔۔ وہ خود کیسی
ہوگی۔۔۔۔۔

رانیہ : بالکل عام لڑکیوں جیسی دو ہاتھ، دو آنکھیں، دو کان، ایک ناک، دو ٹانگیں۔۔۔
بابا بابا بابا

ہونٹوں کا زکر نہیں کیا آپ نے
رانیہ : کیوں آپ نے کبھی لڑکی نہیں دیکھی کیا جو آپ کو پتا نہیں کچھ۔۔۔۔۔
اچھا غصہ تو نہ کرو نہ اب

رانیہ : اچھا پھر بات کرتے ہیں۔۔۔ اللہ حافظ رانیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

صبح آئے گا۔۔۔ ایسل کو بے صبری سے صبح کا انتظار تھا۔

صبح کے وقت ایسل معمول سے ہٹ کہ پرجوش تھی اور چمک رہی تھی۔۔۔ آج تو میری بیٹی بڑی خوش ہے۔۔۔ ایسل کی اماں نے ایسل کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں اماں بس ایسے ہی۔۔۔ اچھا جلدی جلدی ناشتہ دے نا دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ ارے بیگم آج ہماری بیٹی کو زیادہ ہی جلدی ہے۔۔۔ عنایت اللہ صاحب نے ایسل کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ آج میری شہزادی کو کس چیز کی جلدی ہے۔۔۔ ایسل کی دھڑکن بڑھی۔۔۔ اسے لگا جیسے اماں ابا نے ایسل کے دل کا حال جان لیا۔۔۔ ارے ابا نہیں بس ٹیسٹ ہے تو سوچا جا کر ریواٹز کر لوں گی۔۔۔ ایسل نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔۔ اتنے میں ناشتہ آگیا ایسل نے فٹافٹ ناشتہ کیا۔۔۔ اتنے میں رانیہ بھے آگئی۔۔۔ ایسل اماں ابا سے ملتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

میر 12 بجے کے قریب سو کر اٹھا۔۔ اور سستی سے بیڈ پر لیٹا رہا۔۔۔ اور موبائل چیک کرنے لگا۔۔ مگر دماغ میں مسلسل ایسل کی باتیں گردش کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ جو میر کو غصہ دلارہی تھی آخر سمجھتی کیا ہے خود کو میر نے موبائل بیڈ پر پھینکا۔۔ اور بالوں کو ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے غصہ کم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔ میر کے پاس آج کرنے کو کچھ نہ تھا سوائے یہ سوچنے کے کہ وہ اس لڑکی کو کیسے سبق سکھائے۔۔۔۔۔ میر کے دماغ میں یک دم کچھ بلنک ہوا۔۔۔۔۔ اور اس کا کھولتا دماغ پر سکون ہوا۔۔۔۔۔ اور وہ فریش ہونے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔ نہا کر اسنے گرے شرٹ اور بلیک جینز پہنی۔۔۔۔۔ بالوں کو جیل سے سیٹ کیا۔۔۔۔۔ پرفیوم سپرے کیا۔۔۔۔۔

ناٹ بیڈ۔۔۔۔۔ خود پر تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے گاڑی کی چابیاں اٹھائی۔۔۔۔۔ اب اس کا رخ سٹاپ کی طرف تھا۔۔۔۔۔

نہیں نہیں رانیہ نے جھٹ سے جواب دیا۔۔۔۔۔

بس بھی کرو رانیہ۔۔۔۔۔ ایسل نے رانیہ کو مخاطب کیا۔۔۔ ہاں کیا ہوا رانیہ نے بنا ایسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ انگلیاں ابھی بھی روانی سے کی بورڈ پر چل رہی تھی۔۔۔ چلو رانیہ گھر چلتے ہیں۔۔۔ تھک گئی ہو میں۔۔۔۔۔ ارے چلتے ہیں 5 منٹ ابھی وقت ہے بس آنے میں۔۔۔ دل میں کہیں نہ کہیں ایسل دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ آئے گا یا نہیں۔۔۔۔۔ جبکہ رانیہ اس بات سے انجان تھی۔۔۔۔۔ مرو تم میں جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ رانیہ نے خدا حافظ ٹائپ کیا اور ایسل کے پیچھے چل پڑی۔۔۔۔۔ کون سی قیامت آئی ہوئی ہے ایسل۔۔۔۔۔ بس تھک گئی ہوں میں اور بھوک بھی لگی ہے۔۔۔۔۔

سٹاپ پر پہنچ کر بے ساختہ ایسل کی نظروں نے سیاہ گاڑی کو تلاش کیا۔۔۔ مگر مایوسی ہوئی۔۔۔ ایسل مایوس ہوئی اور دل کو ڈپٹنے لگی۔۔۔ میں بھی کیا ایوس کسی انجان کو سوچنے لگی۔۔۔ اچھا ہی ہوا نہیں آیا۔۔۔ مگر دل کہیں نہ کہی اس کو دیکھنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔ اتنے میں بس آگئی۔ وہ بس میں سوار ہونے ہی لگی تھی کہ اچانک میری گاڑی رانیہ کے پاس آکر رکی۔۔۔۔۔ میر نے اپنی طرف کا شیشہ اتارا۔۔۔ ایک کان پکڑ کر بائیں آنکھ دباتے ہوئے سوری کہا۔ اور گاڑی آگے بڑھا دی۔۔۔ ایسل ہونق بنی یہ سب دیکھ رہی

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

ویسے شاہو۔۔۔ کیسی لڑکی پسند ہے تمہیں۔۔۔ علینہ نے پوچھا۔۔۔ شاہو کی نظروں میں سیاہ آنچل لہرایا۔۔۔

نہیں مجھے کوئی بھی لڑکی نہیں پسند۔۔۔ تو لینا میں کیا برائی ہے۔۔۔ نہیں آپی ہم بس دوست ہیں۔۔۔ اتنے میں شاہو کا موبائل بجا۔۔۔۔۔ وہ ایکسکیوز کرتا اٹھ گیا جبکہ علیہ اور آسیہ بیگم شاپنگ ڈسکس کرنے لگی۔۔۔۔

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

کیا سچ

بیگ میں رکھ رہی تھی اماں نے دیکھ لیا۔۔۔ کونسی چیزیں۔۔۔ کا سیمیٹکس کی۔۔۔ رانیہ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ جبکہ رانیہ کی باتیں سن کر ایسل بھی پریشان ہو گئی تھی... یار تمہیں کیا مصیبت تھی۔۔۔ ایسے کام کرو۔۔۔ بیٹھے بٹھائے مسئلہ بنا لیا ہے اور اب اگر خالہ نے اماں سے بات کی تو اماں تو پہلے ہی میرے کالج جانے کے خلاف ہیں۔۔۔ ایسل کو شدید غصہ آ رہا تھا۔۔۔ رانیہ کی وجہ سے وہ بھی مشکوک ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ یار ایسل ہم اسے کالج سے پہلے مل لیتے ہیں۔۔۔ کیوں ایسل نے غصے پوچھا۔۔۔۔۔ یار وہ اماں کہہ رہی تھی آج وہ خود لینے آئیں گی۔۔۔۔۔ کیا ایسل کو اب صحیح معنوں میں معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور شدید طریقے سے غلطی کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔۔ یار رانیہ چھوڑو ہم نہیں جا رہے۔۔۔ یار ایسل پلیز اب میں نے اس کو کہہ دیا ہے کچھ نہیں ہوگا ایک گھنٹے کی تو بات ہے۔۔۔ رانیہ نے منت کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ وہ کسی بھی صورت آج اس سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

You already have joined us Miss Naila

لینا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔ جبکہ شاہو اور زیان نے مسکراہٹ چھپائی۔۔۔۔

لگتا ہے تمہیں میرا یہاں آنا پسند نہیں آیا۔۔ ناٹھ نے شاہو کو نظروں میں رکھتے ہوئے

کہا۔۔۔ اس کا لہجہ خاصہ تلخ تھا اور اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے لینا کو تپ چڑھی۔۔۔۔

اگر میں کہوں واقعی مجھے تمہارا آنا اچھا نہیں لگا تو کیا تم دفع ہو جاؤ گی۔۔ لینا نے انتہائی

خوش اخلاقی سے کہا۔۔ جبکہ نائدہ کو آگ لگی۔۔۔۔۔ لو جو تیسری جنگ عظیم لگنے لگی ہے

زیان نے شاہو کے کان میں کہا۔۔ ظاہر ہے تمہاری پرائیویسی میں دخل دیا ہے۔۔۔۔۔ ناٹھ

نے زبان کی موجودگی کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے -- لینا اور شاہو کی سننگ کو پرائیوٹ

قرار دے دیا۔۔۔۔ انف زیان نے بات بڑھتے دیکھ کر مداخلت کی۔۔۔۔

شاہو شام میں میرے گھر گیٹ لوگیدر ہے آجانا باقی بھی۔۔۔۔

ناٹہ وہاں سے چلتی بنی۔۔۔ جبکہ لینا کا بس نہن چل رہا تھا اس لڑکی کو ابھی غائب

کردے دنیا سے۔۔۔۔۔ اتنے میں زیان اٹھا۔۔۔ کدھر جناب۔۔۔ شاہو نے پوچھا۔۔۔ کچھ

کام ہے شام میں ملتے ہیں۔۔۔۔ اور زیان بنا شاہو کی اگلی بات سنے چلا گیا۔۔۔۔ لینا مجھے
بھی آفس جانا ہے تو تم یہاں کیا کرو گی چلو ہم بھی چلتے ہیں۔۔۔۔ ہم چلو۔۔۔۔۔

ایسل اور رانیہ کا لیکچر فری ہوا تو انہوں نے ملک سے ملنے کا منصوبہ بنایا۔۔۔۔۔ ایسل ہم
اس سے مل کر گھر چلے جائے گے۔۔۔ میں اماں کو کال کر دوں گی کہ طبعیت نہیں
ٹھیک تھی تو جلدی گھر آگئی ایسل نے غائب دماغی سے ہم کہا۔

۔۔۔ وہ اصل میں گھبرا رہی تھی۔۔۔ رانیہ کیا یہ سب ٹھیک ہے۔۔۔ ہمیں نہیں جانا چاہیئے
۔۔۔ دفعہ کرو رانیہ۔۔۔ ایسل کو مکر تے دیکھ کر رانیہ تلملائی تھی ایک تو اس نے ملک کو
منٹ تک آنے کا میسج کر دیا تھا۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا ایسل دیکھو تم نے وعدہ کیا تھا 20
۔۔۔ رانیہ ایسل کو اموشنل کرنے لگی۔۔۔ اچھا چلو۔۔۔ مگر زیادہ دیر مت لگانا۔۔۔۔۔ اور وہ
دونوں کالج سے نکل گئی۔

ملک پچھلے پندرہ منٹ سے پارکنگ میں ویٹ کر رہا تھا۔۔۔ بالآخر اس نے رانیہ کو کال کی۔۔۔ اور کتنی دیر ہے رانیہ۔۔۔ غڈہ قابو کرتے ہوئے ملک نے کہا۔۔۔ حالانکہ اسے انتظار سے سخت کوفت تھی۔۔۔ پر وہ دیکھنا چاہتا تھا آخر کونسی پرورش ہے یہ رانیہ۔۔۔ اب تک ملک کو دوستی ایسی ہی لڑکیوں سے رہی تھی جو بلا جھجھک ملنے آ جاتی تھی اور ایلٹ کلاس فیمیلز سے ہوتی تھی۔۔۔ مڈل کلاس لڑکیوں کا جھنجھٹ وہ نہیں پالتا تھا۔۔۔ کوئی دیکھ لے گا میں باہر نہیں جاتی ابھی امی پاس ہیں کال نہیں کر سکتی اس قسم کے جھمیلوں سے اسے سخت نفرت تھی۔۔۔ وہ سمجھنے قاصر تھا کہ ان لڑکیوں کے گھر میں اس قدر سخت پابندیاں ہیں تو ان کے ہاتھوں میں موبائل کیوں ہیں۔۔۔ اور اگر ضرورت کے تحت ہیں بھی۔۔۔ تو جو کام رسکی ہے اس میں کیوں پڑتی ہیں۔۔۔ اور اس کے خیال میں آج کے دور میں اولاد پر خصوصاً لڑکیوں پر لگائی جانے والی پابندیاں ان کو باغی کرتی ہیں۔۔۔ اور بے جادی جانے والی آزادی بھی اکثر غیرت مند ماں باپ کو لے ڈوبتی ہیں۔۔۔ جنکی بیٹیاں ماڈرزم کے نام پر امیروں کی پیروی کرنے کے چکر میں اپنے ماں

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

ہے کیا۔۔۔ رانیہ نے ملک کی دلچسپی ایسل میں محسوس کی تو اسے ایسل سے سخت جلن محسوس ہوئی۔۔۔ نہیں اس کی اسکی منگنی ہو طکہ ہو اس کہ مرضی سے۔ رانیہ نے جھوٹ بولا۔۔۔ ہمہم۔۔۔ ملک سخت بدمزہ ہوا۔۔۔ اور رانیہ کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔ تو آپ کیا کرتی ہیں۔۔۔ آئی میں سڈی۔۔۔ ایف ایس سی پارٹ ٹو۔۔۔ سہی۔۔۔ اور کیسا لگا میں آپ کو۔۔۔ آپ تو بہت پیارے ہیں۔۔۔ آپ بھی بہت پیاری ہیں۔۔۔ ملک نے رانیہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ رانیہ کو عجیب لگا۔۔۔ رانیہ نے نامحسوس طریقے سے اپنا ہاتھ الگ کیا۔۔۔ کیا ہوا آپ کو برا لگا۔۔۔۔۔ ملک نے چہرے پر افسردگی طاری کرتے ہوئے کہا۔۔۔ اصل میں سب ہیں نہ یہاں۔۔۔۔۔ وہ اس لیے رانیہ سے کوئی جواب نہ بن پارہا تھا۔۔۔ اچھا یعنی سب نہ ہوتے تو آپ کوئی اعتراض نہ ہوتا۔۔۔۔۔ رانیہ نے نظریں جھکالی۔۔۔۔۔ ملک نے رانیہ کے آگے اپنا ہاتھ پھلایا۔۔۔ رانیہ نے ہچکچاتے ہوئے۔۔۔ اپنا ہاتھ ملک کے ہاتھ میں دیا اور اس کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔۔ پہلی بات تو یہ کہ یہاں جتنے بھی لوگ ہیں وہ سب ایلٹ کلاس سے ہیں اور ہمارے طبقے میں ملنا ہاتھ پکڑنا گلے لگنا کوئی بری بات نہیں تو ریلیکس۔۔۔ یہ لوگ ہمیں بالکل نہیں دیکھ رہے۔۔۔ اور دوسری بات میں ہوں نہ

تمہارے ساتھ تو تمہیں کس چیز کا ڈر ہے۔۔۔ تم اس وقت ملک کے ساتھ ہو۔۔۔ ملک نے رانیہ کا ہاتھ ہولے سے دبایا کیا کھاؤ گی۔۔۔۔ جب کہ رانیہ کا دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا۔۔ نہیں وہ میں کچھ نہیں کھاؤ گی ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔ ارے ابھی تو میں نے تمہیں جی بھر کہ دیکھا بھی نہیں اور تم ہو کہ جانے کی بات کر رہی ہو۔۔۔ پھر آجاؤ گی۔۔۔۔۔ رانیہ سے بات کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ ملک نے بھی رانیہ کی حالت دیکھتے ہوئے اسے جانے کیا جازت دی۔۔۔۔۔ لیکن اگلی بار پوری شام میرے نام۔۔۔۔۔ رانیہ نے مسکراتے ہوئے سر جھکایا اور ایسل کو ساتھ لیے باہر نکل آئی۔۔۔۔۔ ملک بھی پیچھے ہی آیا۔۔۔۔۔ سنو اگر تم لوگو تو ڈراپ۔۔۔۔۔ کردو میں۔۔۔۔۔ نہیں ہم۔۔۔۔۔ چلے جائیں گے رانیہ نے جان چھڑاتے ہوئے کہا اور دونوں گھر کی طرف نکل پڑی۔۔۔

میر کافی دیر سے سٹاپ پر انتظار کر رہا تھا۔ ایسل آج نہیں آئی تھی۔۔۔ میر کو بے چینی۔
 ہو رہی تھی کہ آخر کیوں نہیں آئی وہ۔۔۔۔ اس سے اچھی خاصی بے عزتی کروانے کے
 باوجود بھی میر وہاں موجود تھا۔۔۔ بالآخر جب 4 بجے تک وہ نہ آئی تو میر مایوس واپس لوٹا۔
 ۔۔۔ اسے لگا جیسے سارے دن کی رنگینی ختم ہو گئی۔۔۔۔ اسے رونقوں کا شہر ویران لگنے لگا
 فقط تیرے نہ ہونے سے۔۔۔۔
 مجھے رونقیں بھی ویران لگتی ہیں۔۔
 میر بے دلی سے کافی دیر سڑکوں کی خاک چھانتا رہا۔۔ اور تھک ہار کر گھر کی راہ لی۔۔۔۔

رانیہ نے گھر آکر فوراً اماں کو کال کی۔۔ کہ اسکی طبیعت خراب تھی اس لیے وہ جلدی گھر
 چلی گئی۔۔۔ کیا ہوا طبیعت کو۔۔ وہ اماں سر میں درد تھا رانیہ نے بہانہ بناتے ہوئے کہا
 ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ رانیہ کال کٹ کر کے ایسل کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔ رانیہ

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 70
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a3061756508)

اہم۔۔ اہم یہ اکیلے اکیلے کیوں مسکرایا جا رہا ہے ملاقات میری ہوئی ہے مشکوک ہنسی
 تمہاری ہے۔۔۔ بکو مت رانیہ سونے دو۔۔۔ اور ایسل کروٹ بدل گئی توبہ ہے کتنی تیز
 آنکھیں ہیں اس لڑکی کی۔۔۔ اور رانیہ موبائل میں مصروف ہو گئی

جی جناب پہنچ گئی گھر۔؟؟۔۔ ملک کا میسج دیکھ کر بے ساختہ رانیہ کے ہونٹ مسکراہٹ
 میں ڈھلے۔۔ ہم پہنچ گئی۔۔ رانیہ نے مسکراتے ہوئے میسج ٹائپ کیا
 ...ملک : تو کیسا لگا مجھ سے مل کر

رانیہ : بہت اچھا

ملک : اتنا کنفیوز کیوں ہو رہی تھی

رانیہ : پہلی بار تمہا نہ بس اسلیے

ملک : اچھا جی، اور پھر کب آؤ گی۔۔

رانیہ : کیا مطلب اب پھر سے۔۔۔ دیکھو ایسل نہیں مانے گی۔۔

ملک : تو اس کو ساتھ لانے کو کس نے بولا

- تم کون سا بچی ہو خود آجاؤ۔۔۔ پک اینڈ ڈراپ میری طرف سے۔۔۔۔

رانیہ : اچھا سوچو گی۔۔۔ پھر بات ہو گی۔۔۔

ملک : کیا سوچو گی، اچھا جلدی سے اپنی پک بھیجو پھر آفلائن ہونا۔

رانیہ : ابھی تو مل کہ گئی ہوں

ملک : صحیح ہے یعنی ابھی ابھی مجھ پہ اعتبار نہیں۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے اللہ حافظ

رانیہ : ارے نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ سنے تو بھیج رہی ہوں۔۔۔

رانیہ نے فٹافٹ اپنی تصویر بنا کر سینڈ کی۔۔۔

ملک۔۔۔ ہمم یہ کیا اماں بنی ہوئی ہو۔۔۔ یار بال کھول کے سٹائش سی پک بھیجو۔۔۔

رانیہ کو یہ سب بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر اس کو ناراض نہیں کرنا چاہتی

تھی۔۔۔۔ اس لیے فوراً بات مانی۔۔۔

Thats like my girl

رانیہ تم بہت خوبصورت ہو اور تمہارے بال بالکل بھوری آبلشار جیسے ہیں مجھے یوں بے
اعتبار نہ کیا کرو پیار کرتا ہوں یار تم سے ---
ارے نہیں نہیں مجھے آپ پر پورا اعتبار ہے ---

Than say i love you..

رانیہ

i love you
Ok t.c

ملک

i love you too meri jan

رانیہ موبائل رکھتے ہوئے سنرے خوابوں میں کھو گئی۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے جو زرا ضمیر تنگ
کر رہا تھا کہ یہ سب غلط ہے وہ جزیبہ بھی ملک کی باتوں سے ختم ہو گیا تھا۔۔۔

ارے سالے صاحب آئیے۔۔۔۔ زیادہ جلدی نہیں آگئے آپ۔

- شاہو گھر میں داخل ہوا ہی تھا کہ اسد نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔ جی جی خود اپنی بیوی کو ہمارے سر پر چھوڑ چھاڑ کی عیاشیاں کرنے گئے تھے آپ۔۔۔ شاہو نے بھی دوبدو جواب دیا۔۔۔ نہ چھوڑ ہی نہ دوں میں اپنی لاڈلی بیوی کو تمہارے سر۔۔۔ اسد نے منہ بنا بنا کر جواب دیا اور سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔۔۔ اسد اور شاہو گلے ملے۔۔۔ علیینہ کے علاوہ بھی شاہو اور زیان اسد کو چھوٹے بھائیوں کی طرح عزیز تھے۔۔۔ اتنے میں زیان بھی اندر داخل ہوا۔۔۔ اسلام علیکم۔۔۔ بھلا ہو علیینہ آپ کی جنہوں نے مجھے کال کہ ورنہ تم لوگوں کا تو کوئی ارادہ نہ تھا مجھے بلانے کا۔۔۔ زیان نے شاہو اور اسد کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔ جی بالکل کیوں کہ چائے تمہارے ساتھ پینے کا ارادہ تھا۔۔۔ لو میری کونسی اماں بیٹھی ہیں جو تم۔ لوگوں کی خدمتیں کرے گی۔۔۔ حیا کر لے اس عمر میں بھی تیری اماں خدمت کرے بیوی لے آ اب۔ اور پھر سے سب ہنسنے لگے۔۔۔ جلدی سے کھانا شروع کرو۔۔۔ بالآخر آسیہ بیگم نے مداخلت کی۔۔۔ کھانے کے بعد اسد شاہو اور زیان باہر کی طرف چل پڑے ارادہ آؤٹنگ اور گپ شپ کا تھا۔۔۔ شاہو نے سٹرنگ سنبھالا

اسد ساتھ والی سیٹ جبکہ زیان پیچھے بیٹھ گیا۔۔۔ زیان نے جیسے ہی موبائل نکالا۔۔۔ اسد نے کہا لگتا ہے زیان بابو نے پھر سے کوئی نئی جی ایف بنالی اور دونوں ہنسنے لگے۔۔۔ زیان بھی ان کہ طرف دیکھ کر ہنسنے لگا۔۔۔ یار تو کب سیریس ہوگا اسد نے افسوس سے زیان کی طرف دیکھا۔۔۔ یار سیریس ہی ہو

باخدا کوئی دل کو لگی تو ضرور شادی کر لوں گا اور وہ جوتیری منگیتر ہے۔۔۔ یار وہ تو شہزادی ہے۔۔۔ اس سے تو شادی کرنی ہی ہے واہ وہ شہزادی ہے اور جن سے ٹائم پاس کرتا ہے وہ۔۔۔۔۔ وہ تو پھر ٹائم پاس ہی ہیں نہ۔۔۔ اسرا بچپن سے لے کر اب تک میرے سامنے بڑی ہوئی ہے میرے نام سے منسوب ہے۔۔۔ اس کے کردار کی گواہی تو میں آنکھیں بند کر کے دے سکتا ہو۔۔۔ اور یہ جو سستے طریقوں سے اپنے ہمسفر ڈھونڈتی پھرتی ہیں ماں باپ کو دھوکا دیتی ہیں میں کیسے ان پر یقین کر لوں۔۔۔۔۔ اسد نے افسوس سے اس لڑکے کو دیکھا جو اتنے منگے تعلیمی اداروں میں پڑھ کر بھی سطحی سوچ کا حامل تھا۔۔۔ جس کے لیے اپنی عزت جان سے عزیز جبکہ دوسروں کی عزت مزاق۔۔۔۔۔ خدا کا خوف کیا کر۔۔۔۔۔ زیان بیٹیاں اور عزتیں سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔۔۔ اسد نے افسوس سے

کہا۔۔۔ بالکل مگر عورت ذات کو عزت کروانی پڑتی ہیں اور جو عزت کرواتے ہیں میں عزت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ جو خود قدم بڑھائے اس کا کیا۔۔۔ اس کو ہم نہیں روک سکتے پکی کھیر آج کے دور میں ہر کوئی ہی چکھنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ میرے خیال سے زبان ٹھیک کہہ رہا ہے اسد۔۔۔ تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ اگر کوئی لڑکی صرف تمہارے لیے ہی ایسی ہو تو۔۔۔۔۔ تو جو محبت کرنے کا جگرہ رکھتی ہیں وہ چور دروازے نہیں اپناتی۔۔۔۔۔ وہ محبتوں کو چھوڑ بھی دے عزتوں پر سمجھوتے نہیں کرتی۔۔۔ اور جو ایسا کر جائے وہ اکثر پہلے ہی گھر سے جان چھڑوانے کے چکر میں ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ اپنی علیینہ آپنی کو دیکھ لو۔۔۔۔۔ خبردار میری بیوی کا نام لیا۔ اسد نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔۔۔ ارے نہیں یارا آپنی اور آپ ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے نہ آپنی کبھی چوری چھپے نہیں نہیں آپ سے گھر سے جاتی اور گھر تک آپ چھوڑ کے جاتے اور آپنی نے سب سے پہلے انکل عارف کو بتایا تھا۔ ان کی طرف سے تھمبس آپ ملنے پہ آپ کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔۔۔ ارے میری بیوی تو پھر شہزادی ہے۔۔۔ اسلیے کہتے ہیں بیٹیاں جوان ہو جائیں تو محبت کی رسی دراز کروں اور اپنے

پروں میں چھپا کر دنیا کی اونچ نیچ بھی سمجھاؤ۔۔ تاکہ کبھی کوئی اجنبی ان کو بہکا نہ سکے۔۔۔۔

بس کروں تم دونوں بڑے فلاسفر۔۔۔۔ یاد رکھنا۔ جیسا مرد ویسی عورت اور ہم میں نہیں قران کہتا ہے۔۔ اتنے بڑے بول مت بولا کرو جو آگے آجائیں تو بھگت نہ سکو۔۔۔ اسد نے دونوں کی سوچ پر افسوس کرتے ہوئے کہا۔۔ اتنے میں گاڑی امپوریم مال کے سامنے لکی اور وہ تینوں اندر داخل ہو گئے

رانیہ کیا ہوا تمہا تمہاری طبیعت کو۔۔۔ امی وہ بس سر میں درد تھی۔۔۔ ہم۔۔۔ اور یہ کیا کرتی رہیتی ہو ہر وقت موبائل پہ۔۔۔ کچھ نہیں امی۔۔۔ اچھا ادھر آؤ میرے پاس۔۔۔ رانیہ اپنی اماں کے پاس جا کر لیٹ گئی۔۔۔ دیکھو رانیہ ہم اکیلی عورتیں ہیں بیٹا تمہارے سر پرپاں کا سایہ نہیں ہے۔۔۔ تمہارا ایک غلط قدم اور معاشرہ ہم سے جینے کا حق چھین

لے گا۔۔۔ باپ بھائی کا سایہ ہو نہ تو معاشرہ نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرات بھی نہیں کرتا۔۔۔۔ میں بھی اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی۔۔ اور تمہارا باپ بے شک دنیا کا عظیم ترین انسان تھا۔۔ شکوہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو جھلملائے۔۔۔ وہ خاندان سے بھر گیا میری خاطر۔۔ تاکہ ہمیں روایتوں سے بھرپور تنگ زندگی نہ گزارنی پڑے تاکہ وہ اپنی بیٹی کو خود مختار بنا سکے۔۔۔۔ پر بیٹا۔۔۔۔ ہر زکیہ کو عبدالقادر نہیں ملتا۔۔ یہاں قدم قدم پر عورتوں کی گھات لگائے بھیڑیے بیٹھے ہیں۔۔۔۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنے باپ کا مان کبھی نہ توڑنا ورنہ میں کیا منہ دکھاؤ گی اسکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہوئے دھیرے سے زکیہ بیگم نے رانیہ کے ہاتھ سے موبائل لیا اور تکیے کے نیچے رکھا۔ اور کروٹ لے کر سونے کو لیٹ گئی۔۔

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 79
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

آئی جسے وہ منہ پھیر کر چھپا گئی۔۔۔ ایسل وہ دیکھو آج بھی آیا ہے وہ۔۔۔ ہمسم ایسل نے سرگوشی کی۔۔۔ ایسل تمہیں اس سے معافی مانگنی چاہیے خامخواہ اتنا سنا دیا تھا۔۔۔ شریف گھر کا لگتا ہے۔۔۔ اور وہ دونوں بس میں سوار ہو گئی۔۔۔ ایسل رانیہ کی باتوں پر غور کرنے لگی کیا واقعی اسے معافی مانگنی چاہیے۔۔۔ گھر آکر بھی اسی سوچ میں رہی وہ۔۔۔

یار شاہو کدھر ہے تو۔۔۔ جلدی میرے گھر آ زیان نے عجلت میں شاہو کو فون کیا۔۔۔ شاہو اس وقت جم میں تھا۔۔۔ کونسی مصیبت آئی ہے زیان۔۔۔ تو آ تو جا۔۔۔۔۔ شاہو نے گاڑی نکالی اور زیان کے گھر کی طرف چل پڑا۔۔۔ دل میں یا اللہ خیر کا ورد کرتے ہوئے۔۔۔۔ شاہو جب گھر داخل ہوا تو زیان نک ساتیار کھڑا تھا۔۔۔ واٹ سوٹ کندھوں پر شال۔۔۔ ہاتھ پر قیمی ریسٹ واچ۔۔۔ پشاور می چپل۔۔۔ مکمل چوہدریوں کے حلیے میں وہ غضب ڈھا رہا تھا۔۔۔۔ اور زیان ملک کدھر جانے کی تیاری ہے۔۔۔۔۔ پار بی جان کی طبیعت خراب

ہے گاؤں جا رہا ہوں ایرجنسی میں۔۔ تو ایسا کر کچھ دیر میرے گھر رک جا ایک پارسل منگوا یا تھا۔۔ ریسپو کر لینا۔۔۔۔۔ بواجی اور ڈرائیور کو میں نے کل ہی بجھوا دیا تھا۔۔ کیونکہ اس ویک اینڈ پہ مجھے جانا تھا۔۔۔۔۔ ہمم۔۔۔۔۔ پارسل ضروری ہے۔۔ شاہو نے پوچھا۔۔۔۔۔ ہاں یار... ضروری ہے تو تجھے کال کی۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہوئے زبان وہاں سے نکل گیا

زیان کی گاڑی جیسے ہی گاؤں کی حدود میں داخل ہوئی۔۔۔ حویلی میں خبر پہنچ گئی۔۔۔ اسرا بی بی چھوٹے چوہدری گاؤں پہنچ گئے ہیں۔۔۔ ملازمہ مے خزدی اسرا نے جلدی سے اپنی کلائیوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہنی۔۔۔ آنکھوں کو کاجل سے بھرا۔۔۔ اپنے فراک کی اندیکھی سلوٹیں درست کی۔۔۔ پیروں میں پاگل پہنی۔۔۔ سر پہ دوپٹہ درست کیا۔۔۔ اور شیشے میں ایک تنقیدی نگاہ خود پر ڈالی۔۔۔ بلاشبہ وہ پرکشش لگ رہی تھی اور کھڑکی میں آکھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ جہان سے لان اور بیرونی گیٹ صاف نظر آتا تھا۔۔۔۔۔ اتنے میں زیان کی گاڑی گیٹ

سے اندر داخل ہوئی۔۔۔ زیان نے گاڑی کی چابی ڈرائیور کو دیتے ہوئے۔۔۔ اندر کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔ اس کی نظر آپ ہی آپ اوپر کی طرف اٹھی اور اسرا کو موجود پا کر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور اسرا شرماتے ہوئے کھڑکی سے ہٹ گئی۔۔۔ اسرا ہمیشہ جب بھی وہ حویلی آتا یا جاتا یوں ہی کھڑکی میں موجود ہوتی۔۔۔۔

زیان سیدھا بی جان کے کمرے کی طرف بڑھا سب لوگ وہاں پہلے ہی موجود تھے اور بی جان بیٹھی تھی۔۔۔۔ زیان نے سب کو سلام کیا اور بی جان کے پاس بیڈ کے کونے پر ٹک گیا۔۔۔۔۔ کیسا ہے میرا شہزادہ بی جان نے زیان کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں آپ بتائیں زرا بیمار ہونے کی کیا سوجھی تھی۔۔۔۔ مجھ سے ملنا تھا تو ویسے ہی بلا لیتی۔۔۔۔۔ پتہ بھی امتحان قریب ہیں میرے۔۔۔۔۔

ارے میرے شہزادے میرا بس چلے تو تجھے بھیجو ہی نہ۔۔۔۔ اک تو ہے کہ کتابوں میں کھپا رہتا ہے۔۔۔۔۔ اچھا بتائیں اب کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اتنا کہنا تھا کہ بی جان کی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی۔۔۔۔۔ میرے بیٹے کی آخری نشانی کو میں مرنے سے پہلے اس حویلی میں دیکھنا چاہتی ہوں کل کو کیا منہ لے کر جاؤ گی میں اپنے بیٹے کے پاس کے اس کی اولاد کو

سنجھال نہ سکی۔۔ اسکی دیکھ بھال نہ کر سکی۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہوئے بی جان کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔۔ میں ڈھونڈوں گا چچی کو اور ان کی اولاد کو آپ فکر نہ کریں۔۔۔ زیان نے بی جان کو دوائی کھلائی اور سب آہستہ آہستہ کمرے سے نکل آئے۔۔۔۔۔

زیان سب کے ساتھ لاؤنج میں آیا اس کی خواہش اسرا کو دیکھنے کی تھی۔۔۔ مگر وہ کہی نظر نہ آئی۔۔۔۔۔ کیا کہا ہے ڈاکٹر نے زیان نے اپنے باپ سے پوچھا۔۔۔ ڈاکٹر نے ٹینشن لینے سے منع کیا ہے اور یہ ایک ہی بات کہتی ہیں۔۔۔ ہم۔۔۔ تو کیا آپ کو نہیں پتا چچی کہاں ہیں۔۔۔ بیٹا تمہیں کیا لگتا ہے ہم نے ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔ پر ابا جی اصولوں کے پکے تھے کوئی تعلق نہ رکھا نہ ہمیں رکھنے دیا۔۔۔ مگر ان کی وفات کے بعد میں نے بہت کوشش کی۔۔۔ مگر نہیں تلاش کر سکا اب تک ان کو۔۔۔۔۔ ہم

۔۔۔ کرتے ہیں کچھ زیان یہ کہتا ہوا۔۔۔ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔ اور جاتے ہوئے چائے کا پیغام دے دیا۔۔۔ زیان نے کمرے میں جا کر جوتا اتارا فریش ہو کر ٹراؤزر شرٹ پہنی۔۔۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔۔۔ آجاؤ کہہ کر زیان بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔ اسرا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔۔ حویلی میں یہ وقت سب کے آرام کا ہوتا تھا تو اسرا بے

جھجھک چلی آئی --- اس نے ٹرے زیان کے سامنے رکھی --- جس میں دوکپ چائے اور کچھ کباب اور فرائز تھے --- زیان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی --- آگئی میری یاد میڈم کو --- یاد تو آپ کو نہیں آتی ہماری --- اسرا نے ایک ادا سے کہا اور اپنا کپ اٹھا کر صوفے پر بیٹھ گئی --- میں نے کہا تو ہے تمہیں موبائل لا دیتا ہوں -- نہیں ہمیں استعمال کرنا نہیں آتا اور ویسے بھی دادو کو پسند نہیں ایسے جھمیلے --- دادو کی چمچی --- یہ چلو میں تو تمہارا ہونے والا شوہر ہوں مجھے آپ کہنا عزت دینا ٹھیک ہے -- یہ خود کو آپ کہنے کی وجہ --- تو ہم بھی اس گھر کے لاڈلے سپوت کی ہونے والی بیوی ہیں --- اس لیے -- اسرا نے ایک ادا سے اپنے بال پیچھے جھٹکتے ہوئے کہا --

اور زبان کو اس پر بے تحاشا پیار آیا۔۔۔۔۔ یہ تم نہ فلمیں کم۔ دیکھا کرو ہر وقت انارکلی بنی رہتی ہو۔۔ ویسے ہو تم۔ چڑیل۔ ہی۔۔۔ کیا میں چڑیل ہوں۔۔۔ ہاں تو اور یہ جو تم مجھے متاثر کرنے کو چڑیل سے بھوتنی بن آتی ہو نہ قسمے ہاسا نہیں رکتا میرا۔۔۔ اور اسرا تو صدمے سے بے ہوش ہونے کے قریب تھی۔۔ اس سے پہلے وہ سچ میں بے ہوش ہوتی زبان نے زور سے قہقہہ لگایا مزاق کر رہا تھا یار۔۔۔ بہت اچھا مزاق ہے۔۔۔ اسرا نے چائے کی

ٹرے اٹھائی اور کمرے سے نکلنے لگی اب چائے بھی خود بنا لیجئے گا۔۔۔۔ ارے سنو تو اسرا
--- میں نہیں سن رہی۔۔۔ اتنے میں زیان نے اسرا کا دوپٹہ پکڑا۔۔۔ اسرا وہی ساکت
ہوئی۔۔۔ زیان چلتا ہوا اسرا کے قریب آیا اسرا کی پشت زیان کے سینے کے سامنے تھی
اسرا زرا سا ہلتي تو زیان سے ٹکرا جاتی۔۔۔ اسرا نے آنکھیں زور سے بند کی۔۔۔ اسرا کا دل
زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اسرا کو زیان کی سانسوں بالکل اپنے کان کی لو کے پاس
محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ زیان نے اسرا کی لرزتی پلکیں دیکھی۔۔۔ دل گستاخی پر آمادہ
ہوا۔۔۔ مگر زیان نے خود کو قابو رکھا۔۔۔۔ زیان نے دھیرے سے ٹرے میں سے چائے کا
کپ اٹھایا۔۔۔ اسرا کی ہاتھوں کی لرزش زیان کو صاف نظر آرہی تھی۔۔۔۔ سنو تم واقعی
چڑیل۔ ہو۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہوئے زیان پیچھے ہٹا اور اسرا نے آنکھیں کھولی۔۔۔ آپ بھوت بندر
ڈاؤسار اور سارے انگریزی کے جانور۔۔۔۔ اور اسرا کمرے سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔ پیچھے
زیان قہقہے لگاتا رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ لڑکی زیان کے نام سے منسوب تھی زیان کو یہ بات
ہمیشہ خوشی دیتی تھی۔۔۔ جس نے آج تک نہ باہر کی دنیا دیکھی تھی اور بچپن سے آج
تک صرف زیان کے نام تسبیح کی تھی۔۔۔۔

اسرا جو نہی ہی اپنے کمرے میں آئی۔۔۔ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر بیڈ پر بیٹھ گئی اور شرمانے لگی۔۔۔ اور پھر دوپٹہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر گول گول گھومنے لگی۔۔۔ اور زیان کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔ بچپن سے آج تک اسرا نے زیان کو نام اپنے نام کے ساتھ سنا تھا۔۔۔ اور ہوش کی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی اسرا کے دل نے زیان کے نام کا ورد کیا تھا۔۔۔ وہ اسکی بچپن کی محبت تھا۔۔۔ اسرا ماضی میں کہیں کھو گئی۔۔۔

ملک حویلی

تھے۔۔۔ عبد الجبار، عبدالقادر، عبدالحادی۔۔۔۔ عبد الجبار کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔۔ بڑا بیٹا امریکہ پڑھنے کے لیے گیا اور وہی کا ہو کر رہ گیا۔۔ دوسرا بیٹا زیان جب کی بیٹی آیت کی شادی قریبی گاؤں میں کر دی گئی تھی۔۔۔۔ عبدالقادر شہر پڑھنے کی غرض کے گئے وہی یونی فیلو سے شادی کر لی۔۔۔۔ چوہدری انیس نے ان سے ہر طرح کا تعلق ختم کر لیا۔۔۔ کیونکہ وہ ان کی شادی اپنی بھانجی سے کرنا چاہتے تھے۔۔ ان کی وفات کے بعد دونوں بھائیوں نے انہیں ڈھونڈنے کی خوب کوشش کی مگر ناکام رہے۔۔۔۔ عبد الحادی کی دو ہی بیٹیاں تھیں۔۔۔۔۔ یسری اور اسرا۔۔۔۔۔ یسری کی شادی اس کے ماموں زاد سے ہو گئی تھی۔۔ جبکہ اسرا زیان کے نام سے منسوب تھی۔۔۔۔۔

زبان کو گئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔۔ اس دوران ایسل اور رانیہ روز سٹاپ پر جاتی تو میر ایک طرف گاڑی میں بیٹھا انہیں دیکھ رہا ہوتا۔۔۔ جیسے ہی دونوں بس میں سوار ہوتی۔۔۔ میر وہاں سے چلا جاتا۔۔۔ میر نے کبھی ان کا گھر تک پیچھا کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ آج ایسل کی طبیعت کچھ خراب تھی۔۔۔ تو ایسل نے کالج سے چھٹی کا ارادہ کیا۔ جب کہ رانیہ کا گھر رہ کر بور ہونے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔۔۔ سو وہ کالج روانہ ہوئی واپسی پر میر کی کار مخصوص جگہ پر کھڑی دیکھ کر۔۔۔ رانیہ کے دل میں میر سے بات کرنے کا خیال آیا۔۔۔ رانیہ محبتوں کے اس کھیل میں اس قدر بہک چکی تھی کہ وہ ایسل کو بھی انہی راہوں کو مسافر کرنا چاہتی تھی۔۔۔ رانیہ چلتی ہوئی میر کی گاڑی کے پاس گئی۔۔۔۔۔ میر رانیہ کو آتا دیکھ کر گاڑی سے باہر آیا۔۔۔ کیا ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ رانیہ نے میر سے کہا۔۔۔۔۔

Yeah. sure....

میر نے گاڑی لاگ کی اور سٹاپ کے قریبی کافی شاپ لی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔ کافی لے گی آپ... میز پر بیٹھتے ہوئے رانیہ کو پیشکش کی۔۔۔ جی ضرور۔۔۔۔۔ رانیہ نے بے تکلفی سے کہا۔۔۔۔۔ آپ بتائے آپ روز سٹاپ پر کیوں آتے ہیں۔۔۔۔۔ رانیہ کی بات پر میر نے

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 89
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a38822222222222222222)

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 90
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

لیا۔۔۔ اسرا کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔ اسرا نے بے ساختہ نظریں جھکائی۔۔۔ اسرا۔۔۔ زیان نے ہولے سے پکارا اسرا نے پلکیں اٹھائیں اور زیان کو دیکھا۔۔۔ تو تمہارے کہنے سے میں کونسا رک جاؤ گا۔۔۔۔۔ زیان یہ کہتا ہوا قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔۔ جبکہ اسرا نے غصے میں کشن اٹھا کر زیان کو مارا جو اس نے مہارت سے کیچ کیا۔۔۔ اسرا نے جانے کے لیے قدم بڑھائے۔ تو زیان نے اسرا کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اسرا بغیر مڑے وہی پر ساکت ہوئی۔۔۔۔۔ زیان چلتا ہوا اسر کے قریب آیا۔۔۔ اور کندھوں سے پکڑ کر اسرا کا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔ اور اپنے دونوں ہاتھ پیچھے باندھے۔۔۔ اسرا نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔ ساری زندگی تمہارے پاس ہی رہنا ہے ابھی جانا ضروری ہے مگر جلد لوٹ آؤ گا یہ کہہ کر زیان پیچھے ہٹا اور اسرا بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔۔۔ اس کے کانوں میں ابھی تک زیان کی گھمبیر سرگوشی گونج رہی تھی۔۔۔ اسرا کو لگا اس کے گال دھک رہے ہیں۔۔۔ اسرا بے اختیار ہوتی ہوئی بیڈ پر لیٹ گئی اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر مسکرانے لگی۔۔۔ اسرا کو اپنے دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔

تھیں۔۔۔۔۔ اس دن تو ملی تھی ابھی۔۔۔۔۔ ارے پاگل اسکی نہیں تمہارے والے کی بات
 کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ کون میرے والا ہیں۔۔۔۔۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے رانیہ کیا بکے جا رہی
 ہو۔۔۔۔۔ صاف صاف بتاؤ۔۔۔۔۔ تم بولنے دو گی تو بتاؤ گی۔۔۔۔۔ ہاں پھوٹو۔۔۔۔۔ اب کہ ایسل
 خاموش ہوئی تو رانیہ نے میرے ملاقات کا سارا حال سنایا۔۔۔۔۔ اور بہت سی باتیں خود سے
 بنا ڈالی۔۔۔۔۔ اور ایسل کو میرے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔ ایسل وہ محبت کرتا
 ہے تم سے ورنہ کون روزیوں وقت برباد کرنے آتا ہے۔۔۔۔۔ محبت نہ ہوتی تو تمہارے
 انسلٹ کرنے کے بعد کبھی نہ آتا۔۔۔۔۔ اور جتنا وہ گڈ لکنگ اور ہینڈ سَم ہے اور ایلیٹ کلاس
 سے ہے اسے کونسا لڑکیوں کی کمی ہوگی یہ محبت ہی ہے جو اسے تمہاری طرف لاتی
 ہے۔۔۔۔۔ اور تم ہو بھی تو اتنی خوبصورت کسی کو بھی تم سے محبت ہو سکتی ہے اتنے
 میں رانیہ کے موبائل پر ملک کی کال آنے لگی۔۔۔۔۔ رانیہ نے موبائل اٹھایا اور گھر کی راہ
 لی۔۔۔۔۔ اور پیچھے ایسل کے ہاتھ میں میرا کارڈ تھما کر۔۔۔۔۔ سوچوں کے نئے در وا کر
 گئی۔۔۔۔۔ اب دیکھنا یہ ہے صحبت جیتے گی یا تربیت بلاشبہ صحبت انسان پر گہرا اثر ڈالتی
 ہے۔۔۔۔۔

رانیہ نے گھر آتے ساتھ ملک کو کال ملائی ---
 السلام علیکم ملک نے کال اٹھاتے ہی کہا --- وعلیکم السلام جناب --- ہو گئی
 واپسی --- جی ابھی آیا ہوں --- وہاں جا کر آپ مجھے بھول - ہی گئے تھے --- رانیہ
 نے اداس ہوتے ہوئے کہا --- آپ کوئی بھولنے والی چیز ہیں کیا --- زیان شوخ
 ہوا --- اچھا جی پھر کیا ہوں میں --- ہم یہ تو اب میں مل - کر بتاؤ گا --- کب مل
 رہی ہوں --- مل - لیں گے --- جی نہیں کل ملیں گے --- آنکھیں ترس گئی ہیں اپنی
 جان کے دیدار کے لیے --- رانیہ کی ہنسی گونجی فون پہ --- ہفتے سے آپ کو میری یاد
 نہیں آئی جناب --- سارے شکوے دور کر دوں گا --- آپ کل ملو --- پہلے شاپنگ پہ
 چلے گے پھر اچھا سالنچ اور پھر باقی بعد میں سوچیں گے --- جی جی جناب نے سارے
 پلین بھی بنا لیے ہیں --- ہاں جی اور نہ مجھے بالکل پسند نہیں اور میں روٹھ گیا تو منانا

رانیہ نک سک سے تیار تھی کالج جانے کے لیے۔۔۔ اصل میں وہ زیان سے ملنے کے لیے تیار تھی۔۔۔ وہ اور ایسل دونوں بس میں سوار ہوئی۔۔۔ یہ آج تم اتنا بنی سنوری کس خوشی میں ہو۔۔۔ ایسل نے رانیہ کی تیاری بغور دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ آج زیان سے ملنے جانا ہے۔۔۔ رانیہ نے پرچوش ہوتے ہوئے بتایا۔۔۔ کیا۔۔۔ یہ تم نے مجھ سے پوچھے بنا کیسے پلین بنالیا۔۔۔ رانیہ تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔ میں بالکل نہیں جاؤ گی رانیہ۔۔۔ یار تم ڈرتی کتنا ہو۔۔۔ کوئی کھا تھوڑی جائے گا ہمیں۔۔۔ تھوڑی تو ماڈرن ہو جاؤ ویسے بھی میں اکیلی جا رہی ہوں۔۔۔ رانیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔ اکیلی تم کدھر

رانیہ۔۔۔۔ کیا کرتی ہو تم یار۔۔۔۔ ایسل تم بھی پاگل ہو مال تک جارہے ہیں شاپنگ کرنے خواجہ کی نصیحتیں کر کے دماغ نہ خراب کرو میرا۔۔۔۔ ایسل منہ موڑ کر بیٹھ گئی اور رانیہ موبائل میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔ دونوں کالج میں بھی چپ چپ ہی رہی۔۔۔۔ بچے کے قریب زیان نے رانیہ کو میسج کیا کہ میں تمہارے کالج کے باہر کھڑا 12 ہوں۔۔۔۔ رانیہ نے ایسل سے کہا میں جا رہی ہوں۔۔۔۔ 2 بچے تک سٹاپ پہ آجاؤ گی۔۔۔۔ ایسل نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔ رانیہ نے ایسل کو منانے کا پروگرام گھر پہ چھوڑا۔۔۔۔ اور کالج سے باہر کی طرف چل پڑی۔۔۔۔ جبکہ ایسل پریشان سی سوچنے لگی۔۔۔۔ اب کیا ہوگا۔۔۔۔

رانیہ گیٹ سے باہر نکلی تو زیان جینز شرٹ پہنے گلاسز لگائے اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔۔۔۔ رانیہ کو آتا دیکھ کر فوراً سے سیدھا ہوا۔۔۔۔ رانیہ نے غور کیا۔۔۔۔ بہت

سی لڑکیوں کی نظر زیان پر تھی۔۔۔ جبکہ زیان کی رانیہ پر۔۔۔ رانیہ کو خود پر رشک محسوس ہوا۔۔۔ رانیہ گاڑی کے پاس گئی تو زیان نے فرنٹ ڈور کھولا رانیہ کے لیے۔۔۔ رانیہ جب بیٹھ چکی تو زیان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔۔۔ اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔۔۔ رانیہ کو اس وقت اپنا آپ ہواؤں میں محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ زیان نے گاڑی شہر کے مشہور مال کے سامنے روکی۔۔۔ رانیہ تو اتنا بڑا مال دیکھ کر ہی حیران تھی۔۔۔ پر اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے زیان کے پیچھے چل پڑی۔۔۔۔۔ زیان رانیہ کو لے کر ایک بوتیک میں گیا۔۔۔ اور کچھ ڈیزائنر ڈریس دیکھنے لگا۔۔۔ رانیہ بھی دیکھنے لگی مگر پرائز ٹیگ دیکھ رانیہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی۔۔۔۔۔ اتنے میں زیان نے رانیہ کو آواز دی۔۔۔ اور اک فراک تھمایا اور ٹرائی کرنے کا کہا۔۔۔۔۔ رانیہ نے ہچکچاتے ہوئے لے لیا۔۔۔ کیا یا ایسے اکورڈ فیل نہ کرا۔۔۔ و لوگ کیا کہیں گے زیان ملک کسی ایرے غیرے کے ساتھ آیا ہوا۔۔۔ زیان نے رانیہ کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ رانیہ فراک لے کر ڈریسنگ روم کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔ اتنے میں زیان بوتیک گھومنے لگا اور اسکی نظر ایک انارکلی فراک پر پڑی۔۔۔۔۔ فوراً سے اس کے ذہن میں اسرا کا سراپا گھوم گیا۔۔۔ زیان نے فوراً سے فراک پیک کر کے اپنے گھر ڈلیور کرنے کا آرڈر

دیا۔۔۔ اتنے میں رانیہ ڈریسنگ روم سے نکلتی دکھائی دی۔۔۔ رانیہ نے پنک کلر کا فراک پہنا تھا جس کے بازو اور اوپری گلائٹ کا تھا اور پیٹی پر نفیس سانگوں کا کام تھا۔۔۔ اور نچلا حصہ بھی مکمل نیٹ کا بنا تھا۔۔۔ وہ فراک رانیہ کو بہت فٹ تھا اس کے جسم کے مکمل نشیب و فراز واضح ہو رہے تھے۔۔۔ زیان پلک جھپکنا بھول گیا۔۔۔

Itx perfect...

رانیہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے۔۔۔ کہ اسے زیان کی گھمبیر سرگوشی سنائی دی۔۔۔ زیان کی نظریں مسلسل رانیہ کے جسم کا طواف کر رہی تھی۔۔۔ رانیہ کو بے تحاشا شرم محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ رانیہ نے دوپٹے سے خود کو کور کرنے کی کوشش کی تو زیان نے رانیہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ اور شیشے کے سامنے لے آیا۔۔۔ رانیہ مہبوت سی خود کو دیکھنے لگی۔۔۔ رانیہ آگے جب کے زیان رانیہ کی پشت پر کھڑا تھا۔۔۔ زیان نے جیب میں سے اپنا موبائل نکالا اور شیشے میں اپنی اور رانیہ کی دو تین تصاویر لی۔۔۔ اس سے پہلے رانیہ کوئی رسپانس دیتی۔۔۔ زیان نے سیلز گرل کو اشارہ کیا اور فراک پیک کرنے کا آرڈر دیا۔۔۔ اور رانیہ کو لے کر شوز شاپ لی طرف آیا۔۔۔ اسی طرح پھر کچھ جیولری اور بیگز وغیرہ لیے۔۔۔ رانیہ زیان کے ساتھ کافی مطمئن سی تھی۔۔۔ دونوں مال سے نکل کر گاڑی میں سوار

ہوئے۔۔۔۔۔ زیان نے گاڑی سٹارٹ کی اور مین روڈ تک لے آیا۔۔۔۔۔ زیان نے ہولے سے رانیہ کا ہاتھ تھام کر لبوں کو لگایا۔۔۔۔۔ رانیہ کے ہورے جسم میں جیسے کرنٹ دوڑ گیا۔۔۔۔۔ رانیہ نے ہولے سے پلکیں جھکائی۔۔۔۔۔ خوش ہو۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ نے ہو چھا۔۔۔۔۔ رانیہ نے ہولے سے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔ اتنے میں گاڑی ریسٹورانٹ کے آگے رکی۔۔۔۔۔ رانیہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ چلو رانیہ زیان نے رانیہ سے کہا۔۔۔۔۔ اور دونوں ریسٹورانٹ کی طرف چل پڑے۔۔۔۔۔

زیان رانیہ کو لے کر قدرے کونے والے ٹیبل میں آ بیٹھا۔۔۔۔۔ کیا لوگی۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ سے پوچھا۔۔۔۔۔ جو مرضی۔۔۔۔۔ رانیہ کنفیوز سی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ ریلیکس ہو کے بیٹھو پریشان کیوں ہو۔۔۔۔۔ نہیں تو۔۔۔۔۔ زیان نے کھانے کا آرڈر دیا۔۔۔۔۔ اور رانیہ سے ہلکی پھلکی گفتگو کرنے لگا۔۔۔۔۔ اتنے میں کھانا آیا اور دونوں کھانا کھانے لگے۔۔۔۔۔ رانیہ نے برائے نام ہی کھایا۔۔۔۔۔ رانیہ بار بار گھڑی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ جس پر 1 بج کر 30 منٹ ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ چلیں اب۔۔۔۔۔ کہاں چلے۔۔۔۔۔ زیان نے کہا۔۔۔۔۔ ایسل ویٹ کر رہی ہوگی۔۔۔۔۔ سٹاپ تک چھوڑ دے

-- ایسل کا دل پہلے ہی بجھا ہوا تھا۔۔۔ ایسل نے گھڑی پر وقت دیکھا تو 1 بج کے 15 منٹ تھے۔۔۔ پہلے تو رانیہ کے ساتھ کھڑے کھڑے وقت کا پتہ ہی نہ چلتا تھا۔۔۔ ایسل کو رانیہ کی فکر بھی ستائے جا رہی تھی۔۔۔ اتنے میں میر کی گاڑی ایسل کے بالکل پاس

رکی۔۔۔

آج۔۔۔۔۔ نہیں ایسل نے سر جھکائے جواب دیا

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 101
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a38822222222222222222)

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 102
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

زیان کی قربت اس کے کلون کی مہک اور اس کے گھمبیر الفاظ رانیہ کے حواس پہ چھا رہے تھے۔۔۔۔۔ ایک لمحے کے اس سرور سے نکلتے ہی رانیہ ایک جھٹکے میں زیان سے الگ ہوئی اور مسکراتے ہوئے گاڑی سے اتر گئی۔۔۔ ایک دلفریب مسکراہٹ زیان کے لبوں پر آئی۔۔۔۔۔ کب تک بچوں کی آخر زیان مسکراتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلا اور رانیہ کو شاپنگ بیگز تھمائے۔۔۔ اور اللہ حافظ کہتا ہوا گاڑی وہاں سے لے گیا۔۔۔۔۔

جبکہ رانیہ کی نظریں ایسل کو تلاش رہی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ایسل اس کے بغیر کبھی بھی گھر نہیں جائے گی۔۔۔۔۔ رانیہ کو کچھ ہی فاصلے پر ایسل گم صم سی کھڑی نظر آئی۔۔۔۔۔ رانیہ فوراً ہی ایسل کی طرف بڑھی۔۔۔ اور جوش سے ایسل کو گلے لگایا۔۔۔ ایسل یار میں بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں۔۔۔۔۔۔۔ رانیہ کی خوشی دیکھ کر ایسل بھی وقتی

طور پر سب بھول گئی۔۔۔ شکر ہے تم آگئی۔۔۔ پتہ ہے کتنا پریشان ہو رہی تھی
میں۔۔۔۔۔ اتنے میں بس آئی اور وہ دونوں بس میں سوار ہوگئی۔۔۔

زیان نے دو چار کام نمٹائے اور 3 بجے کے قریب شاہو کو کال کی۔۔۔۔۔ یار کدھر ہے
تو۔۔۔۔۔ زیان نے بغیر سلام دعا کے پوچھا۔۔۔۔۔ یہاں ہی ہوں میں تو جناب کے پاس ہی
فرصت نہیں۔۔۔۔۔ ہائے میری جان۔۔۔۔۔ لوکیشن بتا میں ابھی آیا۔۔۔۔۔ اچھا زیادہ ٹھہرکی
نہ ہو۔۔۔۔۔ اور آفس آجا۔۔۔۔۔ اوکے کمنگ کہہ کر زیان نے کال ڈسکنیکٹ کردی۔۔۔۔۔ اور
شاہو کے آفس کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

ایسل نے گھر آکر دروازہ ناک کیا۔۔۔ اماں کو سلام کیا۔۔۔ اور فوراً سے رانیہ کے گھر چلی گئی۔۔۔ رانیہ نے جاتے ساتھ بیگ اتارا پانی پیا اور شلپنگ بیگز کھول کر بیٹھ گئی۔۔۔ اتنی زبردست شلپنگ دیکھ کر ایسل دنگ رہ گئی۔ ایسل کو وہ فراک اس قدر پسند آئی کہ پہلی بار اسکا دل چاہا کاش وہ بھی خرید سکتی۔۔۔۔۔ بیگز، شوز سب کچھ برینڈڈ تھا۔۔۔۔۔ اس کے بعد رانیہ نے اپنی تمام ملاقات کا حال مرچ مصالحہ لگا کر ایسل کو سنایا۔۔۔۔۔ ایسل بے تحاشا متاثر نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔ وہ دونوں عمر کے اس حصہ میں تھی جہاں فینٹسی اور ایسی چیزیں بے حد متاثر کرتی ہیں۔۔۔۔۔ ایسل کو رانیہ کہ قسمت پر رشک آیا۔۔۔۔۔ زیان کو لے کر جو چند شبہات تھے اس کے دل۔۔۔۔۔ میں وہ بھی کہیں دور جا سوئے۔۔۔۔۔ اور وہ دونوں کافی دیر تک یونہی باتیں کرتی رہی۔۔۔۔۔ پھر ایسل گھر گئی۔۔۔۔۔ اماں عصر کی نماز پڑھ کر سبزی بنا رہی تھی۔۔۔۔۔ نا بٹیا رانی آج آتے ساتھ رانیہ کی طرف کیطرف کیوں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ ویسے ہی اماں کالج کا کام کر رہی تھی۔۔۔۔۔ کھانا نہیں کھانا۔۔۔۔۔ ایسل نفی میں سر ہلاتی ہوئی۔۔۔۔۔ کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ اس کے دماغ میں رانیہ کی چیزیں اور باتیں گھوم رہی تھی۔۔۔۔۔

پر دوستی ہوئی۔۔۔ مجھے لگا محترمہ کافی اٹیٹیوڈ والی ہیں۔۔۔ پر دو چار بار اصرار تھوڑی سی تعریف اور امپریس ہو گئی۔۔۔ زیان نے سر سری سا بتایا۔۔۔ ہم تو کیا ارادہ ہے مطلب بات کدھر تک پہنچی۔۔۔ یار اپنے ٹائپ کی نہیں ہے۔۔۔ زیان نے سینڈوچ اٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔ جو کہ کچھ دیر پہلے ہی پیون رکھ کر گیا تھا۔۔۔۔۔ مطلب۔۔۔ یار زیان ہو سکتا ہے بس تیرے ساتھ ہی فری ہو۔۔۔ بھائی۔۔۔ ہر پوسٹ پہ کمینٹ ہر کسی سے ہنس کے بات تو میں کیسے مان لوں بس میرے ساتھ۔۔۔ ہو سکتا اب صرف میرے ساتھ ہو پہلے کا مجھے کیا پتہ۔۔۔۔۔ میں کونسا اس کی پرسنل لائف میں گھسا ہوا ہو۔۔۔۔۔ خدا جانے کیا کرتی ہے۔۔۔۔۔ ہاں مگر ایک بات۔۔۔ اب تک میں نے جتنی بھی پیش قدمی اس کی طرف کی اس نے ہنس کے قبول کی ہے۔۔۔ اتنی کوئی اچھی ہوتی نہ رکھ کہ میرے منہ پہ چیپڑ مارتی۔۔۔۔۔ زیان نے اپنی گال کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔ میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں۔۔۔ مگر دوستی تک رہتی نہ میرے ساتھ تو مجھے لگا اچھی لڑکی ہے۔۔۔ پر ٹائم پاس ہی ہے۔۔۔۔۔ صبح۔۔۔ شاہو زیان کے تبصرے پر خاموش ہوا۔۔۔۔۔ اسرا کی سنا۔۔۔ شاہو نے

کافی کاکپ لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ شرم کر لے بھا بھی کہا کر۔۔۔۔۔ نہ دوسروں کی لڑکیوں کی کوئی عزت نہیں تیری نظر میں اپنی باری مرچ لگتی ہے۔۔۔ یار چھوڑ جنہیں خود اپنی عزت کی پروا نہیں ہم نے ان کا ٹھیکا لیا ہے۔۔۔ اتنے میں زیان کا فون بچنے لگا۔۔۔ لے آگیا تیری نہ ہونے والی بھا بھی کا فون۔۔۔ زیان نے موبائل شاہو کی طرف کرتے ہوئے کہا۔۔۔ سن لے۔۔۔ نہیں موڈ نہیں یہ کہتے ہوئے زیان نے کال کٹ کی اور موبائل سم ٹرن آف کر دی۔۔۔ زیان نے پرسنل اور سوشل نمبر الگ الگ رکھے تھے۔۔۔ اور رانیہ کے پاس زیان کا سوشل نمبر تھا۔۔۔۔۔ یار سچ باتوں باتوں میں بھول ہی گیا میں۔۔۔ زیان نے کچھ یاد آنے پر کہا۔۔۔ کیا۔۔۔ شاہو زیان کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ یار مجھے لاسٹ ویک کا یونی کا ورک دے دے میں تو آف پہ تمہا نیکسٹ منتھ سے ایگزام ہے تو تیاری کرنی ہے۔۔۔ یار میں بھی کوئی خاص کلاسز لے نہیں سکا۔۔۔ لینا سے پوچھ لے۔۔۔ وہ گئی ہو شاید۔۔۔ کیا مطلب تیری لینا سے ملاقات بھی نہیں ہوئی۔۔۔ نہیں یار آفس میں مصروف تھا۔۔۔ وقت نہیں ملا۔۔۔ لاسٹ ٹائم جو پراجیکٹ ملا تھا اس کی فائنل پریزنٹیشن ریڈی کرنی تھی۔۔۔ اب نیکسٹ ویک اسلام آباد جانا پڑے شاید۔۔۔ ہم

مجھے بھی شاید نیکسٹ ویک گاؤں پھر سے جانا پڑے بی جان کی طبیعت نہیں ٹھیک
 نہ۔۔۔۔۔ ہاں چل تو لینا سے بات کر کے مجھے بتا شام میں سیٹنگ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ شاہو
 یہ کہتے ہوئے اٹھا۔۔۔ تو کدھر زیان نے شاہو کو اٹھتے دیکھ کر کہا۔۔۔ یہ فائل۔ کو ڈیڈ کو
 دے دو۔۔۔ تب تک تو گاڑی نکال مجھے جم چھوڑ دی۔۔۔۔۔ صبح ہے چل میں نیچے ویٹ
 کر رہا ہو۔ یہ کہتے ہوئے۔۔۔ زیان چلا گیا۔۔۔

شام میں ایسل چھت پر گئی۔۔۔ تو رانیہ پریشان سی صحن میں ٹہل رہی تھی۔۔۔۔۔ ایسل
 کو دیکھ کر رانیہ بھی چھت پر آگئی۔۔۔۔۔ کیا ہوا پریشان کیوں ہو۔۔۔۔۔ یار ایسل وہ فون
 نہیں اٹھا رہا۔۔۔ کہیں مصروف ہوگا۔۔۔۔۔ تم کیوں پریشان ہو رہی ہو۔۔۔

یار وہ ٹھیک تو ہوگا نہ۔۔۔ پہلے میں نے کال کی تو بیل جا رہی تھی۔۔ جبکہ اب سوچ آف ہے موبائل۔۔۔ رانیہ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ ہاں یار۔۔۔۔ رانیہ مسلسل زیان کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔۔۔۔ پریشانی رانیہ کے چہرے سے واضح تھی۔۔۔ ایسل نے رانیہ کا دھیان بٹانے کو اسے آج میر کے ساتھ ہوئی ملاقات کا حال سنایا۔۔۔۔۔ وقتی طور پر رانیہ کا دھیان واقعی ہٹ گیا۔۔۔ اور وہ دونوں میر کے بارے میں باتیں کرنے لگی۔۔۔ کیا خیال ہے کل آئے گا وہ۔۔۔ رانیہ نے ایسل سے پوچھا۔۔۔۔۔ پچھلے پندرہ دن سے تو روز آتا ہے ڈھیٹ ہے کل بھی آجائے گا۔۔۔۔۔ چل شرط لگاتے ہیں رانیہ نے پرچوش ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ میرے خیال سے نہیں آئے گا۔۔۔ رانیہ نے کہا۔۔۔۔۔ اور میرے خیال۔۔۔ سے آئے گا۔۔۔ ایسل نے کہا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے ہارنے والا گول گپے کھلائے گا اور وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس پڑی اب دونوں کو بے صبری سے صبح کا انتظار تھا۔۔۔۔۔ ایسل اور رانیہ دونوں نیچے چلی گئی۔۔۔ ایسل کے جاتے ہی رانیہ پھر سے زیان کا نمبر ڈائل کرنے لگی جو مسلسل آف تھا۔۔۔۔۔ تھک ہار کر رانیہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔ رکیہ جب گھر میں داخل ہوئی تو رانیہ لیٹی ہوئی تھی اس نے نہ تو آج اماں کو سلام کیا نہ ہی

پانی وغیرہ کا پوچھا۔۔۔ اور سستی سے لیٹی رہی۔۔۔ رانیہ طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔ زکیہ بیگم نے پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔ جی اماں۔۔۔ اور رانیہ کروٹ لیٹ کر سوتی بن گئی۔۔۔ زکیہ بیگم پریشان ہوئی۔۔۔ ان کا دل وسوسوں کا شکار تھا۔۔۔ مگر وہ محض شک کی بنیاد پر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتی تھی۔۔۔ مگر ماں تھی ان کا دل۔ کہہ رہا تھا ان کی بیٹی کی زندگی میں کچھ غلط ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

شام میں لینا زیان اور شاہو۔۔۔ لینا کے گھر پر اکھٹے ہوئے۔۔۔ اور شاہو لینا کو زیان کے افیئر کے بارے میں بتانے لگا۔۔۔ مگر زیان کے رانیہ کے متعلق خیالات کو چھپا گیا تھا۔۔۔ مگر لینا لڑکی تھی اور کافی حد تک دونوں کی سوچ اور نیچر سے واقف تھی۔۔۔ اور کبھی کبھی اسے حقیقت میں افسوس ہوتا تھا دونوں کی سوچ پر۔۔۔۔۔ مگر کہیں نہ کہیں یقین تھا کچھ غلط نہیں کرے گے کبھی۔۔۔۔۔ اسی لیے لینا نے کبھی بھی دوستی سے

تھی۔۔۔۔۔ ازلان بے خودی میں چلتا ہوا لینا کے پاس آیا۔۔۔۔۔ بیوٹی فل ازلان نے ہو لے سے سرگوشی۔۔ اور لینا جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھی ایک دم چونک کر پیچھے ہٹی اور توازن برقرار نہ رکھ سکی اس سے پہلے وہ پول میں جاگرتی ازلان نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔ لینا کی آنکھیں حیرت سے کھلی۔۔۔۔۔ ازلان نے ایک جھٹکے سے لینا کو اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔۔ لینا ازلان کے سینے سے آگئی۔۔۔۔۔ ازلان بے خود سا لینا کو دیکھے گیا۔۔۔۔۔ لینا کی دھرکن تیز ہوئی اسی لمحے لینا ازلان سے الگ ہوئی اور ازلان ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔۔۔۔۔ سوری وہ میرا دھیان نہیں تھا۔۔۔۔۔ لینا نے نظریں جھکاتے ہوئے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ لینا کو یوں کنفیوز اور گھبرایا ہوا دیکھ کر ازلان کو اس پر بے تحاشا پیار آیا۔۔ مگر وہ خود پر قابو پا گیا۔۔۔ آپ کب آئے۔۔۔۔۔ ازلان کے لیے آج کی تاریخ میں یہ دوسرا جھٹکا تھا جو لینا نے اسے آپ کہہ کر مخاطب کیا تھا۔۔۔۔۔ اسے لمحے زیان نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنے ڈیڈ سے اپنی اور لینا کی شادی کی بات ضرور کرے گا۔۔۔۔۔ لینا کو مزید نہ پریشان کرنے کا سوچ کر ازلان کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔ میں فریش ہونے جا رہا ہوں جب تک کھانا لگوا دوں بہت بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔ ازلان کے جاتے ہی لینا نے

اپنے دل۔ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اور اپنی دھڑکنوں کو قابو کرنے لگی۔۔۔ لینا نے ملازم کو کھانا لگانے کا کہا اور خود موبائل۔ یوز کرتے ہوئے ازلان کا ویٹ کرنے لگی۔۔۔ اکچھ ہی دیر بعد ازلان نیچے آتا ہوا دکھائی دیا اس نے ٹراؤزر کے ساتھ وائٹ ہاف سلیویز والی شرٹ پہن رکھی تھی۔۔۔ جس میں سے اس کے مسلرز نمایان ہو رہے تھے۔۔۔ گیلے بال۔ ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ جیسے وہ ابھی شاور لے کر آیا ہو۔۔۔ ازلان کے آتے ہی لینا بھی ڈائننگ ٹیبل ہر بیٹھ گئی۔۔۔ حالانکہ لینا شاہو لوگوں کے ساتھ کھانا کھا چکی تھی۔۔۔ مگر اسے ازلان کے ساتھ بیٹھنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ دونوں نے ہلکی پھلکی بات چیت کے ساتھ کھانا ختم کیا اور اپنے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔

لینا نے ازلان کے متعلق سنجیدگی سے سوچنے اور اس کے ساتھ وقت بتانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔

رات میں زیان نے سم آن کی تو رانیہ کے ڈھیر سارے میسجز اور کالز دیکھ کر رانیہ کو بیک کال کی۔۔۔ رانیہ کا موبائل وائبریٹ ہوا تو رانیہ نے جھٹ سے تکیے کے نیچے سے موبائل نکالا زیان کی کال دیکھ کر رانیہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔ رانیہ نے کال کٹ کی۔۔۔ اور زکیہ کے سونے کی یقین دہانی کرتی ہوئی موبائل اٹھا کر دبے پاؤں باہر نکل آئی۔۔۔۔۔ زکیہ کی آنکھ ردوازہ کھلنے کی آہٹ سے ہی کھل گئی تھی۔۔۔ رانیہ کو دبے پاؤں جاتے دیکھ کر زکیہ کا شک یقین میں بدلا۔۔۔ مگر فلوقت رانیہ سے جواب سوال کر کے یا اس کے سامنے یہ ظاہر کر کے کہ وہ کچھ جانتی ہے وہ اپنی بیٹی کو نہ تو اپنے خلاف کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی منہ زور ایک ہی تو اولاد تھی اسکی۔۔۔۔۔ زکیہ نے ذہن میں منصوبہ ترتیب دیا اور کروٹ لے کر لیٹ گئی۔۔۔ ٹھیک 5 منٹ بعد رانیہ واپس کمرے میں آئی۔۔۔ اور زکیہ کے سونے کا یقین کرتے ہوئے دوبارہ موبائل میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔۔

اگلا دن انتہائی مصروف گزرا۔۔۔۔۔ کالج میں کچھ دنوں بعد ایک پارٹی تھی۔۔۔۔۔ ایگزام سے پہلے بچوں کو ریلیکس کرنے کے لیے پارٹی اریج کی گئی تھی۔۔۔۔۔ لڑکیاں زور و شور سے تیاروں میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ اسی لیے رانیہ اور ایسل کا دن بھی بے انتہا مصروف گزرا۔۔۔۔۔ اب وہ دونوں سٹاپ پر کھڑی تھی۔۔۔۔۔ ایسل کا دل چاہ رہا تھا۔ میر ضرور آئے۔۔۔۔۔ مگر میر نہ آیا۔۔۔۔۔ اور رانیہ شرط جیت گئی۔۔۔۔۔ ایسل کا دل سمجھ گیا۔۔۔۔۔ آخری وقت تک وہ انتظار کرتی رہی۔۔۔۔۔ انجانے میں ہی سہی۔۔۔۔۔ ایسل کو روز میر کو دیکھنے کی عادت بن گئی تھی۔۔۔۔۔ اتنے میں بس آئی اور وہ دونوں گھر چلی گئی۔۔۔۔۔ ایسل کھانا کھا کر آرام کرنے لیٹی تو بے ساختہ میر اس کے خیالوں میں حاوی ہوا۔۔۔۔۔ وہ گزرے دنوں کے واقعات کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔۔۔ کچھ رانیہ کی باتوں کا اثر تھا ایسل کو یہ سب کافی رومانوی معلوم ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ ایسل کے لب آپ ہی آپ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔۔ اچانک ایسل کو کچھ یاد آیا تو وہ اپنے کالج بیگ کو کھولنے لگی۔۔۔۔۔ کتابوں کے بیچ میر کا کارڈ جو رانیہ نے ایسل کو دیا تھا۔۔۔۔۔ اس کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ کچھ خیال اتے ہی ایسل نے وہ نمبر موبائل میں سیو کیا۔۔۔۔۔ اور واٹس ایپ اوپن کیا۔۔۔۔۔ میر کے نمبر پر اس کی ڈی پی شو ہو رہی

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 118
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

[illegible]

اچھا۔۔۔۔۔ میسج کریں رانیہ پر جوش ہوئی۔۔۔۔۔ جی نہیں کیا پتہ کل پھر آجائے۔۔۔۔۔ اگر نہ
آیا۔۔۔۔۔ پھر کر لے گے میسج۔۔۔۔۔ دونوں اس بات پر متفق ہوئی۔۔۔۔۔ ویسے ایسل۔۔۔۔۔ تجھے
اچھا لگتا ہے وہ۔۔۔۔۔ نہیں بالکل نہیں۔۔۔۔۔ میں کونسا جانتی ہوں اسکو۔۔۔۔۔ اور اگر جاننے
میں محبت ہو گئی تو۔۔۔۔۔ تو۔۔۔۔۔ ایسل نے اپنی ٹھوڑی کے نیچے انگلی ٹکائی۔۔۔۔۔ اور
سوچنے کی ایکٹنگ کی تو۔۔۔۔۔ اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں۔۔۔۔۔ ایسل نے
نغمہ گایا اور وہ دونوں ہنس پڑی۔۔۔۔۔ ویسے تجھے ملک سے محبت ہے کیا۔۔۔۔۔ ایسل نے
الٹا رانیہ سے سوال کیا۔۔۔۔۔ پہلے نہیں تھی مگر اب لگتا ہے ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ اور تجھے

رک کچ دکھاتی ہوں میں تجھے۔۔۔۔ رانیہ اپنے موبائل میں کچھ تلاش کرنے لگی۔۔ اور پھر سکرین کا رخ ایسل کی طرف کیا۔۔۔ جہاں رانیہ اور زیان کی مال میں لی گئی تصویر تھی۔۔۔ ایسل مبہوت سی دیکھے گئی۔۔ کیونکہ وہ دونوں ساتھ میں بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔ اور اوپر سے رومینٹک پوز۔۔۔ ایسل کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔۔ رانیہ تم بہت خوش قسمت ہو یا۔۔۔ ایسل کو رانیہ کی قسمت پر رشک آ رہا تھا۔۔۔

رات میں میر نے واٹس لیپ آن کی اور کانٹیکٹس میں سے اپنا مطلوبہ کنٹیکٹ تلاش کرنے لگا کہ اچانک اس کی نظر ایسل کے نام کے ساتھ جلوہ گر ڈی پی پر گئی۔۔۔۔۔ اور

اس کے سکروں کرتے ہاتھ پل بھر میں تھمے۔۔۔۔ اور اس نے ہونٹ او شپ میں
سیکڑ کر ایسل کا کانٹیکٹ اوپن کیا۔۔ تو فاسٹلی محترمہ نے میرا نمبر سیو کر لیا ہے۔۔۔۔۔ میر
کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔ میر نے ایسل کی ڈیٹیلز اسی دن نکلوالی تھی جس دن
ایسل نے میر کی انسٹ کی تھی۔۔ اور اسکو تربیت کا طعنہ دیا تھا۔۔۔ مگر خود کو شدید رد
عمل سے باز رکھا تھا۔۔۔۔۔ ایسل بھی اس وقت آنلائن تھی۔۔۔۔۔ ایسل نے بے ساختہ
میر کا نمبر اوپن کیا۔۔۔ میر کو آنلائن دیکھ کر ایسل کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔۔ ایسل نے بے
ساختہ ہائے ٹائپ کیا۔۔۔۔۔ اپنے سامنے نظر آتے آنلائن کو، ٹائپ مین بدلتا دیکھ کر میر ایک
دم اٹھ بیٹھا۔۔۔۔۔ ایسل نے فوراً سے میسج ڈسکارڈ کیا اور موبائل سائیڈ پر رکھ کر لیٹ
گئی۔۔۔ میر جو کہ میسج کا منتظر تھا۔۔۔ آنلائن غائب ہونے پر سمجھ گیا تھا۔۔۔۔۔ ایسل اس
سے رابطہ ضرور کرے گی۔۔۔۔۔ اسے بس انتظار کرنا تھا۔۔۔۔۔ نا جانے یہ انتظار کتنا طویل
ہوتا۔۔۔۔۔

کیسی ہیں آپ۔۔۔؟؟؟

ایسل مسیح کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

ایسل : وہ غلطی سے میسج سینڈ ہو گیا تھا۔۔۔ ایسل نے انتہائی بونگا سا جواب دیا۔۔۔

میر کے لبوں پر مسکان آئی۔۔۔

میر : ایسی غلطیاں کر لینی چاہیے۔۔۔

دوستی کریں گی مجھ سے

ایسل اب اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔ یوں کسی اجنبی سے بات کرنے کا پہلا تجربہ تھا ایسل کا

--

ایسل : جی نہیں

میر : کیوں نہیں

ایسل : کیونکہ میں جانتی نہیں آپ کو

میر : بات کریں گی تو جان جائیں گی۔۔۔ ویسے میں تو جانتا ہوں آپ کو۔۔۔۔

میر جانتا تھا ایسل گھبراہٹ کا شکار ہے۔۔ وہ فوری اس کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ

(اس کو جانتا ہے)

ایسل : نہیں مجھے آپ کو نہیں جانا

میر : مگر مجھے تو آپ کو جانا ہے نہ۔۔۔۔

ایسل : تو جانتے رہیں۔۔۔ خدا حافظ

اور ایسل میر کا جواب دیکھے بنا آفلائن ہو گئی۔۔۔ مگر میر کا ارادہ مزید ایسل سے بات چیت کرنے کا تھا۔۔۔ میر کو ایسل دلچسپ لگی تھی۔۔۔ یوں تو میر کا بھی لڑکیوں سے کوئی خاص واسطہ نہ تھا۔۔۔ مگر ایسل سے ہمیشہ اسے اٹرکشن فیل ہوتی تھی۔۔۔۔۔

ایسل نے مسکراتے ہوئے موبائل تکیے کے نیچے رکھا۔۔۔ جو اچانک سے وائبرٹ کیا۔۔۔۔۔ ایسل نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو میر کا میسج تھا۔۔۔۔۔

اجازت ہو تو دیدار یار کو سٹاپ پر آسکتے ہیں۔۔۔

ایسل کی دھڑکن تھم گئی۔۔۔۔۔ تو وہ جانتا ہے میں ایسل ہو۔۔۔

میر ایسل کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔۔۔ اب ایسل کم سے کم سو نہیں سکتی

وہ ہی ہوا ایسل فوراً سے آن لائن ہوئی۔۔۔ میر کے دو تین میسجز تھے۔۔۔ کہاں کدھر۔۔۔ بات تو سنو۔۔۔

ایسل : آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا اور آپ۔۔۔ کو کیسے پتہ میں سٹاپ والی ہو

میر : بابا ہاسٹاپ والی

میر : ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے محترمہ یہ تو پھر آپ کا نمبر ہے۔۔۔ ویسے بھی آپ نے مجھے چھچھورا سمجھنے اور بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی البتہ میں ہوں نہیں

ایسل کو لگا وہ طنز کر رہا ہے اس پر ایسل نے کوئی جواب نہ دیا۔۔
مگر میر جانتا تھا وہ میسجز ریڈ کر رہی ہے۔۔۔ میر نے فوراً سے اگلا میسج ٹائپ کیا۔۔
میرا مقصد صرف آپ سے بات کرنا تھا۔۔۔ اگر ستانا، نقصان پہنچانا یا تنگ کرنا ہوتا تو میرے پاس آپکی مکمل ڈیٹیلز موجود ہیں۔۔۔

ایسل خوفزدہ ہوئی۔۔۔۔ ایسل موبائل رکھنے لگی کہ اگلا میسج دیکھ کر اس کے ہاتھ تھمے۔۔۔۔

خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ چل کرو یا رکھانے نہیں لگا تمہیں۔۔۔ ایسل کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔ اتنا بھی برا نہیں ہے۔۔ ایسل نے دل میں سوچا۔۔
ایسل۔۔ اچھا جی۔۔۔

میر : شکر ہے بولی کچھ ورنہ مجھے شک پڑ رہی تھی شاید آپ پڑھنا لکھنا نہیں جانتی

میر : فلحال آپ کی معذرت پینڈنگ ہے غور کیا جائے گا۔۔ ابھی میرا قبول کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔

ایسل کیوں؟؟؟

میر : ارے جتنے آپ نے میرے چکر لگوائے ہیں۔۔ کم سے کم اتنی معذرت کا حق تو میرا بھی ہے نہ

ایسل جی نہیں۔۔

میر : کل کافی پہ چلیں۔۔۔ پھر آپ کی بات پر غور کیا جاسکتا ہے۔۔۔

ایسل : بالکل نہیں۔۔ زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

میر : ہاہاہا۔۔ بل میں ہی دو گلا آپ۔ سے ہرجانہ نہیں مانگ رہا

ایسل : ایسی بات نہیں ہے۔۔۔

(ایسل کی دھڑکن بڑھی)

ایسل : ویسے آپ کیوں نہیں آئے دو دن ---

میر: کیوں آپ نے مجھے مس کیا

ایسل : نہیں چلیں اب خدا حافظ دیر ہو گئی ہے مجھے صبح اٹھنا بھی ہے۔۔۔۔

میر نے ایسل کو روکنا چاہا مگر اب کہ وہ جا چکی تھی --- جبکہ میر نے مسکراتے ہوئے
تکیے کو زور سے خود میں بھینچا --- ایسل --- نائس نیم --- اور کروٹ بدل کر لیٹ گیا ---
ایسل نے ڈیٹا آف کیا --- اور میر کے ساتھ ہوئی اپنی چیٹ ریڈ کرنے لگی اور مسکرانے
لگی --- چیٹ ریڈ کرتے کرتے ایسل کی آنکھ لگ گئی ---

ایسل اٹھ جاؤ بیٹا نماز کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔ ایسل جو رات کو دیر سے سوئی تھی۔۔۔ اب اٹھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔ ایسل کی اماں نے اسے جھنجھوڑا تو ناچار ایسل اٹھی نماز ادا کی اور پھر سے سو گئی۔۔۔ قریباً 11 بجے کے قریب جب ایسل کی آنکھ کھلی تو آمنہ بیگم کپڑے اور صفائی وغیرہ سے فارغ ہو چکی تھی۔۔۔ ایسل پل بھر کو شرمندہ ہوئی۔۔۔ اور اٹھ کے آمنہ بیگم کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔۔ میری بیٹی رات کو زیادہ تھک گئی تھی کیا۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم ایسل کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔۔۔ رات کے واقعات ایسل کے ذہن میں تازہ ہوئے۔۔۔۔۔ ہاں اماں بس۔۔۔۔۔ اچھا بازار نہیں جانا تم نے کچھ خریداری کرنی تھی نہ۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے کچھ یاد آنے پر ایسل کو کہا۔۔۔۔۔ ہاں اماں شام میں چلے گئے۔۔۔۔۔

رانیہ صبح جلدی ہی اٹھ گئی تھی۔۔ اور زکیہ بیگم کو بتایا تھا۔۔ آج وہ ایسل لوگوں کے ساتھ بازار جائے گی۔۔۔ زکیہ بیگم جانتی تھی۔۔۔ رانیہ کے کالج میں پارٹی تھی۔۔ انہوں نے رانیہ کو کچھ پیسے دیے تاکہ وہ بھی شاپنگ کر لے۔۔۔ اب رانیہ نے ایسل کو میسج کیا تھا کہ کب تک چلنا ہے۔۔۔۔۔ ایسل کا موبائل بجا تو ایسل کا دل بے ساختہ دھڑکا۔۔۔۔۔ ایسل نے جھٹ سے اٹھ کر موبائل اٹھایا۔۔۔ اور رانیہ کو ریپلائے کر کے واٹس لیپ اوپن کی۔۔۔ میر کے گڈ مارنگ۔۔۔ کیا حال کہ میسجز موجود تھے۔۔۔ ایسل نے مسکراتے ہوئے ریپلائے کیا۔۔۔ اور اٹھ کر ناشتہ کرنے چلی گئی۔۔۔۔۔ ناشتے کے بعد ایسل بیٹھ کر کالج کا کام کرنے لگی۔۔۔۔۔ دو بجے کے قریب ایسل نے کھانا کھایا۔۔۔ اماں آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئی جبکہ ایسل موبائل یوز کرنے لگی۔۔۔۔۔ میر کی مسڈ کالز اور میسجز تھے۔۔۔ اتنے میں میر کی کال پھر سے آنے لگی۔۔۔۔۔

ایسل تیزبزب کا شکار تھی۔۔ کہ فون اٹھائے یا نہ۔۔۔۔ فون بج بج کر بند ہو گیا۔۔ آج رانیہ بھی نہ آئی تھی۔۔ اتنے مین میسج ٹیون بجی۔۔۔ میر کا میسج تھا۔۔۔

سانوں عادی کر ملاقاتاں دا

تسی ناغے کردے پئے اوو۔۔۔۔۔

ایسل کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اتنے میں اگلا میسج آیا۔۔۔۔۔ محترمہ کوئی لفٹ شفٹ ہی نہیں کدھر مصروف ہیں۔۔۔۔۔

ایسل نے جی ٹائپ کرتے ہوئے میسج سینڈ کیا۔۔۔۔۔ فوراً ہی میر کی کال پھر سے آنے لگی۔۔۔۔۔ ایسل نے کال کٹ کر دی۔۔۔۔۔ یار کال اٹھاؤ میں ڈرائیو کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ میسجز لکھنے میں مسئلہ ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ میر نے عجلت میں میسج ٹائپ کیا اور پھر سے کال ملا دی۔۔۔۔۔ ایسل نے جھجھکتے ہوئے کال اٹھائی۔۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔ میر نے سلام میں پہل کی۔۔۔۔۔ ایسل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔۔۔۔۔ وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔ میر کا تم کہنا اور اتنے استحقاق سے سوال۔ کرنا ایسل کو کنفیوز کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ محترمہ فارغ کس ٹائم ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ اور آپ نے کافی کا بھی نہیں بتایا پھر کب چل رہی ہیں۔۔۔۔۔ میر ایسے روانی سے ایسل سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جیسے برسوں کی شناسائی ہو

--اب آپ بولے گی کچھ میری آواز پھر سے آئی۔۔۔۔۔ وہ میں اتنے میں رانیہ کی آواز آئی
 وہ ایسل کو پکارتی ہوئی روم میں آرہی تھی۔۔۔ ایسل نے فوراً فون پیچھے کیا۔۔۔ بازار کب
 تک چلنا ہے۔۔۔ رانیہ نے پوچھا۔۔۔۔۔ ہاں چلتے ہیں کچھ دیر تک۔۔۔۔۔ یہ تم اتنی گھبرائی ہو
 ئی کیوں ہو ایسل۔۔۔۔۔ نہیں کچھ نہیں سوئی ہوئی تھی۔۔۔ اچانک اٹھی ہوں اس لیے
 ایسل نے فٹافٹ جواب دیا۔۔۔ رانیہ اماں کو کہو کپڑے بدل۔ لیں چلتے ہیں پھر۔۔۔۔۔ رانیہ
 کندھے اچکاتے ہوئے باہر کو چل پڑی۔۔۔ ایسل نے فون کو دیکھا۔۔۔ جہاں کال ابھی
 تک چل رہی تھی۔۔۔ ایسل نے کال کٹ کی۔۔۔ میری کال پھر سے آنے
 لگی۔۔۔۔۔ ایسل نے کال اٹھائی۔۔۔۔۔ یہ بار بار کال کٹ کرنے کی کونسی عادت ہے آپ
 کی۔۔۔۔۔ کچھ نہیں بس میں جا رہی تھی۔۔۔۔۔ کدھر سے شاپنگ کریں گی۔۔۔ آپ کو کیسے پتہ
 میں شاپنگ پر جا رہی ہوں۔ ایسل نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ محترمہ بہرہ
 نہیں ہوں میں۔۔۔۔۔ اور اچھا۔۔۔ آپ کو کیا میری شاپنگ سے ویسے آپ دن رات فارغ ہی
 ہوتے ہیں کیا۔۔۔۔۔ کام وام۔ کوئی نہیں آپ کو۔۔۔۔۔ ایسل کو چڑچڑھنے لگی تھی۔۔۔ ایک
 تو رانیہ باہر تھی۔۔۔ دوسرا یہ جان چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔۔۔ ہے نہ کام ابھی

کام۔ سے ہی جا رہا ہوں پھر آپ سے ملاقات ہوتی ہے۔۔۔۔۔ میر نے پرسکون لہجے میں
کہا۔۔۔۔۔ ہیں مجھ سے کدھر۔۔۔۔۔ آپ ابھی۔۔۔۔۔ اسپوریم آئیں گی شاپنگ کرنے نہ پھر میں بھی
ادھر آؤ گا۔۔۔۔۔ میر نے جھٹ سے پلین بھی فائل کر لیا۔۔۔۔۔ جی نہیں میں نہیں آؤ
گی۔۔۔۔۔ وہاں 70% آف کی سیل لگی ہے۔۔۔۔۔ میر نے اپنی طرف سے بڑی پتے بات
کہی تھی۔۔۔۔۔ ایسل قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔۔۔۔۔ میر لمحہ بھر کو ایسل کی گونجتی ہنسی میں کھو
گیا۔۔۔۔۔ ایسل میر کو خاموش پا کر خاموش ہوئی۔۔۔۔۔ میں پھر بھی انتظار کرو گا۔۔۔۔۔ میر کی
بھاری آواز ایسل کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔۔۔ اور ایسل کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔۔ میر نے کال
کاٹ دی۔۔۔۔۔

شاہو زیان کی طرف آیا تھا۔۔۔ اس سے ملنے اور کچھ نوٹس دینے۔۔۔ زیان گاؤں جا رہا تھا۔۔۔ اور وہاں ایک ہفتہ رکنا تھا۔۔۔ اس لیے نوٹس ساتھ لے کر جا رہا تھا۔۔۔ کیونکہ یہ فاسٹ

سمیسٹر تھا۔۔۔ اور زیان اپنے گریڈز خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ شاہو کو آتے دیکھ کر زیان اس سے گلے ملا۔۔۔ یار شاہو زرا میری پیکنگ کر میں ابھی آیا۔۔۔ کدھر جا رہا ہے شاہو نے پوچھا۔۔۔ قریبی مارکیٹ تک جا رہا ہوں۔۔۔ آیا بس۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر زیان نکل گیا۔۔۔ شاہو زیان کی پیکنگ کر رہا تھا۔۔۔ کہ اس کی نظر الماری میں پڑے شلپنگ بیگ پر پڑی۔۔۔ شاہو بے ساختہ شلپنگ بیگ کی طرف بڑھا۔۔۔ اس میں لیڈرز فراک دیکھ کر شاہو کو جھٹکا لگا۔۔۔ شاہو نے فراک کھول کر دیکھی تو وہ ایک ریڈ اور سکن کلر کی انارکلی فراک تھی۔۔۔ جس پر بہت خوبصورت کام تھا۔۔۔ شاہو زیان کی چوائس کو سراہے بنا نہ رہ سکا۔۔۔ ابھی شاہو فراک دیکھ ہی رہا تھا کہ زیان آگیا۔۔۔ زیان کو آتا دیکھ کر شاہو کو شرارت سو جھی۔۔۔ اور وہ فراک خود کے ساتھ لگا کر شیشے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔ زیان اندر داخل ہوا تو اسے شدید جھٹکا لگا۔۔۔ یہ تو کیا کر رہا ہے زیان نے حیرت سے پوچھا۔۔۔ شاہو نے بغیر زیان کی بات کا نوٹس لیے بغیر اب فراک زیان کے ساتھ لگائی جو حیران پریشان معاملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ یار زیان تو نے ناچنا کب سے شروع کر دیا۔۔۔ جو انارکلی فراک۔۔۔ لے آیا ہے۔۔۔ اور ہے بھی تیرے سائز کا نہیں

--- شاہو کا طنز سمجھ آتے ہی زیان نے شاہو کی کمر میں مکہ جڑا۔۔۔ منحوس انسان اسرا کے لیے لایا تھا۔۔۔ اور شاہو قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔۔ مجھے لگا شاید پارٹ ٹائم اب منی بائی والا بزنس شروع کر دیا ہے

زیان نے ہاتھ میں پکڑا شاپر سائیڈ پر رکھا۔۔۔ اور شاہو کی طرف بڑھا۔۔۔ شاہو نے زیان کو اپنی طرف آتا دیکھ کر بیڈ کی طرف چھلانگ لگائی۔۔۔ ابھی شاہو کا پیر بھی بیڈ پر نہیں پڑا تھا۔۔۔ کہ زیان کی چیخ گونجی۔۔۔ ہائے منخوس میری چوڑیاں۔۔۔ کیونکہ شاہو کا پاؤں زیان کے لائے شاپر پر پڑنے والا تھا۔۔۔ زیان کی دلخراش چیخ سن کر شاہو کا پاؤں بیڈ کی بجائے زمیں پر پڑا اور وہ زمین بوس ہو گیا۔۔۔ اتنے میں زیان نے فٹ شاپر اٹھا کر چوڑیوں کے ثابت ہونے کی یقین دہانی کرتے ہوئے۔۔۔ شاپر سائیڈ پر رکھا۔۔۔ شاہو جو زیان کی کاروائی ملاحظہ کر رہا تھا۔۔۔ زیان پر پل پڑا۔۔۔ اب تو چوڑیاں بھی پہنے گا۔۔۔ مجھے تجھ سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔ یہ تو آدھی عورت کب سے بن گیا۔۔۔ فراک کیا کم تھا جو تو اسپیشل جا کر چوڑیاں بھی لایا ہے۔۔۔ شاہو کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا۔۔۔ جبکہ زیان سر پکڑ کر بیٹھا تھا۔۔۔ منخوس انسان اسرا کے لیے لایا۔۔۔ ہوں۔۔۔ نہ اب بھابھی بیچاری کو بیچ نہ

لا۔۔۔۔۔ مجھ سے کیا چھپانا بتادے اب چکر کیا ہے۔۔۔ شاہو کے پیٹ میں درد اٹھنے لگا تھا
 ہنس ہنس کے۔۔۔ زیان نے کشن اٹھا کر۔ شاہو کی طرف پھینکا۔۔۔ اب بیویوں کی طرح
 لڑے گا۔۔۔ شاہو اپنے دانت اندر کر لے نہیں تو توڑ دوں گا۔۔۔ شاہو کا قہقہہ ایک بار
 پھر بلند ہوا۔۔۔ اب کہ زیان بھی اس کے ساتھ ہنسنے لگا۔۔۔ چل اٹھ اب پیکنگ کروا
 لیٹ ہو گیا ہے پہلے ہی۔۔۔ شاہو نے گھڑی دیکھی۔۔۔ جس پر 20 : 3 ہو چکے
 تھے۔۔۔ دس منٹ میں انہوں نے پیکنگ کی۔۔۔ اور دونوں گھر سے نکل گئے۔۔۔ گھر کی
 چابیاں زیان نے شاہو کو دی اور گاؤں روانہ ہو گیا۔۔۔

ایسل، رانیہ دونوں تیار تھی۔۔۔ آمنہ بیگم نے چادر لی اور تینوں گھر سے باہر نکل
 آئی۔۔۔ مین روڈ تک آتے آتے رانیہ مسلسل بول رہی تھی جبکہ ایسل کنفیوز سی
 تھی۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے ایک ٹیکسی روکی۔۔۔۔۔ کہاں چلنا ہے انہوں نے ان دونوں کی

طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔ امپوریم۔۔۔۔۔ بے ساختہ ایسل کے منہ سے نکلا۔۔۔۔۔ رانیہ
ایسل کے منہ کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ کونسا تمھارا پرائز بانڈ نکلا ہے باجی۔۔۔۔۔ ارے چلو تو
تینوں ٹیکسی میں سوار ہوئی۔۔۔۔۔ یار ادھر سیل لگی ہے۔۔۔۔۔ وہ دیکھ لیتے ہیں نکلے تو ہیں
ایسل نے جھٹ سے صفائی دی۔۔۔۔۔ ایسل خود نہیں جانتی تھی وہ کیوں ادھر جا رہی
ہے۔۔۔۔۔ امپوریم پہنچ کر ایسل کی نظروں نے میر کو تلاش کیا۔۔۔۔۔ مگر اتنی بھیڑ اتنے لوگ
کہاں ملے گا وہ اسے۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے کہا۔۔۔۔۔ ایسل یہ تو کافی مہنگی جگہ ہے بیٹا ہمارا بجٹ
نہیں اتنا۔۔۔۔۔ ارے اماں فکر نہیں کریں ہم۔۔۔۔۔ بس دیکھنے جا رہے ہیں لے نہیں رہے
کچھ۔۔۔۔۔ بیٹا تم دونوں گھوم آؤ۔۔۔۔۔ میں یہاں ہی تمھارا انتظار کر رہی ہوں زیادہ دیر مت
لگانا۔۔۔۔۔ اور یہ پرس لے جاؤ کچھ پسند آئے تو لے لینا۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے ایسل کو پرس
تھمایا۔۔۔۔۔ اور وہ دونوں آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔ ایسل کی نظریں مسلسل یہاں وہاں تلاش کر
رہی تھی۔۔۔۔۔ مگر میر اسے کہیں نظر نہ آیا۔۔۔۔۔ جبکہ ایسل اس بات سے انجان تھی۔۔۔۔۔ کہ
وہ مسلسل میر کی نظر میں ہے۔۔۔۔۔ ایسل اور رانیہ ایک بوتیک میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔ وہاں
ایک رائل بلیو میکسی پر ایسل کی نظر ٹھٹ سی گئی۔۔۔۔۔ ایسل میکسی کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔ اور

میکسی کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔۔۔ اتنے میں سیلز گرل ایسل کی طرف آئی۔۔۔ میم
 ٹرائے روم ادھر ہے اگر آپ ٹرائے کرنا چاہیں تو۔۔۔ ایسل نے پرائز ٹیگ دیکھا۔۔۔ جو کہ
 ہزار کا تھا۔۔۔ ایسل پیچھے ہٹ گئی۔۔۔ رانیہ نے میکسی اتاری اور ایسل کو ٹرائے 25
 کرنے کا کہا۔۔۔ یار جب لینی نہیں ہے تو پہننی کیوں ہے۔۔۔ پہن لو ایسل۔۔۔ پہن لینے
 میں کیا ہے۔۔۔ نہیں ایسل رانیہ کا ہاتھ تھام کر باہر نکلی۔۔۔ میر جو چھپکے سے ایسل
 کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔۔ فوراً سیلش گرل کی طرف بڑھا اور ڈریس پیک کرنے کا
 آرڈر دیا۔۔۔ ایسل کا دل سمجھ گیا تھا۔۔۔ اس کا دھیان بار بار اس میکسی کی طرف جا رہا
 تھا۔۔۔ ایسل نے پھر سے مڑ کر بوتیک کی طرف دیکھا۔۔۔ تو سامنے کھڑے لڑکے پر اسے
 میر کا گمان ہوا۔۔۔ مگر اس لڑکے کی پشت ایسل کی طرف تھی۔۔۔ ایسل نظر انداز کر
 گئی۔۔۔ اور رانیہ کا ہاتھ تھام کر آمنہ بیگم تک آئی۔۔۔ آمنہ بیگم ان دونوں کا آتا دیکھ کر
 کھڑی ہو گئی۔۔۔ پسند نہیں آیا کچھ۔۔۔ آمنی بیگم نے ایسل سے پوچھا۔۔۔ ایسل کی
 آنکھوں کے سامنے وہ میکسی آئی۔۔۔ نہیں امان چلیں اب۔۔۔ ایسل کو میکسی نہ لے
 سکنے کا دکھ تھا۔۔۔ اور ایک طرف میر کے نا آنے پر غصہ شاید۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی

تھی۔۔۔ اے زیادہ دکھ کا بات کا ہے۔۔۔۔۔ میر جب شاپنگ بیگ لے کر باہر نکلا تو ایسل اسے کہیں نظر نہ آئی۔۔۔ پر سمجھ گیا تھا وہ جا چکی ہے۔۔۔۔۔ یونہی مال۔ میں گھومتے گھومتے میر کی نظر ایک سفید فراک پر پڑی۔۔۔ میر کو وہ اچھا لگا۔۔۔ سفید فراک پر گولڈن لیس لگی ہوئی تھی۔۔۔ نفیس سی فراک میر کو بہت پسند آئی۔۔۔ میر کو ایسل کا سائز تو نہیں پتہ تھا۔۔۔ مگر اندازے سے اس نے فراک خرید لی۔۔۔ پھر جیولری شاپ سے ہلکی پھلکی جیولری جو بھی اسے سمجھ آیا۔۔۔۔۔ وہ علینہ کے داتھ اکثر شاپنگ پر آتا تھا۔۔۔۔۔ تو اسے کافی حد تک لڑکیوں کی شاپنگ کا اندازہ تھا۔۔۔۔۔ سب سامان لے کر قریباً گھنٹے بعد وہ واپس گھر کی طرف روانہ ہوا۔۔۔۔۔

مال سے واپس وہ تینوں گھر کے قریبی بازار آئی۔۔۔ مگر ایسل کو کچھ بھی پسند نہیں آ رہا تھا۔۔۔ اسکا دل اداس تھا۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے اپنی مرضی سے ایسل کے لیے ایک سوٹ

اور جوتا لیا۔۔۔ اور جلد ہی وہ گھر واپس آگئی۔۔۔ رانیہ نے بس ایک جوتا خریدا کیونکہ ڈریس اور جیولری اس کے پاس پہلے سے موجود تھی۔۔۔ گھر آکر ایسل چپ چاپ کمرے میں جا کر لیٹ گئی۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔ وہ کیوں رو رہی ہے۔۔ اتنے میں آمنہ بیگم اندر آئی۔۔۔

ایسل اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔ اماں ایسل کے پاس آئی۔۔۔ کتنے کا تھا وہ سوٹ۔۔۔ ایسل
حیران ہوئی۔۔۔ رانیہ نے ان کو بتا دیا تھا ایسل کو مال میں میکسی پسند آئی تھی۔۔۔ ایسل
کی آنکھوں سے پھر سے آنسو گرنے لگے۔۔۔ ارے میری شہزادی۔۔۔ آمنہ بیگم نے ایسل
کو گلے لگایا۔۔۔ اتنا پسند تھا سوٹ پگلی۔۔۔ اگلت مہینے میری کمیٹی نکلے گی۔۔۔ میں اپنی
شہزادی کو وہ ہی سوٹ دلا دوں گی۔۔۔ اب وہ کیا بتاتی اپنی ماں کو سوٹ نہیں کسی ستمگر
کو رو رہی ہے۔۔۔ جانے انجانے جس کو دل میں بسا بیٹھی ہے۔۔۔

اک ستمگر کو دل میں بسا بیٹھی ہوں۔۔۔۔۔
کیسے کیوں، روگ محبت کا لگا بیٹھی ہوں۔۔۔۔۔

زکیہ جب گھر میں داخل ہوئی تو رانیہ گھر میں نہ تھی وہ جان گئی تھی رانیہ بازار گئی ہو گی۔۔۔ انہوں نے پانی پیا فریش ہوئی۔۔ اور کمرے میں چلی گئی۔۔۔ آج وہ جلدی آگئی تھی۔۔۔ کیونکہ ان کی طبیعت خراب تھی۔۔۔ اچانک انہوں نے رانیہ کی الماری کھولی تو ان کا دھیان شاپنگ بیگز کی طرف گیا۔۔۔ جس میں بیش قیمت ڈریس ، جیولری اور بیگز وغیرہ تھے۔۔۔ ان پر لگے ٹیگز بتا رہے تھے یہ سب برینڈڈ چیزیں ہیں۔۔۔ زکیہ بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی۔۔۔ کیونکہ ان کی پہنچ نہ تھی۔۔۔ اتنا قیمتی سامان خریدنے کی۔۔۔ یا اللہ یہ کن رستوں پر چل نکلی ہے میری اولاد۔۔۔ دو آنسو زکیہ کی آنکھوں سے

لڑھک گئے۔۔۔۔۔ اب وہ مزید دیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ انہوں نے تمام سامان سمیٹا اور رانیہ کے آنے کا انتظار کرنے لگیں۔۔۔۔۔ رانیہ جب آئی تو اماں کو صحن میں بیٹھے دیکھا۔۔۔۔۔ ارے اماں طبیعت تو ٹھیک ہے آج آپ جلدی آگئی ہیں۔۔۔۔۔ ہاں بس تم دکھاؤ کیا لائی ہو۔۔۔۔۔ وہ اماں میں دکھاتی ہوں۔۔۔۔۔ رانیہ فوراً کمرے میں گئی۔۔۔۔۔ جبکہ زکیہ دیکھ چکی تھی۔۔۔۔۔ رانیہ کے ہاتھ میں ایک ہی شلپنگ بیگ تھا۔۔۔۔۔ رانیہ نے کمرے میں جا کر زکیہ کو آواز دی۔۔۔۔۔ اور وہ اپنی بیٹی کی نئی چالاک دیکھنے چلی گئی۔۔۔۔۔ رانیہ نے سب سامان بیڈ پر رکھا۔۔۔۔۔ اور اماں کو فراک دکھائی۔۔۔۔۔ زکیہ نے پرائز ٹیگ دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ رانیہ یہ فراک تو بہت مہنگی ہے کہاں سے آئی۔۔۔۔۔ اماں وہ رانیہ لمحہ بھر کو گڑبڑائی۔۔۔۔۔ پھر اعتماد سے بولی۔۔۔۔۔ اماں سیل لگی تھی اس لیے۔۔۔۔۔ زکیہ نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ رانیہ اندازہ نہ کر سکی۔۔۔۔۔ زکیہ مطمئن ہوئی یا نہیں۔۔۔۔۔ چلو آؤ ایسل کی شلپنگ بھی دیکھ آئیں۔۔۔۔۔ رانیہ گڑبڑا گئی۔۔۔۔۔ کیوں اماں۔۔۔۔۔ تمہیں اعتراض ہے کوئی کیا۔۔۔۔۔ دیکھو تو وہ بھی تمہارے جیسا۔۔۔۔۔ سامان لائی ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔ ان کی ریخ ہم۔۔۔۔۔ سے تو کم سے کم زیادہ ہے۔۔۔۔۔ تمہیں اتنا اچھا سامان اتنا سستا مل گیا تو وہ بھی

کچھ اچھا لائی ہوگی۔۔۔ ویسے بھی آمنہ باجی سے کام ہے مجھے کچھ۔۔۔ رانیہ کو فکر لاحق ہوئی۔۔۔ اماں آپ مجھ پر شک کر رہی ہیں۔۔۔ رانیہ نے حوصلہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ شک کیسا بیٹا۔۔۔۔۔ چلو تم رانیہ پریشان ہوئی۔۔۔۔۔ زکیہ بیگم جب آئی تو آمنہ پکوڑے بنا کر ایسل کے لیے لا رہی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ ایسل گم سم سے صحن میں بچھی چارپائی پر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ زکیہ بیگم نے سلام کیا تو ایسل متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔ اور اٹھ کر ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ بنائی۔۔۔۔۔ زکیہ کے پیچھے ہی رانیہ بھی اندر داخل ہوئی جو خاصی پریشان تھی۔۔۔۔۔ آؤ زکیہ کیسے رستہ بھول گئی تم۔۔۔۔۔ تمہیں تو وقت ہی نہیں ملتا۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم زکیہ خاتون سے پیار سے ملی مگر شکوہ بھی کر ڈالا۔۔۔۔۔ بس باجی وقت نہیں ملتا۔۔۔۔۔ پتہ تو یے آپ کو آج کل روزگار کا حصول۔۔۔۔۔ کتنا مشکل ہے۔۔۔۔۔ خرچے آئے روز بڑھتے ہیں اور آمدنی اتنی ہی۔۔۔۔۔ پھر عورت کا باہر نکل کر کمانا اور مشکل۔۔۔۔۔ بن مرد کی عورت کو یہ معاشرہ کب ٹکنے دیتا ہے۔۔۔۔۔ قدم قدم ہر بھیڑیے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔ یہ تو آپ لوگوں کا احسان ہے مجھ پر کہ کبھی پیٹھ پیچھے مجھے رانیہ کی فکر نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ کیسی باتیں کرتی ہو۔۔۔۔۔ رانیہ بھی میری بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اتنے میں ایسل چائے بنا کر لے

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 145
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

معصومیت پر ترس آ رہا تھا۔۔۔۔۔ جنہیں میکسی کا دکھ تھا جو وہ اپنی بیٹی کو دلا نہ
سکی۔۔۔۔۔ ان دونوں کے اندر جاتے ہی۔۔۔ زکیہ نے آمنہ بیگم کے ہاتھ پر ہاتھ
رکھا۔۔۔۔۔ باجی ایک ضروری بات کرنی تھی۔۔۔۔۔ ہاں ہاں بولو۔۔۔۔۔ باجی رانیہ کے لیے
رشتہ تلاش کرے کوئی۔۔۔۔۔ میں تو گھر نہیں ہوتی تو ہو سکے تو کسی رشتہ کروانے والی خاتون
سے کہہ دیں۔۔۔۔۔ مگر کیوں؟؟؟ آمنہ بیگم حیران ہوئی زکیہ ابھی تو بچی ہے وہ۔۔۔۔۔ باجی
اس کا میرے علاوہ اور کوئی نہیں دنیا میں اور میں مزید اب کام کرنے کی سکت نہیں
رکھتی۔۔۔۔۔ چاہتی ہوں اپنی زندگی میں رانیہ کو اس کے گھر کا کر دو۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم بھی فکر
مند ہوئی۔۔۔۔۔ اچھا میں چلتی ہوں جتنی جلدی ہو سکے میرا کام کیجیے گا۔۔۔۔۔ مشکور رہوں
گی۔۔۔۔۔ کیوں غبر کرتی ہو۔ تمہاری بیٹی میری بیٹی۔۔۔۔۔ اور زکیہ بیگم گھر کو روانہ ہوئی۔۔۔۔۔ ان
کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ بات ایسل تک پہنچتی تو رانیہ تک بھی پہنچ ہی جاتی۔۔۔۔۔ اور واقعی
رانیہ کسی کو پسند کرتی ہوئی۔۔۔۔۔ تو اس کو شادی کے لیے فورس کرے گی۔۔۔۔۔ اور اس کی
سچائی بھی سامنے آ جائے گی۔۔۔۔۔ اپنی طرف سے زکیہ بیگم نے عقل کا کام کیا تھا

--- مگر ان کی بیٹی کس حد تک بیوقوف واقع ہونے والی تھی یہ تو وقت بتانے والا
تھا۔۔۔۔۔

زیان گاؤں پہنچا تو سات بج چکے تھے۔ زیان نے اپنے آنے کی اطلاع کسی کو نہ دی
تھی۔۔۔ وہ اسرا کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ زیان اندر داخل۔ ہوا تو اماں جان، بی جان
اور چچی لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔۔۔ کچن سے کھانے کی خوشبو آرہی تھی۔۔۔۔۔ زیان نے اندر آتے
ہی سب کو سلام کیا۔۔۔ زیان کو دیکھ کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔ زیان
اپنی اماں جان سے گلے ملا بی جان سے پیار لیا۔۔۔۔۔ نظریں اسرا کی تلاش میں
تھیں۔۔۔۔۔ مگر وہ کہیں نظر نہ آئی۔۔۔۔۔ اماں جان بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔ اور بابا جان اور چچا
جان کہاں ہیں۔۔۔۔۔ زیان نے اپنی اماں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ آج مغرب
کے بعد کوئی پنچائیت تھی تو ڈیرے پر گئے ہیں آتے ہی ہونگے۔۔۔۔۔ تم فریش ہو جاؤ میں

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 148
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

تھی۔۔۔۔۔ زیان کی اس حرکت پر پانی اسرا کے گلے کو لگا اور وہ کھانسنے لگی۔۔۔۔۔ جب کہ زیان منہ نیچے کر کے ہنسنے لگا۔۔۔۔۔ سب نے کھانا کھایا۔۔۔۔۔ اور چائے کا دور چلا۔۔۔۔۔ جبکہ زیان نے چائے کمرے میں بھجوانے کا کہہ دیا۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔۔۔۔ اسرا چائے لے کر آئے گی۔۔۔۔۔ اسرا نے سب کو چائے دی اور سب خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔۔۔۔۔ اسرا نے چپکے سے زیان کا کپ لیا اور زیان کے کمرے کی طرف چل پڑی۔۔۔۔۔ زیان بیڈ پر لیپ ٹاپ لے کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ حقیقت میں وہ اسرا کا ہی منتظر تھا۔۔۔۔۔ دروازے ہر دستک ہوئی۔۔۔۔۔ زیان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔ آجاؤ اسرا۔۔۔۔۔ اسرا کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔۔ اسرا اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔ نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ آپکی چائے۔۔۔۔۔ اسرا نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ زیان کو اسرا سیدھی دل۔۔۔۔۔ میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ بیٹھو زیان نے دھیرے سے کہا۔۔۔۔۔ اسرا زیان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ کیسی ہو اور آج زبان کہاں گئی تمہاری۔۔۔۔۔ اسرا نے زیان کی بات پر چہرہ اٹھایا اور ایک غصیلی نگاہ زیان پر ڈالی۔۔۔۔۔ اچھا اب نظروں سے مت کھا جانا ڈائن۔۔۔۔۔ اٹھو اور میرا بیگ کھولو۔۔۔۔۔ زیان کے لگے فرمان پر اسرا کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔۔ بیگ میں کوئی خلائی مخلوق نہیں ہے۔۔۔۔۔ کام چور

لڑکی۔۔ ہونے والا شوہر ہوں زرا کام نہیں آتی تم میرے۔۔۔ زیان نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔ جب کہ اسرا پریشان سی بیگ کی طرف بڑھی اور زپ کھولنے لگی۔۔۔ جب کہ زیان اس کی معصومیت پر ہنس پڑا۔۔۔ کھول بھی لو اسرا۔۔۔ یا بی جان کو کہو اس نکمی لڑکی سے میں شادی نہیں کروں گا۔۔ اسرا جو کہ زپ کھول رہی تھی۔۔ زیان کی اس بات پر تپ کر زیان کے روبرو آئی۔۔ ہم نکمے ہیں اسرا نے خود کی طرف انگلی کرتے ہوئے کہا۔۔۔ محترمہ ہم نہیں بس آپ۔۔۔ زیان اسرا کو مزید تپ چڑھا کر خود بیگ کی طرف بڑھا۔۔۔ نہیں تو آپ کیا چاہتے ہیں جھاڑو اٹھا کر آپ کے کمرے کی صفائی شروع کر دیں اور خود آپ کونسے کھیتوں میں ہل چلاتے ہیں۔۔۔ ہم۔ نکمے اسرا کی سوئی تو نکمے ہر اٹک گئی تھی۔۔۔ اور ہاں آپ نے کیا کہا ہم سے شادی نہیں کریں گے۔۔۔ اسرا زیان کے روبرو آئی جو شلپنگ بیگ لیے کھڑا تھا۔۔۔ زیان کے لبوں ہر مسکراہٹ تھی۔۔۔ زیان نے شلپنگ بیگ اسرا کی طرف بڑھایا۔۔۔ جسے اسرا نے حیران ہوتے ہوئے پکڑ لیا۔۔۔۔ اس کو کھول کر دیکھا تو اندر فراک تھا۔۔۔ اسرا کو ایسے فراک بہت پسند تھے۔۔۔ اسرا زیان کی موجودگی کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے۔۔۔ فراک کو ساتھ لگائے

شیشے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔ زیان اسرا کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔۔۔ یہ کتنا پیارا ہے آپ ہمارے لیے لائے ہیں۔۔۔ اسرا زیان کے روبرو آئی اور خوش ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ بس بس زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اپنی گرل فرینڈ کے لیے لایا تھا۔۔۔ سوچا تمہیں دکھا دو۔۔۔ تم جیسی چڑیل کے لیے میں کیوں لاؤ گا بھلا۔۔۔ اسرا نے زیان کے مزاق کو اس قدر سیریس لیا کہ اسرا کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اسرا نے فراک وہی پھینکا اور جانے کو پلٹی۔۔۔ زیان نے جب اسرا کا رد عمل دیکھا تو فوراً سے اسرا کا ہاتھ تھاما۔۔۔ چھوڑیں ہمارا ہاتھ۔۔۔ اسرا نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔۔۔ زیان کو اسرا کی یہ کوشش سخت زہر لگی۔۔۔ اسرا کا رخ دوسری طرف تھا۔۔۔ زیان نے اسرا کو اپنی طرف کھینچا اسرا زیان کے سینے سے آگئی۔۔۔ اسرا کے آنسو زیان کی شرٹ میں جذب ہونے لگے۔۔۔ اسرا کو اس قدر قریب پا کر زیان کے دل کی دھڑکن نے قابو ہوئی۔۔۔ زیان نے دونوں ہاتھوں سے اسرا کا چہرہ تھاما اور اپنی طرف کیا۔۔۔ اسرا کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ اور اس کے لب پھڑپھڑا رہے تھے۔۔۔ زیان نے بمشکل خود کو قابو کیا ورنہ دل نے آنسوؤں کو لبوں سے چننے کی خواہش کی تھی۔۔۔ اسرا رونا بند کرو۔۔۔ جبکہ اسرا

نے زیان کی بات کا کوئی نوٹس نہ لیا۔۔۔ زیان نے اسرا کو بیڈ پر بٹھایا۔۔۔ اور خود کچھ
 فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔۔ اسرا نے فوراً اٹھنا چاہا۔۔۔ زیان کو اسرا کی یہ حرکت سخت ناگوار
 گزری۔۔۔ اسرا جو کہ ابھی بس کھڑی ہی ہوئی تھی۔۔۔ زیان نے اسرا کو دونوں کندھوں سے
 پکڑا اور دیوار کے ساتھ لگایا۔۔۔ زیان کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر پل بھر کو اسرا ڈر
 گئی۔۔۔ اسرا تم زیان ملک کی ملکیت ہو۔۔۔ خود کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش مت کرنا
 جان لے لوں گا تمھاری۔۔۔ زیان کی آنکھوں میں جنون تھا۔۔۔ اسرا کے لب ہلے اور آپ
 جو دوسری شادی کی بات کرتے ہیں۔۔۔ زیان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔ محترمہ ابھی
 تو پہلی بھی نہیں ہوئی۔۔۔ دوسری کدھر۔۔۔ مطلب دوسری کریں گے۔۔۔ اسرا کی سوئی وہاں
 ہی اٹکی تھی۔۔۔ جی نہیں زیان ملک صرف اسرا کا ہے۔۔۔ زیان کے اس اقرار پر اسرا
 کی دھڑکن بڑھی تھی۔۔۔ اسرا نے نظریں جھکائی۔۔۔ اور ہلکی آواز میں بولی اور گرل
 فرینڈ۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ زیان کا قہقہہ گونجا۔۔۔ ارے پاگل تمھارے لیے لایا ہوں۔۔۔ دنیا کی کو
 ئی لڑکی میری اسرا کا مقابلہ کر سکتی ہے بھلا۔۔۔ اسرا زیان ملک کی شہزادی ہے۔۔۔ چلو
 ہنس پڑو اب۔۔۔ اسرا کو زیان کی باتیں سن کر خود پر اپنی قسمت پر رشک ہوا تھا۔۔۔ اور

بس اسرا ہی رہے گی مجھے اپ۔۔۔ اسرا فراک اٹھانے لگی۔۔۔ جبکہ زیان نے مسکراتے ہوئے سر خم کیا۔۔۔ اسرا نے سامان سمیٹا۔۔۔ اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔ دروازے کے پاس جا کر پل بھر کو کی۔۔۔ بہت ان رومینٹک ہیں آپ۔۔۔ میں کتنا رومینٹک ہوں شادی ہونے دو بتاؤ گا۔۔۔ اور اسرا کمرے سے بھاگ گئی۔۔۔ زیان پیچھے اسرا کی بات پر مسکرانے لگا۔۔۔ اس کا ارادہ تھا۔۔۔ جلد از جلد اب اسرا سے نکاح کرنے کا پڑھائی اس کی ویسے بھی لاسٹ سمسٹر تھا۔۔۔ زیان بی جان سے بات کرنے کا ارادہ کرتا ہوا لیٹ گیا۔۔۔ اسرا کمرے میں آکر ایک ایک سامان کو دیکھنے اور چھونے لگی۔۔۔ اسرا کو ابھی تک اپنے کندھوں پر زیان کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اسرا نے بے ساختہ اپنے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ اور زیان کے لمس کو محسوس کرنے لگی۔ اور پھر اپنے ہی ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر شرمانے لگی۔۔۔ اسرا کو جس سے محبت تھی۔۔۔ وہ ہی اس کا ہونے والا شریک حیات تھا۔۔۔ اسرا خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی سمجھتی تھی۔۔۔ جس کو بن مانگے ہی محبت سے نواز دیا گیا تھا۔۔۔ مگر کون خوش قسمت تھا۔۔۔ اور کون نہیں یہ تو وقت بتانے والا تھا۔۔۔۔۔

رانیہ جب ایسل کو لے کر کمرے میں آئی تو رانیہ نے ایسل کو ساری بات بتا دی۔۔۔ ایسل پریشان ہوئی۔۔۔ مجھے لگتا ہے خالہ کو شک ہو گیا ہے۔۔۔ ہاں یار مجھے بھی لگتا ہے ایسل۔۔۔ رانیہ متفکر ہوئی۔۔۔ تم نہ ایسا کرو اب ملک سے شادی کی بات کرو۔۔۔ ایسل نے اپنی طرف سے مفید مشورہ دیا۔۔۔ ہم ابھی وہ گاؤں گیا ہے آجائے تو کرتی ہوں۔۔۔ اچھا تم بتاؤ۔۔۔ اور پھر۔۔۔ ایسل نے میرے ہونے والی بات چیت رانیہ کے گوش گزار کی۔۔۔ مال والی بات وہ حرف کر گئی تھی۔۔۔ تم تو بڑی میسنی ہو۔۔۔ ایسل۔۔۔ رانیہ نے تبصرہ کیا۔۔۔ اچھا اب میں چلتی ہوں۔۔۔ یہ کہہ کر رانیہ چلی گئی۔۔۔ ایسل کو اپنے موبائل کا خیال آیا۔۔۔ تو اس نے موبائل چیک کیا۔۔۔ میرے کافی میسجز تھے۔۔۔ ایسل کو میرے بے تحاشا غصہ تھا۔۔۔ اس نے میرے میسجز سین کر کے چھوڑ دیے۔۔۔ جب میرے موبائل دیکھا۔۔۔ تو سمجھ گیا۔۔۔ ایسل اس سے ناراض ہے۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا۔۔۔ ایسل کے دل میں میرے لیے نرم گوشہ بن چکا ہے۔۔۔ میرے نے ایسل کو میسج کیا۔۔۔ ایسل نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔ ایسل اب اگر تم نے میرے

ایسل : میں کیوں بھلا آپ سے ناراض ہونے لگی۔۔۔ آپ کا میرا ایسا کونسا رشتہ ہے۔۔۔۔

میر : ہمم رشتہ ہی نہیں جب تو آپ کو میرے مال نہ آنے پر ناراض بھی نہیں ہونا چاہیے تھا

(ایسل گرٹر بڑا گئی -- اسے لگا جیسے اس کی چوری پکڑی گئی --)

ایسل : میں بھلا کیوں غصہ ہونے لگی۔۔ اور مجھے کیا لگے آپ مال آئے یا نہیں۔۔۔

میر : تو اگر آپ کو کچھ نہیں تو آپ مال کیوں آئی تھی۔۔۔

ایسل : مجھے اپنی شاپنگ کرنی تھی۔۔۔۔

میر : جی نہیں، خریدا تو آپ نے کچھ بھی نہیں۔۔۔ البتہ آپ کی نظریں ہمہ وقت تلاش میں رہی ہیں

(تو کیا وہ مال میں تھا۔ ایسل کے لبوں پر مسکان آئی)

ایسل : کیا آپ مال آئے تھے۔۔۔

میر : آپ کو اس سے کیا، آپ تو اپنی شاپنگ کرنے آئی تھی نہ۔۔۔

(اس شخص کے پاس لفظوں کا ذخیرہ ہے ایسل نے بے ساختہ سوچا)

ایسل : جی بالکل مجھے کیا۔۔

میر : اچھا نہ۔۔۔ آپ چاہتی ہیں میں آپ کی معافی والی بات ہر غور کروں۔۔۔

ایسل : کونسی معافی

میر : ابھی کل آپ کہہ رہی تھی۔۔۔ مجھے آپ کو زیادہ نہیں سنانا چاہیے تھا۔۔۔

ایسل : ہاں تو آپ مجھے معاف کر چکے ہیں

میر : ایسا میں نے کب کہا۔۔۔ چلیں سوچتا ہوں معافی کا ایک بات مانیں میری پہلے۔۔

ایسل : کیا

میر : خدا نخواستہ مرنے کا نہیں کہہ رہا۔۔۔ ایک چھوٹا سا گفٹ میری طرف سے
ایسل : نہیں میں نہیں لے سکتی۔۔

...میر : پلیز، جلدی سے گھر سے باہر آئی

ایسل انہیں میں نہیں آسکتی

میر : میں آجاؤں؟؟

ایسل : آپ کا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔ بھاڑ میں جائیں۔۔ اور ایسل آفلائن ہو گئی۔۔۔۔

موبائل ابھی ایسل کے ہاتھ میں ہی تھا کہ میر کا میسج آیا۔۔ ابھی ڈور بیل بجے گی۔۔۔۔

ایسل میسج پڑھ ہی رہی تھی کہ ڈور بیل بجی۔۔۔۔ ایسل کا تو مانو خون خشک ہوا

تھا۔۔۔۔ ایسل فوراً سے باہر گئی۔۔ مگر آمنہ بیگم پہلے ہی دروازے پر کھڑی تھی۔۔۔۔ انہوں

نے ایسل کو آواز دی۔۔۔ اور ایسل کی ٹانگیں کانپنے لگیں جی اماں ایسل کے حلق سے

آواز اٹک اٹک کر برآمد ہوئی۔۔۔ بات سنو بیٹا یہ تمہارا کچھ سامان آیا ہے لے لو۔۔۔۔ تم

نے آرڈر کیا تھا کچھ۔۔۔ جی جی اماں کیا تھا۔۔۔۔ ایسل ڈرتی ہوئی دروازے تک

گئی۔۔۔ ایسل نے جو نہی دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے میر کھڑا تھا۔۔۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔۔ کہاں

تھانا آجاؤ گا میں۔۔۔ ایسل کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ کر میر کو خوشی ہو رہی تھی۔۔۔ آپ کو شرم نہیں آتی یوں منہ اٹھا کر کسی کے بھی گھر چلے آئے ہیں۔۔۔ نہیں بالکل نہیں۔۔۔ حد ہے۔۔۔ ایسل نے پیر پختے ہوئے کہا۔۔۔ اپنا سامان پکڑیں اور مجھے جانے دیں۔۔۔ آپ بھی حد کرتی ہیں۔۔۔ پکڑی گئی تو آپ کو جوتے پڑ جائیں گے آپ کی اماں سے اور آپ ہیں کہ مجھے باتوں میں لگا رہی ہیں۔۔۔ ایسل کو تو میر کی بات سے پتنگے ہی لگ گئے تھے۔۔۔ میں باتوں میں لگا رہی ہوں۔۔۔ چلیں باقی باتیں فون پہ سہی۔۔۔ میر نے ایسل کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔ ایسل بیٹا۔۔۔ کتنے پیسے ہوئے۔۔۔ وہ وہ اماں 500 روپے۔۔۔ ایسل نے ہکلاتے ہوئے کہا۔۔۔ میر کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔ بیوقوف لڑکی۔۔۔ 1500 تو کہو۔۔۔ پکڑی جاؤ گی۔۔۔ اماں 1500 اچھا لا رہی ہو رک۔۔۔ یہ آپ کیا۔۔۔ مجھے سامان بیچنے آئے تھے۔۔۔ اتنے میں آمنہ خاتون دروازے تک آئی۔ میر نے اپنا چہرہ ہڈی میں چھپایا ہوا تھا۔۔۔ کچھ آمنہ خاتون اندھیرے کے باعث دیکھ نہ پائی۔۔۔ ایسل سامان چیک کر لیا ہے بیٹا۔۔۔ آمنہ بیگم نے ایسل سے پوچھا۔۔۔ جی جی اماں۔۔۔ بیٹا آؤ چائے پلاؤ آمنہ بیگم نے میر سے کہا۔۔۔ میر نے ایسل کی طرف دیکھا

-- جو غصے بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی -- جیسے سالم ہی میر کو نگل جائے گی -- نہیں
 آنٹی شکریہ کہہ کر میر وہاں سے نکل گیا -- اور ایسل نے سکون کا سانس لیا -- یہ لڑکا تو
 ایسل کے لیے وبالِ جان بنتا جا رہا تھا -- کب کیا کر دیتا تھا -- کچھ سمجھ ہی نہیں آتا
 تھا -- ایسل اندر آئی -- دکھاؤ ایسل کیا منگوایا ہے -- اور کہاں سے ایسل کی پھر سے
 ہوائیاں اڑنے لگی -- اماں وہ مال میں نے رانیہ کے ساتھ ہی آرڈر کیا تھا -- اس کا پہلے
 آیا میرا بعد میں -- مگر ہے کیا دکھاؤ تو -- دکھاتی ہوں اماں -- ایسل خود نہیں جانتی
 تھی -- کیا ہے -- اتنے میں آمنہ بیگم کچن کی طرف گئی ہنڈیا دیکھنے اور ایسل موقع
 غنیمت جان کر اپنے کمرے میں سامان لے آئی -- ایسل نے سامان کھولا تو وہ ہی
 میکسی تھی جو ایسل کو مال میں پسند آئی تھی -- ایسل کے چہرے پر مسکراہٹ
 آئی -- ایسل کے دل میں ایک دم اپنے اہم ہونے کا احساس جاگا -- اس نے فوراً سے
 وہ میکسی خود کے ساتھ لگائی اور دیکھنے لگی -- اتنے میں آمنہ بیگم کمرے میں آئی -- اور
 اپنی بیٹی کو یوں مسکراتے دیکھ کر خوش ہوئی -- ارے واہ یہ تو بہت پیاری ہے میری
 شہزادی کتنی پیاری لگ رہی ہے -- ایسل کے ماں نے ایسل کی پیشانی پر بوسہ

....ایسل کھانا کھا کر جب اندر آئی۔۔۔ تو اسے بے ساختہ یہ سب دینے والے کا خیال آیا
میر کا خیال آتے ہی ایسل نے موبائل اٹھایا۔۔۔ اور میر کو میسج ٹائپ کیا۔۔۔۔۔ میر پہلے

ہی ایسل کے میسج کا منتظر تھا۔۔۔ اس نے فوراً ایسل کو کال ملائی۔۔۔ ایسل نے دروازے سے باہر جھانکا اماں ابا کے کمرے میں چلے جانے کا یقین کرتے ہوئے۔۔۔ ایسل نے ہلکا سا دروازہ لاک کیا اور کال اٹھائی۔۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ میری آواز موبائل میں گونجی۔۔۔۔۔

ایسل کا دل نئی لے پر دھڑک رہا تھا۔۔۔ مگر ایسل نے خود کو قابو رکھا۔۔۔۔۔ وعلیکم السلام۔۔۔ آپ یہ سب واپس لے کر جائیں مجھے نہیں چاہیے۔۔۔۔۔ کس حق سے آپ نے مجھے دیا۔۔۔ ایسل سے اپنا لہجہ زرا سخت کیا۔۔۔۔۔ میری بڑھتی ہوئی جسارتوں سے ایسل خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

میر کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا ایسل ایسا ہی کچھ کہے گی۔۔۔ تحفہ سمجھ کر رکھ لیجئے۔۔۔۔۔

ایسل : میں کیوں لوں آپ سے تحفہ۔۔۔۔۔

میر : تاکہ میں آپ کو معاف کرنے کے بارے میں سوچ سکوں۔۔۔۔۔

ایسل : مجھے نہیں مانگنی معافی۔۔۔۔۔

میر : کتنی خود غرض ہیں آپ-----

ایسل : کیا میں خود غرض ہوں

میر : پہلے آپ نے مجھے آوارہ سمجھ کر میری انسلٹ کی--- اور اب میرے خلوص سے

دیے گئے تحفے کو رد کر رہی ہیں-----

ایسل شرمندہ سی ہوئی-----

میر نے فوراً سے اگلا میسج ٹائپ کیا۔۔۔۔ اس کا مقصد ایسل کو گلٹ میں مبتلا کرنا ہی

تھا۔۔۔۔

اگر آپ کو میرا دیا گیا گفٹ پسند نہیں ہے تو ان کو پھینک دیں۔۔۔ آپ کے 1500

روپے مجھ پر قرض ہیں۔۔ موقع ملتے ہی لوٹا دوں گا۔۔۔۔ اور ہاں۔۔۔۔ آج کے بعد میرا میسج

نہیں آئے گا آپ کو۔۔۔۔ میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا بالکل نہیں ہے۔۔۔۔۔

ایسل : آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔

میر : اگر میں واقعی غلط ہوں یا آپ کو مجھ پر بھروسہ لے۔۔۔ تو کل آپ میرا دیا ڈریس ہی پہن کر جائیں گی سفید والا۔۔۔ نہیں تو میں سمجھ جاؤں گا۔۔۔ میں نے آپ کو بلا وجہ تنگ کیا۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔

ایسل پرسوچ ہو گئی۔۔۔ جبکہ میر کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھہر گئی۔۔۔ اب بس صبح کا انتظار تھا۔۔۔

آمنہ خاتون اپنے شوہر کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ آپ آج کچھ پریشان سے ہیں خیر ہے۔۔۔ ہاں بیگم بس خیر ہی ہے۔۔۔ پھر بھی ایسل کے ابا کیا ہوا ہے بتائیں کچھ۔۔۔۔۔ بیگم دفتر میں کچھ مسئلے ہیں کچھ لوگ غیر قانونی فائل پاس کرنے کا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔ میں نے بہت بار منع کر دیا ہے مگر وہ مان کے نہیں دے رہے اثر و رسوخ والے لوگ ہیں اس لیے پریشان ہوں۔۔۔۔۔ آمنہ خاتون بھی پریشان ہو گئی۔۔۔۔۔ اچھا آپ پریشان نہ ہو جو بات ہے وہ بتائیں مجھے۔۔۔۔۔ وہ آج زکیہ آئی تھی۔۔۔۔۔ پھر کیا

کہتی۔۔۔۔۔ وہ رانیہ کا رشتہ ڈھونڈنے کا کہہ رہی ہیں۔۔۔ مگر اتنا جلدی کیوں وہ تو اسے
 پڑھانا چاہتی تھی۔۔۔ ہاں مگر کہتی ہے طبیعت ٹھیک نہیں رہتی بیٹی کو اس کے گھر کا کرنا
 ہے۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔ ایسل کے ابا پر سوچ ہوئے۔۔۔ میں تو چاہ رہی ہوں ایسل کے لیے
 بھی سوچو کچھ۔۔۔۔۔ ماشاء اللہ 12 جماعتیں پڑھ لی ہیں کافی ہے۔۔۔۔۔ ایسل جو کہ پانی
 پینے کی غرض سے باہر آئی تھی۔۔۔ اماں کے منہ سے رانیہ کا نام سن کر تجسس کے
 مارے وہی رک گئی تھی۔۔۔۔۔ اور اگلی بات سن کر ایسل پریشان ہوئی تھی کہ اب کیا ہو
 گ۔۔۔۔۔ ایسل نے پانی پیا اور اپنے کمرے کو چل دی۔۔۔۔۔ سوچنے کو بہت کچھ
 تھا۔۔۔۔۔ اماں ابا کی باتیں میری باتیں اور یہ سب سوچتے سوچتے نہ جانے کب ایسل کی
 آنکھ لگی۔۔۔۔۔

صبح صبح ایسل پورے شوق سے تیار ہوئی۔۔۔ ایسل کے لبوں سے مسکراہٹ نہ جدا ہو رہی تھی۔۔۔ ایسل نے میر کا دیا ڈریس اور جیولری پہنی۔۔۔ اس کا دل بلیو میکسی پہننے کا تھا۔۔۔ مگر نا جانے کیوں میر نے اسے سفید فراک پہننے کا کہا تھا۔۔۔ مگر وہ خوب دلجمعی سے تیار ہوئی۔۔۔ آمنہ بیگم نے جب ایسل کو وائٹ فراک میں دیکھا۔۔۔ تو بے ساختہ نظر اتاری۔۔۔ ایسل جانے کو تیار کھڑی تھی۔۔۔ ایسل ناشتہ کرو بیٹا۔۔۔ نہیں اماں۔۔۔ آج کالج میں کھاؤں گی۔۔۔ اتنے میں رانیہ گھر میں داخل ہوئی۔۔۔ اور ایسل کو نفیس سے وائٹ فراک میں دیکھ کر دنگ رہ گئی۔۔۔ کانوں کے جھمکے ہاتھوں کی چوڑیاں، ہم رنگ کھسہ پہنے لائٹ ساپنک میک اپ کیے وہ حقیقتاً اپسرا لگ رہی تھی۔۔۔ اس کا شفاف رنگ سفید فراک میں دمک رہا تھا۔۔۔ ایسل کی نظر جب رانیہ پر پڑی تو وہ سراپے بنا نہ رہ سکی۔۔۔ رانیہ پرپنک فراک بے حد چمک رہا تھا۔۔۔ بالوں کو اسنے کرل کیا تھے۔۔۔ آمنہ بیگم نے دونوں کو دیکھ کر بے ساختہ ماشاء اللہ کہا۔۔۔ اور دونوں کے اچھے نصیب کی دعا کی۔۔۔

دی۔۔۔۔۔ زیان جانے سے پہلے اسرا سے ملنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ملازمہ سے
 ناشتہ کمرے میں لانے کا کہا۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا۔۔۔۔۔ اسرا ضرور آئے گی کمرے میں
 ۔۔۔۔۔ جیسے ہی پیغام ناشتے کی میز تک پہنچا۔۔۔۔۔ بی جان نے اسرا کو ہدایت دی کہ زیان
 کو ناشتہ دے کر آئے۔۔۔۔۔ اسرا نے ملازمہ کے ساتھ مل کر ناشتہ ٹرے میں سجایا اور
 ملازمہ کے ہمراہ زیان کے کمرے کی طرف گئی۔۔۔۔۔ دروازے پر جا کر اسنے دستک
 دی۔۔۔۔۔ اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ زیان شیشے کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم
 سپرے کرنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔ اسرا نے ملازمہ کی موجودگی میں چور نظروں سے
 زیان کو دیکھا۔۔۔۔۔ جس نے بلیک پینٹ کے اوپر وائٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔ اور نک
 سک سا تیار تھا۔۔۔۔۔ اسرا زیان کو دیکھنے میں مصروف تھی جب زیان نے اسرا کو پکارا
 ۔۔۔۔۔ جی۔ اسرا نے ہولے سے کہا۔۔۔۔۔ شام میں تیار رہنا باہر چلیں گے۔۔۔۔۔ کیا سچ
 ۔ اسرا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ پر ایک دم اس کی خوشی ماند پڑی۔۔۔۔۔ مگر بی
 جان۔۔۔۔۔ ان سے میں بات کر لوں گا۔۔۔۔۔ اب تم۔ جاؤ۔۔۔۔۔ اسرا جانے کو مڑی تھی کہ

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 168
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

کہا ایگزام دینے ہی آؤ گا اب۔۔۔۔۔ اوکے۔۔ سی یو سون کہتے ہوئے لینا وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔ زیان نے شاہو کو میسج کیا اور اپنے گھر کے بارے میں کچھ ہدایات دی اور یونی کے کام نمٹانے لگا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں شاہو کا ریپلائے آیا۔۔۔ اور زیان مطمئن ہو گیا۔۔۔۔۔ زیان اسرا کی سالگرہ شہر میں منانا چاہتا تھا۔۔ اس لیے شام سے پہلے شاہو کو گھر ڈیکور کروانے کا کام سونپا تھا۔۔۔۔۔۔۔ 12 کے قریب زیان فارغ ہوا تو اس نے رانیہ کا کال کی۔۔۔۔۔ رانیہ جو پہلے سے ہی زیان کے فون کی منتظر تھی۔۔۔۔۔ وہ ایسل کو بتا کر گیٹ کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔ ایسل نے اس بار کوئی خاص رد عمل نہ دیا اور ویسے بھی اب رانیہ سے سن سن کر ملک اس کو معقول انسان لگتا تھا۔۔۔۔۔

خود سے زیادہ تجھے

رانیہ خاموشی سے میوزک سن رہی تھی۔۔۔ جب زیان نے دھیرے سے رانیہ کا ہاتھ تھاما۔۔۔ رانیہ کی دھڑکن بڑھی مگر اس نے ہاتھ چھڑانے کی قطعاً کوشش نہیں کی۔۔۔ کہاں چلیں۔۔۔ زیان نے دھیمے سے پوچھا۔۔۔ کہیں بھی رانیہ نے ہولے سے جواب دیا۔۔۔ کہیں بھی لے چلو۔۔۔ اتنا اعتبار کرتی ہو۔۔۔۔۔ خود سے بھی سے زیادہ۔۔۔ رانیہ نے زیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ رانیہ کی آنکھوں سے جھانکتے محبت کے جزبے اور لفظوں کی سچائی نے زیان کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔ زیان نے دھیرے سے رانیہ کا ہاتھ چھوڑا اور گاڑی اپنے گھر کو جانے والے رستے پر ڈال دی۔۔۔۔۔ جیسے ہی گاڑی گھر کے قریب پہنچی تو گھر کا گیٹ کھلا تھا۔۔۔ زیان نے بلا جھجھک گاڑی اندر کی۔۔۔۔۔ اندر کچھ ورکرز ڈیکوریشن کا کام کر رہے تھے۔۔۔ رانیہ کنفیوز سی ہوئی۔۔۔ زیان نے گاڑی سے اتر کر رانیہ کو بھی اترنے کا اشارہ کیا۔۔۔ رانیہ جھجھکتی ہوئی زیان کے پیچھے چل پڑی۔۔۔۔۔ یہ کس کا گھر ہے زیان۔۔۔ رانیہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ میرا زیان نے یک لفظی جواب دیا۔۔۔ یہ 5 کنال کا بنگلہ تھا۔۔۔ جو جدید طرز کا تھا۔۔۔۔۔ درمیان میں گھر کہ عمارت جب

کے چاروں طرف لان تھا۔۔۔ زیان رانیہ کو لے کر اندر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ باہر کی طرح اندر سے بھی یہ گھر شاندار تھا۔۔۔۔۔ یہاں ڈیکوریشن کیوں ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ میرے گھر والے آرہے ہیں شام کو چھوٹی سے گیٹ لوگیدر ہے۔۔۔۔۔ زیان چلتے ہوئے رانیہ کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ میں انوائیڈ نہیں ہوں رانیہ نے زیان سے کہا۔۔۔۔۔ کیوں نہیں میری جاں شام میں ریڈی رہنا آؤ گا لینے۔۔۔۔۔ رانیہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔۔۔۔ اور اماں سے کیا کہوں گی کہہ دینا سسرال جا رہی ہوں زیان نے رانیہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ رانیہ نے اپنے ارد گرد دیکھا تو یہ ایک شاندار سا کمرہ تھا۔۔۔۔۔ جس کا فرنیچر، والز اور پردے بلیو اور وائٹ کمینیشن کے تھے۔۔۔۔۔ یہ کس کا کمرہ ہے۔۔۔۔۔ ہمارا زیان نے دھیرے سے رانیہ کو خود کے قریب کیا۔۔۔۔۔ رانیہ نے خود کو زیان سے الگ کیا اور کمرے میں موجود گلاس ونڈو کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ اس کے دوسرے طرف ایک پول تھا۔۔۔۔۔ رانیہ پول کی طرف آئی۔۔۔۔۔ زیان بھی رانیہ کے پیچھے ہی چلا آیا۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ کا ہاتھ تھاما اور رانیہ کا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔ رانیہ کی پلکیں جھک گئی۔۔۔۔۔ اور دل زور سے دھڑکنیں لگا۔۔۔۔۔ زیان کی نگاہیں رانیہ کے ہونٹوں پر ٹھہر گئی۔۔۔۔۔ زیان نے دنوں ہاتھوں

سے رانیہ کا چہرہ پکڑا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے زیان بہک جاتا زیان کا فون بجنے لگا۔۔۔۔۔ رانیہ جو آنکھیں بند کیے کھڑی تھی۔۔۔ فوراً سے زیان سے دور ہوئی۔۔۔۔۔ اور پول کے قریب بیٹھ گئی۔۔۔ زیان نے کال سنی اور پھر پیزا آرڈر کیا اور دھیرے سے چلتا ہوا رانیہ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

یہاں آپ۔ اکیلے رہتے ہیں رانیہ نے سوال کیا۔۔۔۔۔ ہم اکیلا ہی ہوتا ہوں۔۔۔۔۔ اور آپ کے کام کون کرتا ہے۔۔۔۔۔ رانیہ نے اپنے پیر پانی میں لٹکاتے ہوئے اگلا سوال کیا۔۔۔۔۔ ملازم بھی ہیں۔۔۔۔۔ پر وہ گاؤں ہیں۔۔۔۔۔ میں تو آج بس تم سے ملنے آیا تھا۔۔۔۔۔ جھوٹ آپ تو پارٹی کی آرینجمنٹس کرانے آئے تھے۔۔۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔۔۔ زیان ہنس پڑا۔۔۔۔۔ آپ کے گھر میں کون کون ہے۔۔۔۔۔ رانیہ نے زیان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔ زیان کو رانیہ آج بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان نے ہولے سے رانیہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا سب ہیں گھر میں۔۔۔۔۔ ہم شادی کب کریں گے زیان۔۔۔۔۔ رانیہ کی اس بات پر زیان نے رانیہ کا ہاتھ چھوڑ دیا اور نظریں چرائی۔۔۔۔۔ کر لیں گے ابھی پڑھائی

تو مکمل کر لوں۔۔۔۔۔ زیان یہ کہتے ہوئے اٹھ گیا۔۔۔۔۔ رانیہ کو زیان کا رویہ عجیب لگا۔۔۔۔۔ زیان نے پیزا رسیو کیا۔۔۔۔۔ اور دونوں نے پیزا کھایا۔۔۔۔۔ زیان رانیہ کو دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔۔۔۔۔ نا جانے کیوں زیان کا دل اسکو ملامت کر رہا تھا۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ کو سٹاپ پہ اتارا اور واپس گھر چلا گیا۔۔۔۔۔ زیان اپنی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔۔۔ وہ عجیب الجھن کا شکار تھا۔۔۔۔۔ رانیہ کے لفظ اس کا زیان پر اعتبار اس کی آنکھوں میں جلتے محبت کے دیے زیان کو بہت کچھ باور کروا رہے تھے۔۔۔۔۔ زیان نے وقت سے پہلے رانیہ کو واپس چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ سٹاپ پر کھڑی ایسل کی منتظر تھی۔۔۔۔۔ رانیہ نے ایسل کو میسج ٹائپ کیا اور اس کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔ قریباً 5 منٹ کے بعد ایسل سٹاپ پر آگئی۔۔۔۔۔ ایسل کی نگاہیں میر کی متلاشی تھی۔۔۔۔۔ ایسل نے نوٹ کیا۔۔۔۔۔ رانیہ آج چپ چپ تھی۔۔۔۔۔ پہلے کی طرح چمک نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ وگرنہ وہ جب بھی ملک سے مل کر آتی مسکراہٹ اس کے لبوں سے جدا نہ ہوتی رانیہ اپنی ہی سوچوں میں لگن تھی۔۔۔۔۔ جب قریب ہی میر کی گاڑی کی۔۔۔۔۔ میر کو دیکھ کر ایسل کی نظریں خود بخود جھک گئی اور دل تیز

رفتاری سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔۔ میر نے ایسل کی اٹھتی اور جھکتی پلکوں کے نظارے کو دل میں قید کیا۔۔۔۔۔

That's like my girl...

ایسل جو کسی تعریف کی منتظر تھی۔۔۔ اس ایک جملے کی کہے جانے کی وجہ تلاش کرنے لگی۔۔ اور میر اپنی گاڑی وہاں سے لے گیا۔۔۔۔۔ ایسل افسردہ ہوئی۔۔۔ دونوں اپنی اپنی سوچ میں تھی کہ اتنے میں بس آگئی۔۔۔ اور دونوں بس میں سوار ہو گئی۔۔۔۔۔ رانیہ کیا بات ہے ایسل نے رانیہ کو افسردہ دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔۔۔ پھر بھی۔۔۔ تم دونوں کے بیچ کوئی بات ہوئی ہے کیا۔۔۔ ایسل نے فکر مند ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔ یار ایسل مجھے زیان کے رویے نے الجھا دیا آج۔۔۔ پھر رانیہ نے زیان سے ہوئی ملاقات کا حال سنایا۔۔۔ ارے پاگل اگر ایسی ویسی کوئی بات ہوتی تو بھلا وہ تمہیں اپنے گھر کیوں

لے کر جاتا۔۔۔ اور ہاں اس بات کو چھوڑو مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔۔۔۔۔ ایسل نے
 بات بدلتے ہوئے کہا۔۔۔ کیا۔۔۔ رانیہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ تمہیں پتا
 ہے خالہ۔ کل۔ ہمارے گھر کیوں آئی تھی۔۔۔ کیوں انہوں نے اماں کو تمہارا رشتہ تلاش
 کرنے کا کہا ہے۔۔۔ کیا۔۔۔ رانیہ پریشان ہوئی۔۔۔ مگر اماں نے ایسا کیوں کہا۔۔۔ شاید
 اماں کو مجھ پر شک ہو گیا ہے۔۔۔ رانیہ کو نئی پریشانی نے آن گھیرا تھا۔۔۔۔۔ اتنے میں
 سٹاپ آیا اور وہ گھر کی طرف چل پڑی۔۔۔ ایسل میں اماں سے بات کرو گی۔۔۔ میں زیان
 کے علاوہ کسی سے بھی شادی نہیں کرو گی۔۔۔ رانیہ کی آنکھوں میں آنسو آئے۔۔۔ اچھا نہ
 گھر تو چلو پہلے۔۔۔ ایسل نے رانیہ کو حوصلہ دیا۔۔۔۔۔

رانیہ گھر میں داخل ہوئی تو خلاف معمول زکیہ بیگم گھر پر تھی۔۔۔ اور کچن سے کھانے کی خوشبو آرہی تھی۔۔۔۔۔ رانیہ نے اماں کو سلام کیا اور تیاری کی وجہ پوچھی۔۔۔۔۔ تو انہوں نے کہا۔۔۔۔۔ فریش ہو کہ کچھ ڈھنگ کے کپڑے پہن لو۔۔۔۔۔ تمہیں دیکھنے کچھ لوگ آرہے ہیں۔۔۔۔۔ رانیہ کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔۔۔ یہ سب اتنا اچانک تھا کہ وہ پاس پڑی چارپائی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ حواس بحال ہوئے تو رانیہ اماں کے روبرو ہوئی۔۔۔۔۔ کون لوگ آرہے ہیں اور کیوں اور ابھی تو میں پڑھ رہی ہوں نہ۔۔۔۔۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رانیہ نے ایک سانس میں سارے سوال پوچھ ڈالے۔۔۔۔۔ اچھا رشتہ ہے کیسے جانے دوں۔۔۔۔۔ پر اماں مجھے نہیں کرنی ابھی شادی۔۔۔۔۔ رانیہ بضد ہوئی۔۔۔۔۔ رانیہ میری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی مزید کام کرنے کی سکت نہیں ہے مجھ میں۔۔۔۔۔ تھک گئی ہوں میں۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی پڑھ کر تم نے کونسا تیر مار لینا ہے۔۔۔۔۔ اس لیے شاباش ڈھنگ سے تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رانیہ کے دل میں موہوم۔۔۔۔۔ سی امید جاگی۔۔۔۔۔ شاید وہ لوگ پسند ہی نہ کریں اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندہ اٹک سا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسل نے گھر داخل ہوتے ہی۔۔۔ اماں کو سلام کیا۔۔۔ اور کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔ جہاں
اماں کھیر میں چمچ چلا رہی تھی۔۔۔ اماں کوئی آ رہا ہے کیا۔۔۔۔۔ کھیر آج کس خوشی میں بن
رہی ہے۔۔۔۔۔ رانیہ کو دیکھنے کچھ لوگ آ رہے ہیں۔۔۔۔۔ تو میں نے کہا میٹھا بنا لوں۔۔۔۔۔ وہ
بیچاری اکیلے کیا کیا کرے گی۔۔۔۔۔ اور ایسل کے ہاتھ سے گلاس گرا۔۔۔۔۔ خیال سے
بیٹا۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم ایسل کی طرف متوجہ ہوئی۔ اماں کون لوگ ہیں۔۔۔۔۔ زکیہ کے ساتھ کام
کرتی ہے کوئی عورت زکیہ نے بیٹی کے رشتے کی بات کی تو اس نے کہا ہم بھی اپنے دیور
کے لیے ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔۔۔ تو زکیہ نے کھانے کی دعوت دے دی۔۔۔۔۔ اللہ پاک نصیب
اچھے کرے۔۔۔۔۔ اچھا وقت لائے۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم پھر سے کام میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔۔ اور
ایسل چپ چاپ کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ رانیہ تو پہلے ہی پریشان تھی اور اب اتنا سب
کچھ اچانک ہو رہا۔۔۔۔۔ یہ سوچتے ہوئے ایسل رانیہ کے گھر کی طرف چل پڑی۔۔۔۔۔۔۔ جہاں

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 179
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

فورا روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔ یہ بڑے بھی کتنے عجیب ہیں اپنی مرضی سے مجھے بھیج دیا اور اگر یہ ہی میں کہتی یا زیان کی جگہ کوئی اور مرد ہوتا تو مجھے قتل کرنے میں لمحہ نہ لگاتے۔۔۔۔۔ آخر مردوں کا راج ہے۔۔۔ ہم عورتیں تو حکم کی غلام ہیں۔۔۔۔۔ انہی سب خیالوں میں کھوئی اسرا شہر کی حدود میں داخل ہوئی۔۔۔ زیان نے ڈیکوریشن کا جائزہ لیا۔۔۔ باہر لان مین اوپن ایئر میں نہایت خوبصورتی سے ایک ٹیبل لگایا گیا تھا۔۔ جس کے چاروں اطراف میں سفید باریک پردے لہرا رہے تھے۔۔۔ اور چاروں کونوں میں سفید اور سرخ غبارے لگائے گئے تھے۔۔۔ ٹیبل پر سفید اور سرخ کور تھا۔۔۔ کینڈل سٹینڈ تھا۔۔۔ درمیان میں ہارٹ شپ کا چاکلیٹ کیک رکھا تھا۔۔۔۔۔ یہ سارا ڈیکور گھر کے بیک لان میں تھا۔۔۔ جبکہ بیک ڈور سے لان تک سرخ گلابوں کی پتیاں بچھی ہوئی تھی۔۔۔ زیان نے ہر چیز کا تفصیلی جائزہ لیا۔۔۔۔۔ ڈرائیور نے زیان کو فون کر کے چند ہی منٹوں میں پہنچنے کی اطلاع دی۔۔۔ زیان نے کیمیل کلر کا سوٹ پہنا ساتھ پشاوری چپل پہنی۔۔۔۔۔ بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیا۔۔۔۔۔ اتنے میں بیرونی گیٹ کھلا اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔۔۔ جیسے ہی اسرا گاڑی سے اتری زیان کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔۔۔۔۔ ویسے تو

زیان ہمیشہ ہی اسرا کو پیارا لگتا تھا۔۔۔ مگر آج زیان کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر اسرا کی ہتھیلیاں پسینے سے بھگی۔۔۔ زیان کے حالات بھی کم و بیش ایسے ہی تھے۔۔۔ اسرا بلیک کلر کے اس فراک میں بے تحاشا خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ سرخ چوڑیاں پہنے کلاٹیاں بے تحاشا نمایاں ہو رہی تھی۔۔۔ ہاتھوں پر لگی سرخ نیل پالش اس کی مخروطی انگلیوں کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔۔۔ زیان نے ڈرائیور کو واپس بھیج دیا۔۔ اور خود اسرا کو لیے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ کیسی ہو۔۔۔ ٹھیک ہوں۔۔۔ اسرا نے جھکی نظروں سے جواب دیا۔۔۔ زیان گھوم کر اسرا کے پیچھے آیا۔۔۔ اسرا نے جونہی نظریں اٹھائی۔۔۔ زیان نے سیاہ پٹی اسرا کی آنکھوں پر باندھی یہ کیا۔۔۔ بس خاموش رہو۔۔۔ زیان کی بھاری آواز اسرا کے کان کے قریب گونجی۔۔۔۔۔ زیان اسرا کو لیے پچھلے لان کیطرف چل پڑا۔۔۔ تازہ گلابوں کی خوشبو اسرا نے اندر اتاری۔۔۔ بالکل میز کے قریب لاکر زیان نے اسرا کو ایک طرف کھڑا کر دیا۔ اور خود میز کے دوسری طرف چلا گیا۔۔۔ زیان نے اسرا کو پٹی کھولنے کو کہا۔ جیسے ہی اسرا نے پٹی کھولی۔۔۔ زیان نے بیپی برتھ ڈے ٹویو کا سونگ پلے کیا اور خود بھی تالیاں بجانے لگا۔۔۔ اسرا مبہوت سی یہ سب دیکھنے لگی۔۔۔ اسے کسی خواب کا

ساگماں ہو رہا تھا۔۔۔ اسرا کو یوں حیرت زدہ دیکھ کر زیان کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ زیان چلتا ہوا اسرا کے قریب آیا۔۔۔ اور اسرا کو دونوں کندھوں سے تھام کر اسرا کا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔۔۔ آپ نے یہ سب میرے لیے کیا۔۔۔ تمہارے علاوہ کیا ہے کوئی یہاں۔۔۔ زیان نے سرگوشی کی۔۔۔ اور یہاں۔۔۔ اسرا نے اپنی انگلی زیان کے سینے پر دل کے مقام پر رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ زیان نے مسکراتے ہوئے وہی انگلی تھام کر اسرا کو گول گھمایا۔۔۔ کوئی نہیں لے سکتا تمہاری جگہ۔۔۔ اور پھر زیان نے اسرا کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنائی۔۔۔ پھر دونوں نے کیک کٹ کیا۔۔۔ یوں زیان کے ساتھ ایک حسین شام گزار کر اسرا اور زیان حویلی روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔

ایسل نے رانیہ کو تسلی سی اتنے میں زکیہ خاتون کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ ایسل بیٹا اچھا ہوا تم آگئی۔۔۔ اسے ڈھنگ سے تیار کر دو اور پھر گھر جا کر اپنی امس کو بھیج دو۔۔۔ جی خالہ ایسل نے تابعداری سے جواب دیا۔۔۔۔۔ ایسل نے رانیہ کو فیروزی کلر کا ایک سوٹ دیا اور چنچ کرنے کو کہا۔۔۔۔۔ رانیہ نے چنچ کیا تو ایسل سے اس کا لائٹ سامیک اپ

کیا دوپٹہ سیٹ کیا۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ اس کے کان میں سرگوشی کی اور وہاں سے چلی گئی۔۔۔ گھر جا کر اس نے اماں کو زکیہ خالہ کا پیغام دیا۔۔۔ اور صحن میں ہنچھی چارپا ئی پر لیٹ کر موبائل دیکھنے لگی۔۔۔ اماں نے کپڑے بدلے اور زکیہ خالہ کی طرف چلی گئی۔۔۔ ایسل نے اماں کے جانے بعد میر کو کال ملائی۔۔۔ یہ پہلی دفعہ تھا۔۔۔ جب ایسل نے خود کال ملائی تھی وگرنہ ہمیشہ میر ہی کال کرتا تھا۔۔۔۔۔ فون بج رہا تھا۔۔۔ دو تین بیلز کے بعد ایسل فون کاٹنے ہی لگی تھی۔۔۔ جب میر نے فون اٹھایا۔۔۔۔۔ زہے نصیب۔۔۔ محترمہ نے آج خود فون کیا۔۔۔۔۔ کیسے یاد آگئی ہماری۔۔۔ کہیں تو بند کر دوں فون۔۔۔ ایسل نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔۔ جی نہیں۔۔۔ زیادہ جلدی ہے تمہیں میر نے فوراً جواب دیا۔۔۔ ویسے میں نے حساب لگایا ہے کہ تمیز آپ کو چھو کر بھی نہیں گزری۔۔۔۔۔ ایسل کی اس بات پر میر کے ماتھے پر بل پڑے مگر وہ ضبط کر گیا۔۔۔ اور خاموش رہا۔۔۔ ارے نہ سلام نہ دعا۔۔۔ ڈائریکٹ شروع ہو گئے آپ اور ایسل اپنی بات پر خود ہی ہنسنے لگی۔۔۔ میر بھی ایسل کی ہنسی سن کر مسکرا نے لگا۔۔۔۔۔ بہت خوبصورت لگ رہی تھی آج۔۔۔۔۔ میر نے دھیمے سے سرگوشی کی۔۔۔۔۔ اور ایسل کی ہنسی کو بریک لگا

تھے۔۔۔۔۔ ایسل خاموشی سے نیچے اتر آئی۔۔۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد دروازے پر رستک ہو
 ئی۔۔۔ ایسل نے دروازہ کھولا تو اماں اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ
 تھی۔۔۔ ایسل نے ان سے رانیہ کے متعلق پوچھا۔۔۔ بہت اچھے لوگ ہیں رانیہ ماشاء اللہ
 سے ان کو بہت پسند آئی ہے۔۔۔ اپنی خوشی میں وہ ایسل کا اتر چہرہ نہ دیکھ سکی۔۔۔۔۔ اگلے
 روز ایسل اور رانیہ کالج نہ گئی۔۔۔ رانیہ نے ساری رات رو کر گزاری

۔۔۔ ایسل کی اماں نے ابا سے لڑکے کے متعلق معلومات کرانے کو کہا۔۔۔ ایسل نے
 ناشتہ کیا اور رانیہ کے پاس چلی گئی۔۔۔ رانیہ کی آنکھیں رو رو کر سوچ چکی تھی۔۔۔ رانیہ کی
 یہ حالت دیکھ کر ایسل کو افسوس ہوا۔۔۔ ایسل نے اسے زکیہ سے بات کرنے کا مشورہ
 دیا۔۔۔ رانیہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ ایسل نے ملک کے متعلق استفسار کیا تو رانیہ
 نے کہا وہ ایک ہفتے تک واپس آئے گا۔۔۔ ابھی میں نے اسے کچھ نہیں بتایا۔۔۔

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 186
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

نہ پسند کی شادی کی۔۔۔ شرط صرف اتنی ہے سامنے والا مرد ہو۔۔۔ جس کو خواب دکھائے اس کو اپنانے کا حوصلہ ہو۔۔۔۔۔ وگرنہ محبت کے دعوے اور شادی کے لارے لگانے والے تھیں ہر موڑ پر ملے گئے۔۔۔۔۔ اماں ابھی وہ شہر سے باہر ہے۔۔۔۔۔ ملک سے باہر تو نہیں مرد کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ جنہوں نے اپنانا ہو وہ بہانے نہیں بناتے اور نہ ہی مجبوری سناتے ہیں۔۔۔۔۔ مرد اپنانے پر آئے تو طوائف کو بھی اپنا لیتا ہے۔۔۔۔۔ بات فقط نیت کی ہے میری جان۔۔۔۔۔ لیکن آج کل ایسے مرد بہت کم ہیں تم بھی آزما لو۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر زکیہ وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔ کچھ ہی دیر میں ایسل گھر داخل ہوئی۔۔۔۔۔ خالہ آپ کو اماں بلا رہی ہیں۔۔۔۔۔ ایسل نے پیغام دیا اور رانیہ کی طرف چل پڑی۔۔۔۔۔ ایسل بیٹا میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔ زکیہ چاہتی تھی۔۔۔۔۔ رانیہ کچھ دیر اکیلے بیٹھ کر سوچے۔۔۔۔۔ ایسل زکیہ کے ساتھ ہی واپس گھر چلی گئی۔۔۔۔۔ جہاں ایسل کے اماں اور ابا ان کے منتظر تھے۔۔۔۔۔ ایسل کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ زکیہ بہن میں نے لڑکے کی چھان بین کرائی ہے اچھے شریف لوگ ہیں۔۔۔۔۔ ایسل کے ابا نے زکیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا لڑکا بھی اپنے کام سے کام رکھنے والا شریف ہے۔۔۔۔۔ اپنی رانیہ کے پڑھنے پر

بھی کوئی اعتراض نہیں اور سسرال بھی کوئی زیادہ نہیں -- میری مانو تو بسم اللہ کرو
 --- میں تو مطمئن ہوں --- بھائی صاحب اگر آپ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے اسی جمعے
 کو ہم چلے چلتے ہیں خیر سے لڑکے کو پیار دے آئیں گے --- اور چھوٹی موٹی رسم کر
 لیں گے ---

زکیہ خاتون کے جانے کے بعد جب ایسل کو ساری بات پتہ چلی تو ایسل نے فوراً سے
 رانیہ کو میسج کیا اور ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔۔۔۔۔ رانیہ نے فوراً سے زیان کو کال کی
 مگر زیان نے فون نہ اٹھایا۔۔۔ رانیہ نے ساری رات میں کئی بار زیان کو فون کیا۔۔۔ مگر
 زیان نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔

اگلی صبح زیان نے جب رانیہ کے میسجز اور کالز دیکھی تو رانیہ سے رابطہ کیا۔۔۔ مگر کلاس میں ہونے کے باعث رانیہ جواب نہ دے سکی۔۔۔ کلاس ختم ہوتے ہی رانیہ نے زیان کو کال کی اور مختصر حالات سے آگاہ کیا اور ملنے کا منصوبہ بنایا۔۔۔۔۔ زیان نے اگلے روز بجے رانیہ کو کالج سے پک کرنے کی حامی بھری۔۔۔۔۔ رانیہ کی پریشانی ایک طرف مگر 12 ان دنوں میں ایسل کی میر کافی اٹیچمنٹ ہو گئی۔۔۔۔۔ میر کو کالز اور میسجز ایسل کا معمول بن رہا تھا۔۔۔۔۔ میر نے آہستہ آہستہ ایسل کی جھجھک کافی حد تک ختم کر دی تھی۔۔۔۔۔

اگلے روز 12 بجے کے قریب رانیہ کالج سے نکلی اور زیان کے ساتھ چلی گئی۔۔۔ زیان رانیہ کو لے کر ریسٹورنٹ میں بیٹھا تھا۔۔۔ جبکہ رانیہ روئے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ رانیہ یار چپ تو کرو زیان اب اکتا رہا تھا۔۔۔۔۔ زیان آپ میری اماں سے ملیں بس۔۔۔۔۔ رانیہ کی ایک ہی ضد

تھی۔۔۔ رانیہ یہ سب اتنا آسان نہیں ہے ابھی تک تو میں نے اپنے گھر والوں سے بات بھی نہیں کی اور تو اور تمھاری پڑھائی بھی نہیں مکمل۔۔۔ زیان آپ بہانے بنا رہے ہیں۔۔۔ صحیح کہہ رہی تھی اماں۔۔۔۔ آپ۔ مجھ سے پیار کرتے تو ایسے بہانے نہ بناتے۔۔۔ رانیہ زیان دھاڑا تھا۔۔۔ کیوں ہوٹل میں تماشا بنا رہی ہوں۔۔۔ تمھارے اس مسلسل رونے دھونے سے لوگ متوجہ ہو رہے ہیں۔۔۔ خدارا میری عزت کا کباڑہ نہ کرو۔۔۔۔۔ اوو تو آپ۔ کو اپنی عزت کا بہت خیال۔ ہے۔۔۔ ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔۔۔۔ رانیہ وہاں سے نکل آئی۔۔۔ زیان بل پے کر کے رانیہ کے پیچھے نکلا۔۔۔ مگر رانیہ جا چکی تھی۔۔۔

رانیہ سٹاپ تک پہ پہنچی تو ایسل میر کے پاس کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔۔ رانیہ کو آتے دیکھ کر میر نے ایسل کو اللہ حافظ کہا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔ وہ میں بور ہو رہی تھی پھر میر آگیا

اور ہم باتیں کرنے لگے یوں ہی۔۔۔ ایسل نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔۔ تم بتاؤ کچھ خاص نہیں۔۔۔ زیان مان گیا۔۔۔۔۔ فلحال تو سب بتایا ہے باقی سوچ کے بتائے گا وہ۔۔۔ ابھی تو اس نے گھر والوں سے بات بھی نہیں کی اور یہ اب اتنا اچانک ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ اماں کو بھی پتہ نہیں کونسی جلدی ہے۔۔۔۔۔ رانیہ کو اس وقت جو انسان غلط لگ رہا تھا وہ اسکی ماں تھی صرف۔۔۔۔۔ دونوں گھر کو روانہ ہوئی۔۔۔۔۔

گھر جا کر رانیہ کمرے میں لیٹ گئی۔۔۔ زیان مسلسل رانیہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔ بالآخر رانیہ نے فون بند کیا اور لیٹ گئی۔۔۔۔۔ جانے کب رانیہ کی آنکھ لگی۔۔۔۔۔ رانیہ کی جب آنکھ کھلی تو 6 بج چکے تھے وہ کالج سے آکر کافی دیر سوئی رہی تھی۔۔۔۔۔ باہر سے آوازیں آرہی تھی جس کا مطلب تھا۔۔۔۔۔ اماں گھر آچکی تھی۔۔۔۔۔ رانیہ

نے امان کو سلام کیا اور کھانا کھانے لگی۔۔۔ زکیہ رانیہ کا نارمل ری ایکشن دیکھ کر سمجھی تھی کی رانیہ ان کی بات سمجھ چکی ہے۔۔ مگر خدا جانے رانیہ کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔۔۔۔ رانیہ نے کھانا کھایا اور موبائل لے کر چھت پر چلی گئی۔۔۔ زکیہ آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئی۔۔۔۔ رانیہ نے موبائل آن کیا تو زیان کے کافی میسجز اور کالز تھیں۔۔۔۔۔ رانیہ نے زیان کا نمبر ڈائل کیا۔۔ پہلی ہی بیل پر کال ریسپو کر لی گئی۔۔۔۔ رانیہ تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ پاگل ہو گئی ہو فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔ پتہ بھی ہے کتنا پریشان ہو رہا تھا میں۔۔۔۔۔ ریسٹورنٹ سے بھی تم یونہی نکل آئی۔۔۔۔۔ تو آپ کو کونسا میری پرواہ ہے۔۔۔۔۔ رانیہ کی آواز بھرا۔ گئی۔۔۔۔۔ رانیہ سے بات کرنا اس وقت زیان کو مشکل ترین امر لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا رانیہ اس قدر سیریس ہو جائے گی۔۔۔۔۔ رانیہ میری جان مجھے تھوڑا سا وقت دو۔۔۔۔۔ میں سب صحیح کر دوں گا۔۔۔۔۔ کب کریں گے۔۔۔۔۔ رانیہ ویسے یہ تو بتاؤ یہ تمہاری اماں کو اتنی ایمر جنسی کیوں ہے۔۔۔۔۔ تمہاری روٹیاں اب بھاری پڑنے لگ گئی ہیں۔۔۔۔۔ زیان بس کریں۔۔۔۔۔ رانیہ غصہ ہوئی۔۔۔۔۔ دیکھو رانیہ فکر نہ کرو میں ہوں تمہارے ساتھ میرے گھر کے دروازے ہمیشہ تمہارے لیے کھلے ہیں

----- چلو اب رونا بند کرو فریش ہو جاؤ میرے ہوتے ہوئے کونسی فکر تمہیں میں ہوں
 تمہارے ساتھ بس تھوڑا سا وقت دو۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ رانیہ نے فقط جی کہنے پر اکتفا
 کیا۔۔۔۔۔ اب جلدی سے موڈ ٹھیک کرو اور تیار ہو کہ پیاری پیاری پکس سینڈ
 کرو۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے رانیہ کو حوصلہ ہوا۔۔۔۔۔ جو ہورہا ہے ہونے دو وقت آنے ہر میں سب
 دیکھ لوں گ میری جان۔۔۔

اگلے روز زکیہ نے رانیہ کو کالج سے چھٹی کرنے کا کہا۔۔۔ اور آمنہ بیگم کے ساتھ مل کر تیاری
 مکمل کی اور شام میں لڑکے والوں کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔ ایسل میر سے جبکہ رانیہ زیان
 کے ساتھ مصروف رہی۔۔۔۔۔ ایسل میر پر کافی حد تک بھروسہ کرنے لگی تھی سارا دن
 میسجز سٹاپ پر ملاقات معمول بن گیا تھا۔۔۔۔۔ تصاویر کا تبادلہ بھی جاری تھا۔۔۔۔۔ رات میں

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 194
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 195
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

روٹیاں مجھے بھاری پڑ رہی ہیں۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ زکیہ نے انگلی اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ارے اپنی جوانی برباد کردی میں نے تمہارے لیے۔۔۔۔۔ اتنی سی تھی تم جب تمہارا باپ چھوڑ گیا۔۔۔۔۔ میں نے پالا تمہیں۔۔۔۔۔ دن رات ایک کیا کہ تمہیں کمی نہ آئے۔۔۔۔۔ تو کونسا احسان کیا سب ماں باپ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ رانیہ نے ترخ کر جواب دیا۔۔۔۔۔ زکیہ کا ہاتھ پھر اٹھا اور رانیہ کے دوسرے گال پر بھی نشان چھوڑ گیا۔۔۔۔۔ قصور تمہارا نہیں بیٹا۔۔۔۔۔ میرا ہے جو تمہیں اتنی ڈھیل دے دی۔۔۔۔۔ قصور تمہارے باپ کا ہے جو تمہیں اصل سے دور رکھا۔۔۔۔۔ قصور تو میری تربیت کا ہے جو تم نا محرم سے لائے گئے تحفے ماں کو شاپنگ کہہ کر دکھا رہی تھی۔۔۔۔۔ میں خاموش تھی کہ چلو بچی ہے۔۔۔۔۔ ارے تم تم تو سب کو پیچھے چھوڑ چکی ہوں ماں کے آگے تن کر کھڑی ہو کس کے لیے جس نے تمہیں پوچھنا گوارہ نہیں کیا۔۔۔۔۔ آنا ہوتا تو آچکا ہوتا اب تک سمجھ آئی۔۔۔۔۔ مرد کے لیے موت ہوتی ہے یہ سوچ ہی کہ اس کی محبت کسی اور کے نام ہوگی۔۔۔۔۔ مرد اپنی پسندیدہ عورت ک چھونے والی ہواؤں کا بھی دشمن ہوتا ہے۔۔۔۔۔ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا اس کی محبت پر کسی اور کا حق ہو سمجھی۔۔۔۔۔ نہیں ہے اس کو تم سے محبت۔۔۔۔۔ مرد کے لیے مجبوری ایک لفظ

ہے۔۔۔ جس کی کوئی اہمیت نہیں۔۔۔ مرد کبھی مجبور نہیں ہوتا اسکی ہاں، ہاں ہوتی ہے جبکہ ناں ناں۔۔۔ یہ صرف عورت ہے۔۔۔ جس کی خاموشی کو رضامندی کا نام دے کر پکڑیوں کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے مجبوریوں کے نام پر قربان فقط عورت ہوتی ہے سمجھی تم۔۔۔۔ اماں آپ جلدی کر رہی ہیں۔۔۔۔ رانیہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔ گھر سے باہر قدم مت نکالنا۔۔۔ بہت کر لی اپنی من مانی تم نے۔۔۔ فون بھی پکڑاؤ مجھے۔۔۔ جس کو ضرورت ہوگی۔۔۔ مجھ سے کر لے گا رابطہ۔۔۔۔ سمجھ آئی۔۔۔ اور دفعہ ہو جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔۔۔ رانیہ غصے سے کمرے میں چلی گئی جبکہ زکیہ وہی بیٹھتی چلی گئی اسے لگا اس کی عمر بھر کی کمائی ضائع ہو گئی۔۔۔۔ اس کی اولاد اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ اس کے حصے میں خسارہ آیا وہ اپنی بیٹی کی تربیت نہ کر سکی۔۔۔ آنسو مسلسل اس کی آنکھوں سے بہتے رہے۔۔۔۔۔

[illegible]

ایسل کالج کے لیے تیار بیٹھی تھی اور رانیہ کا انتظار کر رہی تھی۔ مگر رانیہ نہ آئی۔ بالآخر ایسل اٹھ کر رانیہ کی طرف چلی گئی۔۔ ایسل نے دروازے پر دستک دی تو زکیہ خاتون نے دروازہ کھولا۔ اور ایسل کو اندر آنے کا راستہ دیا۔۔۔ کیسی ہو بیٹا۔۔ زکیہ نے ایسل سے پوچھا۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ مگر ایسل کا دل اسے آگاہی دے رہا تھا کہ کچھ ہوا ہے۔۔۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ زکیہ نے ایسل کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ ایسل چپ چاپ چارپائی پر بیٹھ گئی۔۔۔ دیکھو بیٹا۔۔ تم تو جانتی ہو جمعے کو رانیہ کا نکاح ہے۔۔۔ جی آنٹی ایسل نے تھوک نکلتے ہوئے جواب دیا۔ جبکہ اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔۔ تو یہ بھی تم جانتی ہو گی رانیہ کن چکروں میں ہے۔۔ کیا مطلب آنٹی ایسل کی زبان لرھڑائی تھی۔۔۔ بیٹا

پہیلیاں نہیں نبھواؤں گی میں۔۔۔ یہ کام آج کل کی اولاد خوب کرتی ہے۔۔۔ صاف بات یہ ہے نکاح تک رانیہ کالج جانا تو دور گھر سے باہر قدم بھی نہیں رکھے گی۔۔۔ فون اس کا میں لے چکی ہوں۔۔۔ تو بہتر ہے تم بھی اس سے مت ملو تاکہ کسی قسم کی شہ نہ ملے اسکو۔۔۔۔ جیسے رانیہ میری بیٹی ہے تم بھی میری بیٹی ہو اور میں نہیں چاہتی مجھے اپنی بیٹیوں کو کھڑے میں لانا پڑے... سمجھ گئی ہو نہ انہوں نے ایسل کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جی آنٹی ایسل وہاں سے اٹھ آئی۔۔۔ اسے ڈرتھا کہ کہیں رانیہ نے میرے بارے میں بھی کچھ نہ بتا دیا ہو۔ ایسل کو واپس گھر آتے دیکھ کر آمنہ بیگم متوجہ ہوئی ایسل تم گئی کیوں نہیں۔۔۔ وہ اماں آج رانیہ بھی نہیں گئی۔۔۔ تو میرا بھی دل نہیں کل جاؤ گی۔۔۔ لو جی سارا دن تم دونوں ایک دوسرے کے کانوں میں گھسی رہتی ہو۔۔۔ یہ نہیں تھا پتا کہ اس نے آج نہیں جانا۔۔۔۔۔ اماں چانک کر لی نہ چھٹی اس نے اب جانے دیں۔۔۔ ایسل بیزار ہوئی اس کے ذہن میں زکیہ کی باتیں گھوم رہی تھی۔۔۔ وہ پریشان تھی۔۔۔۔۔ اسی پریشانی میں اس نے میرے کوفون ملا یا مگر میرے فون نے نہ اٹھایا۔۔۔۔۔ ایسل فون رکھ کر اماں کے پاس کچن میں چلی گئی

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 200
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/923061756508)

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 201
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

سے۔۔ اسرا کے ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں چمکنے لگی۔۔۔۔ زیان کو اسرا پر بے تحاشا پیار آیا۔۔۔ یار چائے پلا دو۔ تم تو ایسے کنفیوز ہو جیسے میں نے پتہ نہیں کیا مانگ لیا۔۔۔۔ تم میری ہو تم سے جڑا ہر حق بھی میرا ہے۔ مجھ سے یوں گھبرایا مت کرو۔۔۔۔ زیان نے اسرا کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اسرا دو قدم پیچھے ہٹی اور بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔۔۔ اسرا کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ زیان کے جملے اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔ اسرا نے اپنے آپ کو نارمل کرتے ہوئے چائے کا پانی چڑھایا۔۔۔

آمنہ خاتون اپنے شوہر کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔ آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں ایسل کے
ابا۔۔۔ میں کیسے ہریشان نہ ہووں

- وہ لوگ دھمکیاں دینے پر اتر آئے ہیں۔۔ ان کے تعلقات بہت اوپر تک ہیں۔۔ میرا خدا گواہ ہے آج تک میں نے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا۔۔۔ آمنہ۔۔ میں جانتی ہوں۔۔ آمنہ بیگم بھی شوہر کو افسردہ دیکھ کر افسردہ کو ہوئی۔۔ آمنہ ہماری ایک ہی اولاد ہے اور وہ بھی بیٹی۔۔ وہ ایسل کو اغواہ کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔۔ ایسل کے ابا کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم بھی رونے لگی۔۔۔۔۔ یا اللہ۔۔ ہم سے کوئی کوتاہی ہو گئی تو بخش دے میرے مالک۔۔ ہماری عزت رکھ لے۔۔ ہمیں اتنا ہی آزمانا جتنی ہم سکتے ہیں۔۔ آمنہ بیگم روتے ہوئے دعا مانگنے لگی۔۔۔۔۔ ایسل کے ابا وہ آدمی یاد ہے جس کی بیٹی کی جان بچائی تھی ہم نے۔۔ جب وہ سڑک کنارے بے ہوش پڑی ملی تھی ہمیں۔۔۔۔۔ ہاں یاد ہے۔۔ وہ بھی کافی اثر و رسوخ والا آدمی تھا۔ آپ اس سے بات کر کے دیکھئے تو۔۔۔۔۔ ہاں ایسل کی اماں تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم اٹھ کر الماری کے قریب گئی اور کارڈ نکال کر لائی اور اپنے شوہر کا پکڑایا۔۔۔۔۔ اگر اس نے مجھے نہ پہچانا تو۔۔ اللہ مالک ہمت آپ اچھے کی امید رکھ کر جائیں۔۔۔۔۔ دونوں میاں بیوی کچھ مطمئن ہوئے۔۔۔۔۔

دن پر لگا کر اڑ رہے تھے۔۔۔ زیان نے بی جان سے بات کر لی تھی۔ وہ جلد از جلد اسرا کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔۔۔ بی جان نے نکاح کی حامی بھر لی مگر رخصتی زیان کے امتحانات کے بعد ہو طے پائی۔۔۔ زیان نکاح کا فنکشن اپنے شہر والے گھر میں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر بی جان اپنے لاڈلے پوتے کی شادی حویلی میں دھوم دھام سے کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے طے پایا نکاح شہر میں جبکہ رخصتی حویلی سے ہوگی۔۔۔۔۔ زکیہ خاتون بھی رانیہ کی شادی کی تیاریوں میں بری طرح مصروف تھی۔۔۔ آمنہ بیگم نے ایسل کو بھی کالج جانے سے منع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایسل کے ابا کی باتوں سے کافی حد تک ڈر گئی تھی۔۔۔ ایسل نے بھی رانیہ کے ساتھ رابطہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کی۔۔۔ البتہ میر سے ملنے کا پروگرام طے کر لیا۔۔۔ رانیہ کی مہندی والے دن ایسل نے میر سے ملنے کا پروگرام بنایا۔۔۔ دوسری طرف رانیہ بری طرح سب سے بدگمان ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

بالآخر رانیہ کی مہندی کا دن آن پہنچا۔۔۔ ان دنوں زکیہ نے ایک لمحہ بھی رانیہ کو اکیلا نہ چھوڑا۔۔۔ رانیہ نے بھی کسی قسم کا رد عمل ظاہر نہ کیا۔۔۔ زکیہ ایک طرح سے مطمئن تھی کہ شاید رانیہ اس کی بات سمجھ چکی ہے۔۔۔ مگر اس بات سے انجان تھی کی رانیہ بری طرح بدگمان ہو چکی ہے۔۔۔ زکیہ چلتے ہوئے رانیہ کے پاس آئی۔۔۔ رانیہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ زکیہ دھیرے سے جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔ رانیہ نے زکیہ کو آتے دیکھ لیا تھا۔۔۔ مگر ڈھیٹ بن کر لیٹی رہی۔۔۔ رانیہ بیٹا طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔ زکیہ نے رانیہ کو مخاطب کیا۔۔۔ اور اس کے قریب ہو کر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔ رانیہ نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔۔ اس کو یہ محبت صرف دکھاوا لگ رہی تھی۔۔۔ رانیہ نے کروٹ بدل لی۔۔۔ زکیہ آنکھوں میں آنسو آگئے اپنی بیٹی کی بے رخی دیکھ کر۔۔۔ دل میں شدید تکلیف ہوئی۔ مگر وہ ضبط کر گئی۔۔۔ میری بیٹی ابھی بھی ناراض ہے۔۔۔ میری جان والدین اپنی اولاد کا برا نہیں چاہتے۔ بہت جلد تم یہ بات سمجھ جاؤ گی۔۔۔ دھیرے سے رانیہ کا سر تھپک کر وہ اٹھ گئی۔۔۔ اماں آپ بہت جلدی کر رہی ہیں

ایسل صبح ہی صبح تیار تھی۔ اس نے میر کی دی ہوئی میکسی پہنی۔ آج اسے میر سے ملنے جانا تھا۔۔۔ اوپر سے اس نے عبایا پہنا تاکہ میکسی کو چھپا سکے۔۔۔۔۔ اپنی تیاری مکمل کر کے ایسل باہر آئی۔۔۔ آمنہ بیگم نے ایسل کی تیاری دیکھ کر پوچھا۔۔۔ کہاں جا رہی ہوں۔۔۔ اماں کالج میں آج ضروری کام ہے۔ کونسا ضروری کام جانتی بھی ہو آج رانیہ کی مہندی ہے۔۔۔ ہاں اماں کالج والوں نے ایڈمیشن کے سلسلے میں بلایا ہے۔۔۔ جانا ضروری ہے کل داخلے کی آخری تاریخ ہے۔۔۔ 12 بجے تک آجاؤ گی۔۔۔ رانیہ بھی چل رہی ہے نہیں اماں اس کے کاغذ بھی میں خود جمع کرا دوں گی۔۔۔ ایسل نے جیسے کیسے اماں کو ٹالا اور کالج روانہ ہو گئی۔۔۔ آمنہ بیگم نے آیت الکرسی پڑھ کر ایسل پر دم کیا اور اسے گھر سے روانہ کیا نا جانے کیوں ان کا دل کہہ رہا تھا۔۔۔ کچھ غلط ہونے والا ہے ایسل کو نہیں جانا چاہیے۔۔۔۔۔ کچھ ہی وقت گزرا کہ ایسل کے ابا گھر میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔ ان کی یوں بے وقت آمد نے آمنہ خاتون کو پریشان کیا۔۔۔ آتے ساتھ وہ صحن میں بچھی چارپائی پر بیٹھ گئے۔۔۔ اور آمنہ بیگم سے پانی مانگا۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے انہیں پانی دیا۔۔۔ اور قریب ہی چارپائی پر ٹک گئی۔ آج اس وقت کیسے آپ۔۔۔ آمنہ بیگم دل میں اڈتا سوال لبوں تک

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 208
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

رہی تھی۔۔۔ اس نے خوب دل لگا کر ایک ایک چیز خریدی تھی۔۔۔ ہر رسم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔۔۔ مسکراہٹ اس کے لبوں پر ٹھہر سی گئی تھی۔۔۔ زیان بھی ان دنوں مکمل طور پر اسرا میں گم تھا۔۔۔ رانیہ کو ایک طرح سے فراموش کر چکا تھا۔۔۔ ہر طرف سے راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔۔۔ زیان بے تحاشا خوش تھا۔۔۔ کون جانے یہ خوشی اب عارضی تھی یا مستقل۔۔۔ کچھ ہی دیر میں سب گھر والوں کو شہر روانہ ہونا تھا۔۔۔

پوائنٹ پر اتر کر ایسل کالج جانے کی بجائے قریبی کافی شاپ پر چلی گئی اور میر کا انتظار کرنے لگی۔۔۔ ایسل نے 3 سے 4 بار میر کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔ مگر نمبر نہ ملا۔۔۔ ایسل مسلسل آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔ وہ وہاں سے اٹھنے ہی لگی تھی کہ میر کی کال آئی۔۔۔ ایسل نے فوراً سے کال اٹھائی۔۔۔ آپ میں مینز نام کی چیز ہے آدھے گھنٹے سے

میں انتظار کر رہی ہوں --- ارے صبر صبر لڑکی بس آ رہا ہوں ٹریفک میں پھنس گیا تھا۔۔۔ رہنے دیں آنے کو میں واپس جا رہی ہوں۔۔۔ ایسل۔۔۔ میر نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔ جب میں نے کہا ہے آ رہا تو مطلب آ ہی رہا ہوں۔۔۔ اب چپ چاپ بیٹھو۔۔۔ 5 منٹ میں آ رہا ہوں۔۔۔ یہ کہہ کر میر نے فون کٹ کر دیا۔۔۔ اور ایسل کو جی بھر کر غصہ آیا۔۔۔ اسے یہاں آنا اپنی سب سے بڑی غلطی لگ رہا تھا۔۔۔ وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب اسے میر آتا ہوا دکھائی دیا۔۔۔ ڈارک بلیو جینز کے ساتھ بلیک شرٹ پہنے، کف فولڈ کیے وہ شاہانہ چال چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔ اس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ ایسل کے دل نے بیٹ مس کی۔۔۔ میر چلتا ہوا ایسل کے قریب آیا۔۔۔ چل کر گاڑی میں بیٹھو۔۔۔ ایسل پرس سے پیسے نکالنے لگی۔۔۔ ایسل جاکر گاڑی میں بیٹھو۔۔۔ میر کو ایسل کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری۔۔۔ وہ میں بل۔۔۔ کہنا جاؤ میں یہاں ہوں فکر نہ کرو۔۔۔ میر نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔ اور ایسل چپ چاپ باہر نکل گئی۔۔۔ میر نے بل پے کیا اور گاڑی کی طرف چلا گیا۔۔۔ ایسل باہر ہی کھڑی تھی۔۔۔ میر نے گھورتے ہوئے ایسل کی طرف دیکھا۔۔۔ گاڑی لاک ہے ایسل نے فوراً سے صفائی دی... اور رخ موڑ کر کھڑی

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 211
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

نے ہارن بجایا۔۔۔چوکیدار نے میر کی گاڑی دیکھتے ہوئے گیٹ کھول دیا۔۔۔ایسل کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔گاڑی گھر میں داخل ہوئی۔ تو چوکیدار نے دروازہ بند کر دیا۔۔۔یہ ہم کہاں آئے ہیں ایسل دل میں آتا سوال لبوں پر لائی۔۔۔حوصلہ کرو اور نیچے اترو۔۔۔تم تو ابھی سے گھبرانے لگی ہو۔۔۔میر کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ آئی۔۔۔جبکہ ایسل کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔۔اگر یہ شخص اسے یہاں مار بھی دیتا تو اس کے گھر والوں کو خبر تک نہ ہوتی۔۔۔۔کم سے کم وہ رانیہ کو ہی بتا آتی۔۔۔میر چپ چاپ اندر چلا گیا۔۔۔ایسل کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔اس کے ذہن میں بہت سے منفی خیالات آرہی تھے۔۔۔میر گھر کے اندرونی دروازے پر جا کر رکا تو ایسل کو وہی کھڑے پایا وہ چلتا ہوا ایسل کے قریب آیا۔۔۔پریشان کیوں ہو اندر چلو۔۔۔ایسل کا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔۔۔میر نے ایسل کا ہاتھ پکڑا اور اسے لیے اندر کی جانب بڑھا۔۔۔ایسل گھسٹتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔میر ایسل کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوا۔۔۔اسے صوفے پر بٹھایا۔۔۔اور خود اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔۔ایسل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 213
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

ایسل نے اپنا عبایا اتارا اپنے بال درست کیے خود کو کمفرٹیبل کیا۔۔۔ اور میر کے بتائے کمرے کی طرف چل پڑی۔۔۔ ایسل نے دروازے ہر ہلکی سے دستک دی آجاؤ ایسل۔۔۔ ایسل کمرے میں داخل ہوئی تو کمرے میں مدہم سی روشنی تھی۔۔۔ ایسل گھبرا گئی۔۔۔ آجاؤ ڈئیر میر نے ایسل کا ہاتھ تھاما دروازہ لاک کیا اور بیڈ تک لے آیا۔۔۔ اب صبح معنوں میں ایسل کی ہوائیاں اڑی تھی۔۔۔ ایسل کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے۔۔۔ میر نے ایسل کو بیڈ پر بٹھایا اور لائٹ آن کی۔۔۔ کمرہ دیکھ کر ایسل کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی۔۔۔ کمرہ یوں سجایا گیا تھا جیسے دلہن کے استقبال کے لیے سجایا جاتا ہے۔۔۔ بیڈ پر جا بجا گلاب کی پتیاں تھی۔۔۔ اور جگہ جگہ پر کینڈلز رکھی گئی تھی۔۔۔ کمرے کے وسط میں ایک ٹیبل تھا جس پر کیک پڑا تھا۔۔۔ ایسل حالات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ میر ٹیبل کے پاس کھڑا ہوا۔ کیک کٹ کیا اور خود ہی اپنے لیے تالیاں بجائی۔۔۔ ایسل کو اس وقت میر کی دماغی حالت پر شک ہو رہا تھا۔۔۔ کیا ہوا ڈارلنگ ایسے کیوں کھڑی ہو۔۔۔ ایسل کے چہرے کا رنگ فوق ہو رہا تھا۔۔۔ ابھی سے گھبرا گئی ہو ابھی تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔ میر نے ایسل کا ہاتھ پکڑا اور کیک کی طرف لے کر

گیا اٹھاؤ کیک میر دھاڑا ایسل نے فوراً سے کیک کا ٹکڑا پکڑا میر نے ایسل کے ہاتھ سے کیک کھایا۔۔۔ ایسل کو سہی معنوں میں اب اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔ میر نے ایسل کی حالت دیکھ کر قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔ ارے بے بی تمہارا رنگ کیوں اڑ گیا ہے میر نے ایسل کے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ بستر دیکھ رہی ہو میر نے ایسل کا رخ بیڈ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔۔۔ تمہارے لیے سجایا ہے میں نے۔۔۔ ایسل نے بھاگ کر دروازے کی طرف جانا چاہا۔۔۔ مگر دروازہ لوکڈ تھا۔۔۔ فنکر پرنٹ ہے جب تک میں نہیں کھولو گا نہیں کھلے گا اور میر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔۔ ایسل کو میر کے قہقہوں سے خوف آ رہا تھا۔۔۔ تم کیوں کر رہے ہو ایسا جانے دو مجھے۔۔۔ ایسل کی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔ ایسے کیسے جانے دو کیا میں نے کہا تھا یہاں آؤ۔۔۔ کیا میں نے بلایا تھا۔۔۔ اپنی مرضی سے آئی ہو تم۔۔۔ ایسل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔ بس بس یہ ڈرامہ کسی اور کے سامنے کرنا میرے سامنے نہیں مجھے تمہارے آنسوؤں سے زرا برابر بھی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ پلیز میر تمہیں خدا کا واسطہ ہے جانے دو۔۔۔ ایسل گر گرائی تھی۔۔۔ میں نے کہا رونا بند کرو۔۔۔ زہر لگ رہے ہیں مجھے تمہارے آنسو۔۔۔۔۔ اس وقت میری دسترس میں ہو تم اور جب تک

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 216
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

میں۔۔۔ بزدل ہو تم محبت کے جال میں پھنسا کر مجھے یہاں تک لائے ہو۔۔۔ بدلہ لینا تھا تو مردوں کی طرح لیتے نہ یہ بزدلوں کی طرح جال نہ بچھاتے۔۔۔ ایسل بھی میرے روبرو آئی تھی۔۔۔ واہ محبت کا جال۔ میں نے بچھا لیا تو کیا تم بچی تھی جو پھنس گئی۔۔۔ یہ تمہارے کردار کی کمزوری ہے سمجھ آئی۔۔۔ رہ گئی بات می تربیت کی تو بند کمرے میں میرے ساتھ موجود ہو۔۔۔ جو چاہو کر لوں میں مگر میری تربیت مجھے اجازت نہیں دیتی تم جیسی دو کوڑی کی لڑکی سے کوئی رشتہ بناؤ۔۔۔ تم جیسی کم عقل لڑکی کبھی بھی میری محبت نہیں بن سکتی میں۔۔۔ تمہیں چھونا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں میں۔۔۔ یہ اوقات ہے تمہاری۔۔۔ میرے لفظوں سے ایسل کی روح بھی زخمی ہوئی تھی۔۔۔ اچھی لگی تھی تم مجھے پہلی ہی نظر میں شاید محبت بھی ہو جاتی اگر جو تم اتنے کمزور کردار کی نہ ہوتی۔۔۔ اور اگر میری انسلٹ کر ہی لی تھی تو کم سے کم اپنے الفاظ پر ہی قائم رہتی۔۔۔ تم کیا سمجھی تھی تم شاہ میر عارف کو اتنا کچھ سناؤ گی اور وہ بھول جائے گا یا تمہارے حسن کا اسیر ہو جائے گا۔۔۔ غلط فہمی تھی تمہاری کہ شاہو تمہارا اسیر ہو گیا۔۔۔۔۔ دفع ہو جاؤ اب میری نظروں سے۔۔۔ میر نے ایسل کو کمرے سے نکالتے ہوئے دروازہ زور سے بند

کیا۔۔۔ فون اٹھا کر ڈرائیور کو فون کیا۔۔۔ اس لڑکی کو گھر چھوڑ آؤ ایڈریس بھیج رہا ہوں۔۔۔ کہہ دینا اس گھر سے اسی صورت نکل سکتی ہے جب گاڑی میں سوار ہوگی۔۔۔ اکیلے مت جانے دینا۔۔۔ اسے باحفاظت گھر پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔ ایسل کو لگا اس کے دل کے ساتھ ساتھ روح کی بھی کمرچیاں ہو گئی ہیں اتنی توہین اسکو کبھی زندگی میں محسوس نہیں۔ زلت کے احساس اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں مسلسل رونے سے سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔ اس کو لگ رہا تھا اس کا دماغ پھٹ جائے گا۔۔۔ ایسل نے فوراً سے اپنا عبایا پہنا اور باہر کی طرف نکل گئی۔۔۔ جہاں گاڑی کا دروازہ کھولے ڈرائیور پہلے سے موجود تھا۔۔۔ ایسل نے نا سمجھی سے ڈرائیور کو دیکھا۔۔۔ اور گیٹ کھولنے کا کہا۔۔۔ بی بی جی آپ کو گھر چھوڑ کر آنے کی ڈیوٹی میری ہے۔۔۔ میں خود چلی جاؤ گی۔۔۔ نہیں بی بی جی جب تک آپ گاڑی میں نہیں بیٹھے گی دروازہ نہیں کھلے گا۔۔۔ صاحب کا حکم ہے۔۔۔ ایسل چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی کیونکہ جلد از جلد اسے یہاں سے نکلنا تھا۔۔۔ میر جو اپنے کمرے میں کھڑکی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس نے ایسل کے جاتے ہی کمرے کی ایک ایک چیز تھس تھس کر دی۔۔۔ ایسل کی آنسو بھری

آنکھیں اس کا روتا چہرہ میر کو تکلیف دے رہا تھا۔۔۔۔۔ ہر چیز تہس نہس کر کے بھی جب اس کو سکون نہ ملا تو وہ واشروم میں شاور چلا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔۔ ایسل کی دہائیاں اس کی سسکیاں اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔۔۔ شاہو کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔۔۔ محبت ہے تم سے مجھے بے تحاشا محبت ہے۔۔۔ مگر شاہ میر اپنا بدلہ کبھی بھی نہیں چھوڑتا۔۔۔۔۔ بے شک اس کے لیے محبت ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑے۔۔۔

سارے رستے ایسل کی آنکھوں سے آنسو گرتے رہے۔۔۔ شدید تکلیف کے زیر اثر ایسل کو رستہ گزرنے کا احساس تک نہ ہوا۔۔۔ ڈرائیور نے گھر سے کچھ فاصلے پر گاڑی روکی۔ مگر ایسل کو ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر ڈرائیور نے ایسل کو مخاطب کیا۔۔۔ آپ کا گھر

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 220
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a38822222222222222222)

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 221
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

-- مگر دل اس کو سامنے دیکھنے کا بھی مستمنی تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا وہ روئے یا ہنسے بس میرے سامنے۔۔۔ لیکن اب وہ ایسل کو خود سے دور کر چکا تھا۔۔۔ ایسل مر کر بھی کبھی اب اس پر یا کسی پر بھی بھروسہ نہ کر سکے گی۔۔۔ کیا یہ ہی چاہتا تھا میں۔۔۔ میر نے خود سے سوال کیا۔۔۔ نہیں میں اسے خود سے دور نہیں کر سکتا کبھی بھی نہیں۔۔۔ میر خیالوں کے بھنور میں اس قدر گہرا الجھا کہ اسے معلوم ہی نہ ہوا کب سگریٹ اس کے ہاتھوں کو جلانے لگی۔۔۔ اور اس نے جلن کے احساس سے ایک دم سگریٹ نیچے ہینکا۔۔۔ نہیں ایسل تم مجھ سے نفرت نہیں کر سکتی تمہیں میرے پاس ہی آنا ہوگا۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔ میر نے بالوں کو درست کیا۔۔۔ منہ پر چھینٹے مارے اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔ اسے زبان کی مہندی میں بھی شرکت کرنی تھی۔۔۔

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 223
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

بیگم پریشان سی کھڑی تھی۔۔۔ ایسل دروازہ کیوں بند کیا تھا۔۔۔ کب آئی کالج سے مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔۔ طبیعت ٹھیک ہے ایسل۔۔۔ آمنہ خاتون نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔ انہوں نے ایسل کا سرخ چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر اس کے ماتھے کو چھوا جو تپ رہا تھا۔۔۔ ایسل تمہیں بخار ہے لیو اندر جاکر میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔۔۔ ایسل چپ چاپ اندر جاکر لیٹ گئی۔۔۔ آمنہ خاتون نے ایسل کو کھانا کھلایا اور دودھ کے ساتھ دوائی دی اور ایسل چپ چاپ لیٹ گئی۔۔۔ آج رانیہ کی مہندی ہے اور تم بیمار ہو کر بیٹھ گئی ہو۔۔۔ ایسل کے دل میں رانیہ سے ملنے کا خیال آیا مگر اٹھنے کی ہمت نہ پا کر وہ پھر سے لیٹ گئی۔۔۔ اور شام میں ملنے کا ارادہ بناتی ہوئی آنکھیں موند گئی۔۔۔ اس کے دماغ میں میر سے ہوئی ملاقات گردش کرنے لگی۔۔۔ اور ایسل نے تسلیم کیا۔۔۔ غلطی صرف میر کی نہیں اس کی بھی ہے۔۔۔ بلکہ صرف اسکی ہے اس نے میر سے محبت کی تھی اس نے ہی میر کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔۔ اس نے ہی اپنے دل کو بے لگام کیا تھا۔۔۔ اس کے دل نے ہی اونچی اوڑان بھری تھی۔۔۔ میر نے فقط اسے حقیقت سے روشناس کرایا تھا۔۔۔ اس کے خوابوں کے شیش محل کو توڑا تھا۔۔۔ اور اسے زمین پر اسکی

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 225
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a3061756508)

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 226
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

آ رہا ہوں۔۔۔ بات اس کی بھی ٹھیک ہے۔۔۔ کیا کہا اس نے۔۔۔ وہ لوگ اٹرو رسوخ والے ہیں فل وقت ہم ان کو دبا۔ بھی لیں تو کیا گارنٹی ہے وہ ہمارا پیچھا چھوڑ دیں گے اور ہماری بیٹی کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔۔۔ اس لیے ہمیں ایسل کے لیے پہلے مناسب بندوبست کرنا ہوگا۔۔۔ تاکہ ہماری بیٹی کے سر پر کوئی خطرہ نہ رہے۔۔۔ میں تو آپ سے پہلے ہی کہتی تھی بیٹی ہے جتنی جلدی ہو سکے اس کے گھر کا کریں۔۔۔ آپ کو ہی شوق تھا ان کالجوں کے چکر میں پڑھنے کا اب اتنی جلدی اچھا رشتہ کہا سے ملے گا۔۔۔ فکر نہ کرو انہوں نے کہا ہے ان کی نظر میں ایک شریف لڑکا ہے ان ہی کے آفس میں کام کرتا ہے وہ اس سے بات کر کہ اعتماد میں لے کر جلد از جلد ایسل کو رخصت کرا دیں گے۔۔۔ ایسل کو بخیر و عافیت اس کے گھر کا کرنے کی ذمہ داری لی ہے۔۔۔ بہت اچھا انسان ہے۔۔۔ ہماری زرا سے نیکی ہمارے اتنے کام آئے گی کبھی نہ سوچا تھا ہم نے۔۔۔ شکر اللہ آمنہ خاتون بھی مطمئن ہوتی اٹھ گئی۔۔۔

ایسل نے منہ ہاتھ دھویا اور اٹھ کر کمرے سے باہر آئی۔۔۔ اب اس کی طبیعت کافی بہتر تھی وہ جلد از جلد رانیہ سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔ اماں نے ایسل کو باہر آتا دیکھ کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کیا۔ جو اب کافی کم تھا۔۔۔ ایسل چارپائی پر اپنے ابا کے پاس ہی بیٹھ گئی اور یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگی۔۔۔۔ اتنے میں زکیہ خاتون عجلت میں اندر داخل ہوئی۔۔۔

زکیہ جب بازار سے لوٹی تو گھر میں بے تحاشا سناٹا تھا۔۔۔ اس کے دل کو کسی انہونی کا احساس ہوا۔۔۔ مگر اس نے رانیہ کو آواز دی۔۔۔ کوئی جواب نہ پا کر زکیہ نے دونوں کمرے اور واشروم چھت حتی کہ پورا گھر چھان مارا مگر رانیہ ہوتی تو ملتی۔۔۔۔ زکیہ کو شدت سے

کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔۔۔ مگر دل کو تسلی دیتے ہوئے ایسل کے گھر چلی گئی کہ
شاید رانیہ وہاں ہو۔۔۔۔

ایسل کو چارپائی ہر اپنے ابا کے پاس بیٹھے دیکھ کر زکیہ وہی زمیں پر بیٹھتی چلی
گئی۔۔۔ آمنہ بیگم نے آگے بڑھ کر زکیہ کو سہارا دیا اور چارپائی تک لائی۔۔۔ ایسل جلدی
سے پانی کا گلاس لائی۔۔۔ کیا ہوا زکیہ آمنہ بیگم ہریشان ہوئی۔۔۔ مگر زکیہ ایسل کی طرف
متوجہ ہوئی۔۔۔ ایسل رانیہ کہاں ہے۔۔۔ ایسل کا رنگ فق ہوا۔۔۔ آنٹی میں تو کافی دنوں
سے رانیہ سے نہیں ملی۔۔۔ ایسل نے جواب دیا۔۔۔ جھوٹ بالکل جھوٹ رانیہ گھر پر
نہیں ہے۔۔۔ اور یہاں بھی نہیں ہے۔۔۔ ارے محلے میں کسی کی طرف گئی
ہوگی۔۔۔ زکیہ۔۔۔ تم بھی بلا وجہ پریشان ہو جاتی ہو۔۔۔ نہیں آپا۔۔۔ محلے میں نہیں

گئی۔۔۔ میرا منہ کالا کروا کہ چلی گئی ہے۔۔۔ زکیہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔۔۔ اور آمنہ بیگم نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ یا اللہ خیر ! کیسی بات کر رہی ہو زکیہ۔۔۔ صبح کہہ رہی ہو آپا۔۔۔ دیکھو ایسل مجھے سچ سچ بتا دو بیٹا میں ہاتھ جوڑتی ہو کہاں ہے میری بیٹی۔۔۔ کون ہے وہ لڑکا کہاں رہتا ہے مجھے بتاؤ وہ ایسل کے آگے ہاتھ جوڑے بیٹھی تھی۔۔۔ جبکہ ایسل کے اماں ابا ابھی تک شاک کی کیفیت میں بیٹھے تھے۔۔۔ نہیں آنٹی مجھے سچ میں نہیں پتا۔۔۔ ایسل وہ دھاڑی تھی۔۔۔ ان کی دھاڑ سے آمنہ بیگم ہوش میں واپس آئی تھی۔۔۔ بس زکیہ تمہاری بیٹی کے کروت خراب تھے تو میری بیٹی کو کیوں بچ لا رہی ہو۔۔۔ آپا بچ نہیں لا رہی یہ دونوں شامل تھی۔۔۔ کالج کے بہانے ماں باپ کی آنکھوں میں دھول جھونکنے میں۔۔۔ اتنے مہنگے کپڑے جوتے کہاں سے آرہے تھے کیوں کر رہی تھی میں اپنی بیٹی کی اچانک شادی کیوں نہیں گئی رانیہ اتنے دنوں سے کالج کیوں نہیں وہ ایسل سے ملنے آئی زکیہ کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہتے جارہے تھے۔۔۔ اور ایسل کا دل لرز رہا تھا کہ کہیں وہ کچھ میرے بارے میں ہی نہ بول دیں۔۔۔ مال سے کپڑے خریدنے کی حثیت نہیں ہے ہماری کیوں بھائی صاحب اور سیل پر لگے کپڑے کب سے

گھروں میں ڈیلیور ہونے لگے۔۔۔ آمنہ خاتون کا دھیان فوراً اس دن آئے کپڑوں کی طرف گیا۔۔۔ جو صرف 1500 میں انتہائی نفیس دو سوٹ تھے۔۔۔ اور تو اور آج صبح آپ نے کہا ایسل داخلہ کرانے گئی ہے تو میں آپ کو بتا دوں پیپروں سے 15 دن پہلے کونسے داخلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ زکیہ کی باتوں سے آمنہ خاتون کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔ اور ان کا ہاتھ اٹھا اور ایسل کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔۔۔۔۔ بتاؤ ایسل رانیہ کہا۔۔۔ ایسل کے ابا کی دھاڑ گونجی تھی۔۔۔ ایسل خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ کہاں گئی تھی آج تم بتاؤ۔۔۔ وہ اماں میں کالج گئی تھی۔۔۔ بکواس بند کرو ایسل آمنہ بیگم کا ہاتھ پھر سے اٹھا۔۔۔ جسے زکیہ نے روکا تھا۔۔۔۔۔ بیٹا تمہیں خدا کا واسطہ ہے مجھے بتا دو رانیہ کہاں ہے۔۔۔۔۔ میں پیر پکڑتی ہوں تمہارے۔۔۔ زکیہ خاتون ایسل کے قدموں میں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ ایسل اپنا موبائل لے کر آؤ۔۔۔ ایسل کے ابا نے کہا۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے زکیہ کو چارپائی پر بٹھایا۔۔۔۔۔ گھر سے اٹھنے والی آوازوں کے باعث محلے کے لوگ دروازے میں جمع ہو گئے۔۔۔۔۔ لوگوں میں دلہن کے بھاگ جانے کی چہ لگوئیاں شروع ہو گئی۔۔۔۔۔ ایسل نے اپنا موبائل لا کر اپنے ابا کے ہاتھ میں رکھا۔۔۔۔۔ نمبر ملاؤ رانیہ کا۔۔۔۔۔ ایسل نے رانیہ کا

نمبر ملایا جو سوچ آف تھا۔۔ اس لڑکے کا کوئی رابطہ نمبر یا ایڈریس ایسل کے ابا نے غصے سے ہو چھا۔۔۔ نہیں ابا قسم سے مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ ایسل جس بری طرح تم نے ہمارا اعتبار توڑا ہے۔۔ اب تم۔ جلتے انگاروں پر بھی چل۔ کر کہو کہ تم۔ سچی ہو تو بھی ہم اعتبار نہ کریں۔۔۔ تم۔ نے میرا مان میرا غرور توڑ دیا۔۔۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔۔۔ ایسل روتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔۔۔ ابھی کئی طوفان آنے باقی تھے۔۔۔

زکیہ دروازے سے باہر نکلی تو لوگوں کی باتیں کانوں میں پڑی۔۔۔ ارے رہتی بھی تو اکیلی تھی نہ کوئی آگے نہ پیچھے جانے کیسا کردار تھا۔۔۔ اور آمنہ کی بیٹی بھی کہتے ساتھ شامل تھی۔۔۔ ارے کیون نہ ہوتی ساتھ آتی جاتی تھی۔۔۔ اس کا بھی چکر ہوگا کوئی نہ کوئی۔۔۔ ماں کونسا سارا دن گھر ہوتی تھی۔۔۔ نہ جانے نوکری کے بہانے کہاں جاتی

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 233
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 234
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

جانے کیا تربیت ہے ان کے ماں باپ کی۔۔۔ بی جان بڑ بڑا ہی رہی تھی جبکہ نکاح کی بات پر بیگ رانیہ کے ہاتھ سے گرا۔۔۔ کک۔۔۔ کس کا نکاح ہے ادھر۔۔۔ رانیہ کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ نکلے۔۔۔ جبکہ بات بگڑتی دیکھ کر زیان سیرھویوں سے نیچے اترا۔۔۔ ارے لڑکی زیان کا نکاح اور کس کا۔۔۔ رانیہ۔۔۔ زیان نے رانیہ کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔۔۔ رانیہ نے زیان کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔ اس کا دماغ تو زیان کے نکاح والی بات پر اٹک کر رہ گیا۔۔۔ تم نکاح کیسے کر سکتے ہو۔۔۔ رانیہ زیان کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔ واپسی کی سب کشتیاں تو وہ جلا آئی تھی اب یہاں سے جاتی تو کہاں جاتی اس کے دماغ میں یہی سب چل رہا تھا۔۔۔ دھوکے باز۔۔۔ رانیہ نے زیان کا گرمیہ پکڑا۔۔۔ اے لڑکی کون ہو تم چھوڑو اسے۔۔۔ رانیہ حالات کو سمجھ رہی تھی اور اب اسے کسی بھی صورت یہاں قدم جمانے تھے۔۔۔ میں کون ہوں یہ آپ اس سے پوچھیں۔۔۔ رانیہ نے زیان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ رانیہ چلو یہاں سے۔۔۔ یوں رانیہ اچانک آجائے گی وہ بھی گھر والوں کے سامنے اس بات کا اندازہ زیان کو بولکل نہیں تھا۔۔۔ کہاں جاؤ اور کیوں جاؤ۔۔۔ رانیہ بی جان کے روبرو ہوئی۔۔۔ یہ جو شخص ہے نہ محبت کے وعدے مجھ سے کیے۔۔۔ وقت

میرے ساتھ گزرا اور چلا ہے کسی اور کے ساتھ نکاح کرنے۔۔۔ کیا آپ لوگوں کے ہاں
 بہن بیٹیاں نہیں ہیں۔۔۔ میں آج اپنا گھر بار چھوڑ کر اس مقام پر کھڑی ہوں نہ یہ اس
 کی وجہ سے ہے۔۔۔ رانیہ بی جان کے قدموں میں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ جبکہ زیان صورتحال
 کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں بنا کھڑا تھا۔۔۔ زیان کی ماں صوفے پر گرنے کے سے انداز
 میں بیٹھی۔۔۔ بی جان کا دماغ وقت گزارنے پر اٹکا رہ گیا۔۔۔ لوہا گرم دیکھ کر رانیہ نے
 آخری وار کیا۔۔۔ آپ تو چوہدرائیں ہے نہ گاؤں کے لوگ آپ کے پاس فیصلے کے لیے
 آتے ہیں۔۔۔ آج آپ میرا فیصلہ کرے۔۔۔ کیا میری یہ غلطی تھی میں نے اس شخص
 ہر اعتبار کیا۔۔۔ اور اندھا اعتبار کیا۔۔۔ یہاں تک کہ اپنا گھر بار بھی چھوڑ آئی۔۔۔ بکواس بند
 کرو رانیہ زیان دھاڑا تھا۔۔۔ اور آگے بڑھ کر رانیہ کو کو بی جان سے دور کرنا چاہا
 تھا۔۔۔ ہٹ جاؤ لڑکے۔۔۔ اس سے پہلے ہی بی جان دھاڑی تھی۔۔۔ ان کے اندر کی
 چوہدرائیں بیدار ہو چکی تھی۔۔۔ بی جان یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔ زیان نے سچا ہونا
 چاہا۔۔۔ ٹھیک ہے اگر میں جھوٹی ہوئی تو مجھے یہیں زندہ دفن کر دیجئے گا۔۔۔ اور اگر میں
 سچ ہوئی تو فیصلہ وہ کیجئے گا جو اپنی بہن بیٹی کے کیے کرتی اگر وہ میری جگہ

ہوتی۔۔۔۔۔ یہ لڑکی زیان کی سوچ سے زیادہ تیز تھی زیان نے اعتراف کیا۔۔۔۔۔ تو کیا ثبوت ہے لڑکی کہ جو تم بول رہی ہو وہ سچ ہے۔۔۔۔۔ رانیہ نے اپنا موبائل نکالا اور اپنی اور زیان کی لی گئی تصویریں بی جان کے سامنے کی۔۔۔۔۔ جن کو دیکھ کر بی جان کا ادھا ادھورا ہی سہی مگر رانیہ پر یقین آگیا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ گھر کے باقی افراد یہ تماشا دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ بی جان اس لڑکی نے جعلی تصاویر بنائی ہیں۔۔۔۔۔ تو زیان ملک یہ بتا دو میں پھر اس وقت تمہارے گھر کیسے کھڑی ہو۔۔۔۔۔ اور تو اور اب اس سے بھی مکر جانا۔۔۔۔۔ رانیہ نے واٹس ایپ پر زیان کے بھیجے گئے واٹس پیغامات چلائے۔۔۔۔۔ زیان کے ماتھے ہر پسینے کی ننھی بوندیں چمکنے لگی۔۔۔۔۔ بی جان سب بکو اس ہے یہ۔۔۔۔۔ اس لڑکی کی چال ہے خوب جانتا ہو۔۔۔۔۔ تم جیسی لڑکیوں کو۔۔۔۔۔ دو چار باتیں کیا کر لی تم سے۔۔۔۔۔ پوری فلم بنالی ہے تم نے۔۔۔۔۔ زیان اور رانیہ ایک دوسرے کو جواب دینے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ بس کرو تم دونوں۔۔۔۔۔ بی جان بولی۔۔۔۔۔ شازیہ (زیان کی اماں) (قرآن لے کر اؤ۔۔۔۔۔ تم دونوں باری باری قرآن پر ہاتھ رکھ کر اپنی گواہی دو۔۔۔۔۔ اب کی بار دونوں کا دل لرزتا تھا۔۔۔۔۔ زرا سی بات ہر اتنی مقدس کتاب کو بیچ لانا اور گواہی دینا۔۔۔۔۔ مگر رانیہ قدرے مطمئن تھی۔۔۔۔۔ جو بھی

تھا وہ جھوٹ نہیں بول رہی تھی۔۔۔ اور گھر چھوڑ کر یہاں آئی تھی۔۔۔ اس شخص کی محبت میں اب یہاں سے جو ٹھکرائی جاتی تو معاشرہ مار دیتا اسے۔۔۔ اسے ہر ممکن کوشش کرنی تھی یہاں خود کو ثابت کرنے کی۔۔۔ شازیہ بیگم وضو کر کے قرآن شریف اٹھا لائی۔۔۔ اور زیان کے آگے کیا۔۔۔ زیان کو دل کانپا۔۔۔ بی جان کیا آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے۔۔۔ بالکل یقین ہے۔۔۔ اس لڑکی کی جان میں ابھی اپنے ہاتھوں سے لوں گی اگر جو یہ جھوٹی ہوئی۔۔۔ زیان نے اہنا ہاتھ نہ بڑھایا۔۔۔ کیا ہوا زیان بی جان چلتی ہوئی زیان کے قریب آئی۔۔۔ زیان کو تذبذب کا شکار دیکھ کر وہ سمجھ تو گئی تھی مگر زیان سے سننے کی منتظر تھی۔۔۔ نہیں بی جان میں یہ نہیں کر سکتا زیان دو قدم پیچھے ہٹا۔۔۔ بی جان آگے بڑھی۔۔۔ اور ایک تھپڑ زیان کے منہ پر لگایا۔۔۔ ہال میں موجود تمام لوگوں کو سانپ سونگھ گیا۔۔۔ میری تربیت کو غلط ثابت کرنے کے لیے۔۔۔ ابھی اگلے تھپڑ کا اثر زائل نہ ہوا تھا کی زیان کے دوسرے گال پر بھی تھپڑ پڑا۔۔۔ عورت ذات کی عزت کو مزاق سمجھنے کے لیے۔۔۔ زیان نے قرآلود نظروں سے رانیہ کو دیکھا جیسے سارے فساد کی جڑ وہ ہو۔۔۔۔۔ اتنے میں بی جان رانیہ کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔ اور بی جان کا ہاتھ پھر سے

اٹھا۔۔۔ اور رانیہ کو لگا۔ اس کے کان سے بھی دھواں نکل رہا ہے۔۔۔۔۔ رانیہ کا ہونٹ
پھٹ گیا۔۔۔ اور رانیہ صوفے کی پاس گری۔۔۔ یہ تم جیسی لڑکیوں کے لیے۔۔۔ جو ان جیسے
لڑکوں کے پیچھے۔ گھر والوں کی عزت برباد کر آتی ہیں اور ان کو تا عمر جیتے جی مار آتی ہیں
۔۔۔۔۔ گھر کے سب افراد سکتے میں تھے ۔ مگر رانیہ کو پڑے تمہارے کہیں نہ کہیں زیان
کے دل کو ٹھنڈ پڑی تھی۔۔۔۔۔ زیان کو لگ یا تھا۔۔۔ اب بی جان رانیہ کو یہاں سے چلتا
کرے گی۔۔۔ زیان نے چور نظروں سے رانیہ کو دیکھا۔۔۔ جس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے
تھے۔۔۔ اور ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا ہو وہ ابھی بھی صوفے کے پاس ہی زمیں پر بیٹھی
تھی۔۔۔۔۔ شازیہ زیان کے ابا کو فون کرو اتے ہوئے مولوی اور گواہوں کا بندوبست کرتے
ہوئے آئیں۔۔۔۔۔ ان کا نکاح آج ہی ہوگا۔۔۔ اور اس لڑکی کو بھی میری نظروں سے دور
کردو اور اپنے بیٹے کو بھی۔۔۔۔۔ زیان کو لگا اس کے کانوں نے غلط سنا مگر بی جان اپنا
فیصلہ سنا کر جا چکی تھی۔۔۔۔۔ زیان غصے سے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔ زیان کی ماں
رانیہ کو لے کر اندر چلی گئی۔۔۔ جبکہ اسرا کی ماں وہی بیٹھ گئی۔۔۔ اب میری بیٹی کا کیا
ہوگا۔۔۔۔۔ یہ سوچ ہی ان کو پریشان کیے دے رہی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کی ان کی

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 240
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/923061756508)

پولیس میں رپورٹ کر سکیں۔۔۔ محلے والے باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ ارے ان کی بیٹی بھی ساتھ ہی جاتی تھی توبہ توبہ۔۔۔ ناجانے پڑھنے کے بہانے کیا کیا گل کھلا۔ لیے ہیں۔۔۔ ایک خاتون کے الفاظ جب میاں بیوی کے کان میں پڑے تو ان کا دل کا چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائیں۔۔۔ زلت کے شدید احساس نے ان کی نظریں جھکا دی۔۔۔۔

وہ گھر میں داخل ہوئے تو کمرے میں زکیہ کو بے ہوش پایا اس کے ناک سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔ ایسل کے ابا نے فوراً ایمبولینس کو کال کی۔۔۔ اور ہسپتال روانہ ہوئے۔۔۔۔۔

ایسل کمرے میں بیٹھی رونے میں مصروف تھی۔۔۔ اس نے اپنی چھوٹی سے بیوقوفی سے بڑا خسارہ پایا تھا۔۔۔۔ محبت کے ہاتھوں تو زلیل ہوئی ہی تھی۔۔۔ ماں باپ کے سامنے بھی نظر اٹھانے کے قابل نہ رہی تھی۔۔۔۔ اس کے کردار کی کمزوری اسے کس مقام پر لے آئی تھی۔۔۔۔ اسے اچانک رانیہ کا خیال آیا۔۔۔ مگر اس کا فون ابا کے پاس تھا۔۔۔ وہ چاہ کر بھی رانیہ سے رابطے کی کوشش نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ آنسو اس کی آنکھوں سے بہتے چلے

جار ہے تھے۔۔۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔ ایسل نے جاکر دروازہ کھولا تو سامنے آمنہ خاتون کھڑی تھی۔۔۔ انہوں نے ایسل کو دیکھ کر نخوت سے منہ پھیر لیا۔۔۔ ایسل کا دل کڑچی کڑچی ہوا۔۔۔ جلدی سے چادر لو اور چلو میرے ساتھ۔۔۔ پر کہاں اماں۔۔۔ ہسپتال زکیہ کی حالت نہیں ٹھیک تمہارے ابا ادھر ہیں میں تمہیں لینے آئی ہو۔۔۔ کیا ہوا خالہ کو ایسل نے فوراً پوچھا۔۔۔ دماغ کی نس پھٹ گئی ہے حالت خطرے میں ہے۔۔۔ ایسل نے بے اختیار منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ تم لوگوں کا ہی کیا دھرا ہے یہ۔۔۔ تم لوگوں پر اندھے اعتماد نے یہ دن دکھایا ہے۔۔۔ مجھے تو اب تم پی اتنا یقین نہیں کہ تمہیں اکیلے گھر چھوڑ کر میں اس بیمار کے پاس بیٹھ جاؤ۔۔۔ اماں کے الفاظ نے ایسل کی روح تک کو زخمی کیا۔۔۔ اماں میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا رانیہ کیا کر رہی ہے۔۔۔ بس کر دے ایسل خدا کا واسطہ ہے۔۔۔ تو اس کی ملاقاتوں میں شامل تھی تو کیسے مان لو۔۔۔ بھاگنے میں نہ ہوگی۔۔۔ ایک بار زکیہ کو ٹھیک ہونے دے مجھے زرا بھی لگ گیا نہ پتا تو شامل تھی تو تیرا گلا تو میں اپنے ہاتھوں سے دباؤ گی ایسل۔۔۔ ویسے بھی۔۔۔ تجھے بھی جلد ہی چلتا کرو گی۔۔۔ کیا بھروسہ تو نے کون کون سے گل کھلا

لیے ہیں۔۔۔ تم دونوں کی وجہ سے وہ بد نصیب ہسپتال پڑی ہے اور تیرا باپ منہ چھپاتا
 پھر رہا ہے۔۔۔ حالانکہ ابھی تک تو اس گھر میں موجود ہے۔۔۔۔۔ نہ جانے ابھی کون کون
 سے دکھ دیکھنے ہیں ہم نے۔۔۔۔۔ کس کس کو تیرے کردار کی صفائیاں دینی ہیں۔۔۔۔۔ کس
 غریب کے ہاتھ پیر پکڑ کے تجھے رخصت کرنا ہے۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم منہ پر پلو رکھ کر رونے
 لگی۔۔۔۔۔ کاش پیدا ہی نہ ہوتی تو ایسل۔۔۔۔۔ اماں میں نے کچھ نہیں کیا اماں۔۔۔۔۔ ایسل
 روتے ہوئے آمنہ بیگم کی طرف لپکی۔۔۔۔۔ مگر آمنہ بیگم پہلے ہی اٹھ گئی وہاں سے
 ۔۔۔۔۔ ایسل نے چادر لی اور اپنی اماں کے پیچھے چل دی

میر بار بار زیان کا نمبر ڈائل کر رہا تھا مگر سوچ آف تھا۔۔۔۔۔ شازیہ نے رانیہ کو کمرہ دکھایا اور
 ایک حقارت آمیز نظر ڈالتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔ جبکہ رانیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے

لگے۔۔۔ شازیہ کمرے سے باہر نکلی تو زیان تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ وہی رک جاؤ
زیان۔۔۔ اگر تم سوچ رہے ہو۔۔۔ اس گھر سے چلے جاؤ گے یا مزید اپنی مرضی کر لو گے تو
قدم باہر نکالنے سے پہلے یاد رکھنا۔۔۔ میرے آخری دیدار سے بھی محروم رہ جاؤ

گے۔۔۔۔۔ ماں۔۔۔۔۔ زیان بے بس ہوا۔۔۔۔۔ بس جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔۔۔ تم سے ایسی امید
نہیں تھی مجھے۔۔۔۔۔ ایک بیٹا کھو چکی تھی جو پردیس کا ہو کر طرہ گیا تھا اب دوسرے کو گھر
سے جاتے نہ دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسرا کی اماں ہنوز صوفے پر بیٹھی

تھی۔۔۔۔۔ بھابھی اٹھیں اندر کمرے میں چلیں۔۔۔۔۔ شازیہ میری بچی۔۔۔۔۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔۔۔ شازیہ نے ڈرائیور کو آواز دے کر اسرا کو پارلر سے حویلی لے کر جانے کا کہا۔۔۔۔۔ اور باقی گاڑیاں تیار کرنے کا کہا۔۔۔۔۔ اتنے میں زیان کے ابا مولوی اور گواہوں کے ساتھ آئے اور استفہامیہ نظروں سے زیان کی اماں کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔ انہوں نے بی جان کے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔ مولوی اور گواہوں کو ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا۔۔۔۔۔

میر جب زیان کے گھر داخل ہوا تو دو گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔۔۔ زیان گھر داخل ہوا تو کوئی خاص ہلاکلا نہ تھا۔۔۔۔۔ میر ملازم سے زیان کا کمرہ ہو چھ کر اندر چلا آیا۔۔۔۔۔ کیونکہ اسے باہر گھر کا کوئی فرد نظر نہ آیا تھا۔۔۔۔۔ میر جیسے ہی اندر داخل ہوا تو زیان۔۔۔۔۔ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ کیا ہوا زیان۔۔۔۔۔ میر زیان کی سرخ آنکھیں ستا ہوا چہرہ دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔ میر کی حالت بھی کم و بیش ایسی ہی تھی مگر وہ اپنی بات اپنے تک رکھنے کا عادی تھا۔۔۔۔۔ یار تو تو ایسے مجنوں بنا بیٹھا ہے جیسے تیری رخصتی ہو رہی ہے تجھے تو اسرا پسند لے نہ۔۔۔۔۔ زیان خاموشی سے میر کے گلے لگ گیا۔۔۔۔۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔۔۔ میر پریشان ہوا۔۔۔۔۔ زیان بتا تو کیا ہوا۔۔۔۔۔ یار سب غلط ہو گیا۔۔۔۔۔ میری وقت گزاریاں میرے ہی آگے آگئی۔۔۔۔۔ پھر دھیرے دھیرے زیان نے ساری بات میر کو بتا دی۔۔۔۔۔ جیسے جیسے زیان بتا رہا تھا۔۔۔۔۔ میر کے چہرے کے تاثرات سخت ہوتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔ بہت خوب تو ایک لڑکی سے شکست کھا کر بیٹھا ہے زیان ملک۔۔۔۔۔ تف ہے تیری مردانگی پر۔۔۔۔۔ لعنت لے تیری محبت پر۔۔۔۔۔ میر اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ بلکہ محبت وہ تجھے تھی کب۔۔۔۔۔ محبت ہوتی تو تیری نظریں کبھی بھی نہ بھٹکتی۔۔۔۔۔ تو نے تو محبت کو

مزاق سمجھ رکھاتھا۔۔۔ بس جیسے زیان ملک چاہے گا ویسے ہوگا ہے نہ۔۔۔ دیکھ لے زیان ملک اس کو کہتے ہیں تقدیر۔۔۔ اتنے میں دروازے ہر دستک ہوئی۔۔۔ اور ملازم اندر آیا۔۔۔ چھوٹے ملک نکاح کی تیاری مکمل ہے بی جان بلا رہی ہیں آجائیں۔۔۔۔۔ شاہو میں یہ نکاح نہیں کروگا۔۔۔ میں اسرا کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروگا۔۔۔ زیان بات سن فلحال شادی کر بعد میں اسرا کو اعتماد میں لے لینا۔۔۔ وہ تو ویسے بھی تجھ پہ اندھا اعتماد کرتی ہے۔۔۔۔۔ اور اسرا سے بھی نکاح کر لینا۔۔۔۔۔ اس لڑکی کا کیا کرنا یے دیکھی جائے گی بعد میں۔۔۔۔۔ چل ہاتھ منہ دھو۔۔۔۔۔ زیان کو میر کی بات کچھ ٹھیک لگی۔۔۔۔۔ اور وہ فریش ہونے واشروم چلا گیا۔۔۔

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 247
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

کس سمت لے کر جاتی --- کون کون سے امتحان ابھی باقی تھے --- وہ ماں جس نے
 اسے ہر سرد و گرم سے بچا کر رکھا --- آج اس کے آنچل سے نکلی تو ٹھوکروں پہ آن
 گری --- جس شخص کے لیے نکلی وہ تو شاید اس کا تھا ہی نہیں --- رانیہ کو اپنی ماں
 شدت سے یاد آئی اور اس کی ہچکی بندھ گئی --- گاڑی میں موجود نفوس نے اس سے
 پوچھنا تو دور توجہ دینا بھی ضروری نہ سمجھا --- رانیہ کے مسلسل رونے پہ شازیہ خاتون
 بولی --- بس کردو بی بی ان ٹسوؤں کا ہم پہ کوئی اثر نہیں جو تم چاہتی تھی کر تو لیا اب
 کس بات کے آنسو بہا رہی ہو --- ان کے نفرت بھرے لہجے نے رانیہ کو سہما دیا - جو
 لوگ گاڑی میں اس کا وجود برداشت نہیں کر رہے تھے --- گھر میں ناجانے کیسے
 کرتے ---

اسرا کی ماں نے ڈرائیور کے ساتھ اسرا کو پارلر سے لیا اور حویلی کی راہ لی۔۔۔ اسرا جو خوشی سے چمک رہی تھی۔۔۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔۔ سادہ پیلے رنگ کے لباس میں گجرے پہنے۔۔۔ ہاتھوں میں بھر بھر کے زیان کے نام کی مہندی لگوائے۔۔۔ لائٹ میک اپ کیے وہ جو زیان کے آنے کی منتظر تھی اپنی ماں کو دیکھ کر حیران ہوئی۔۔۔ اور پھر جب گاڑی گاؤں جانے والے راستوں پر روانہ ہوئی تو اسرا کا دل بیتاب ہوا۔۔۔ اسکی چھٹی حس نے اسے کچھ غلط ہونے کا احساس دلایا۔۔۔ مگر وہ ہم سمجھ کر ٹال گئی۔۔۔ اماں کیا ہم حویلی جا رہے ہیں۔۔۔ اسرا خاموش رہو۔۔۔ اسرا کی ماں نے مجبوراً اسرا کو ڈپٹا۔۔۔ ہو سکتا ہے زیان نے ہمارے لیے کوئی سرپرائز پلین کیا ہو۔۔۔ اسرا نے دل میں سوچا اور مطمئن ہو کر اپنی مہندی دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 250
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/923061756508)

بعد باقی گاڑیاں حویلی میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔ گھر کے افراد کو دیکھ کر اسرا کو حوصلہ ہوا مگر سب کے سنجیدہ چہرے دیکھ کر وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔ حیرت کا جھٹکا اسے اس وقت لگا جب گھر کی خواتین کے ساتھ سرخ دوپٹہ اوڑھے ایک لڑکی اندر داخل ہوئی۔۔۔ اسرا کی اماں بھی شور سن کر باہر نکل آئی۔۔۔ اسرا کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔ کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہوا۔۔۔ بی جان آکر تخت ہر بیٹھ گئی جبکہ باقی افراد صوفوں پر۔۔۔ بی جان یہ کون ہے اسرا بی جان کی طرف بڑھی۔۔۔ بی جان زہنی طور پر پہلے سے تیار تھی۔۔۔۔۔ زیان کی بیوی ہے یہ۔۔۔۔۔ بی جان کے الفاظ تھے یا کوئی بم جو اسرا پر گرا۔۔۔ کک کیا مطلب۔۔۔ کیا کہا آپ نے۔۔۔۔۔ میں نے وہی کہا جو تم نے سنا۔۔۔۔۔ اسرا جھک کر بی جان کے گھٹنوں کے پاس بیٹھی۔۔۔۔۔ بی جان اگر آپ مزاق کر رہی ہیں تو پلیز مت کریں۔۔۔۔۔ میرا دل بند ہو جائے گا اسرا کی آنکھوں سے آنسو گرے۔۔۔۔۔ جبکہ مرد حضرات وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔۔۔۔۔ بی جان نے اسرا کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ اسرا وہاں سے کھڑی ہوئی۔۔۔ نہی بالکل ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ اسرا نے میز پر پڑا گلدان اٹھا کر مارا۔۔۔۔۔ کیسے کر سکتی ہیں آپ یہ زیان کی منگ تو میں تھی نہ بچپن سے میں۔۔۔۔۔ تو یہ

کہاں سے آئی کیسے بنی اس کی بیوی۔۔۔ بی جان نے اسرا کی ماں کو اسے اندر لے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ رانیہ جو ایک طرف کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسرا کے رد عمل ہر سہم گئی۔۔۔۔۔ اسرا کی ماں نے آگے بڑھ کر اسرا کو تھامنا چاہا مگر وہ کسی طور قابو نہ آئی۔۔۔ ایک کے بعد ایک اس نے لاؤنج میں موجود جو چیز ہاتھ لگی۔ پھینک دی۔۔۔۔۔ بہت مان لی آپ۔ کی باتیں۔۔۔۔۔ آپ کا جو دل کرتا ہے آپ وہ کریں گی۔۔۔ ساری زندگی ہمیں دنیا سے دور رکھا۔۔۔ ہر جائز حق سے بھی محروم رکھا۔۔۔ ان حویلی کی دیواروں میں قید رکھا۔۔۔ ایک نام کا ورد کرایا اور اب اس نام کو کسی اور کے ساتھ جوڑ دیا۔۔۔۔۔ اسرا بی جان کے روبرو آئی۔۔۔۔۔ اتنے میں زبان حویلی میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ جائجا بکھری چیزیں۔۔۔۔۔ اور کانچ دیکھ کر اسے دھچکا لگا۔۔۔۔۔ اسرا کی حالت دیکھ کر اس کے ماتھے ہر پسینے کے قطرے چمکے اسرا سے اس قدر شدید رد عمل کی توقع نہ تھی اسے۔۔۔ مگر جو بھی تھا وہ بھی برابر کا گنہگار تھا۔۔۔۔۔ وہ آگے بڑھا تو اسرا اس کی طرف لپکی۔۔۔۔۔ اس کے سر کا دوپٹہ کب سے ڈھلک چکا تھا چوڑیاں ٹوٹ چکی تھی۔۔۔ آنکھوں کا کاجل رو کر پھیل گیا تھا۔۔۔۔۔ زبان آپ بتاؤ یہ سب جھوٹ ہے نہ مزاق کر رہی ہیں نہ وہ لڑکی آپ کی بیوی

نہیں ہے نہ۔۔۔۔۔ اسرا زیان کو تھامے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ آپ میرے ہو نہ۔۔۔۔۔ میں بنو گی
 نہ اپ کی بیوی بولو۔۔۔ اسرا چلائی۔۔۔۔۔ زیان کو جھکا سر دیکھ کر اسرا رانیہ کی طرف لپکی پے
 درپے اس کے منہ پر کئی تھپڑ جڑ دیا۔۔۔۔۔ تمہیں جان سے مار دو گی میں۔۔۔۔۔ تم ہو اس
 سب فساد کی جڑ۔۔۔۔۔ رانیہ جو اس حملے کے لیے تیار نہ تھی۔۔۔۔۔ نیچے گرمی اور قریب پڑے
 ٹیبل کا کونا اس کے سر پر لگا۔۔۔۔۔ زیان نے فوراً آگے بڑھ کر اسرا کو تھاما۔۔۔۔۔ اور وہ
 زیان کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ آپ آپ جھوٹے ہیں۔۔۔۔۔ آپ نے دھوکا
 دیا ہمیں۔۔۔۔۔ اسرا کے باقی الفاظ منہ میں ہی تھے جب اسرا زیان کی باہوں میں جھول
 گئی۔۔۔۔۔ زیان کی سانس اٹکی۔۔۔۔۔ جب کہ باقی افراد بھی اسرا کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔ زیان
 نے اسرا کو باہوں میں اٹھایا۔۔۔۔۔ اسرا کی ماں نے اسرا کو دوپٹہ اوڑھایا وہ اسے لیے
 ہسپتال کی طرف نکل گئے۔۔۔۔۔

رانیہ کو اٹھانا یا پوچھنا تو دور کی بات اس کی طرف دیکھنا بھی کسی نے گوارا نہ کیا۔۔۔۔۔ اور
 اس کا مجازی خدا اس کی محبت اس کا شوہر جس کے لیے اس نے اپنی ماں کو دھوکا
 دیا۔۔۔۔۔ خدا کی حدود کو پھلانگ دیا۔۔۔۔۔ وہ کسی اور کو باہوں میں بھرے اس کے سامنے

باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔ آج تک اس کی ماں نے کبھی اس کی آنکھ میں آنسو تک نہ آنے دیا تھا۔۔۔ کبھی اونچی آواز میں مخاطب تک نہ کیا تھا۔۔۔ اپنی ماں کا دل دکھا کر آئی تھی۔۔۔ تو اجنبیوں کی ٹھوکروں پر آگئی تھی۔۔۔۔

ہاجرہ۔۔۔ بی جان نے ملازمہ کو آواز دی۔۔۔ اس لڑکی کو زیان کے کمرے میں لے جاؤ۔۔۔ اور ہاں سنو۔۔۔ ہاجرہ نے رانیہ کو زمیں سے اٹھایا۔۔۔ ماتھے پر خون جم چکا تھا۔۔۔ وہ بی جان کی طرف پلٹی۔۔۔۔۔ بی جان کو ایک لمحے کو اس پر ترس آیا۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے دل مضبوط کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ میری بچی کی حالت دیکھ رہی ہو نہ تمہاری وجہ سے ہوئی ہے۔۔۔ بہت زیادہ دنوں کی مہمان نہیں ہو تم یہاں۔۔۔ ایک فیصلہ میں نے تمہارے کہنے پر کیا تھا۔۔۔ اور تم یہاں کھڑی ہو زیان کی بیوی بن کر اگلا فیصلہ سب کو بٹھا کر کروں گی زیان کی دادی بن کر۔۔۔ تیار رہنا۔۔۔۔۔ ہاجرہ آکر مجھے نمبر ملا کر دے بچی کی خیریت ہو چھو۔۔۔۔۔ ہاجرہ نے رانیہ کو کمرے میں چھوڑا۔۔۔۔۔ اور بی جان کو نمبر ملا کر دیا۔۔۔۔۔ ہاجرہ کو اس لڑکی پر بے تحاشا ترس آ رہا تھا۔۔۔ اسنے پلیٹ میں کچھ کھانا دودھ اور دوائی رکھی اور زیان کے کمرے کی طرف چل پڑی۔۔۔۔۔ رانیہ کو وہ جہاں چھوڑ کر گئی تھی

رانیہ وہی کھڑی تھی۔۔۔۔۔ بی بی جی بیٹھ جائیں اور یہ کچھ کھالیں۔۔ آرام ائے گا ہاجرہ نے
رانیہ کو بیڈ پر بٹھایا اور ٹرے اس کے آگے رکھ دی۔۔۔ اور خود کمرے سے باہر آگئی۔۔۔۔۔

زیان ہسپتال کے کوریڈور میں ٹھل رہا تھا۔۔۔ پچھلے ایک گھنٹے سے ٹھل ٹھل کر اس کی
ٹانگیں شل ہو چکی تھی۔۔۔ اسرا ایمر جنسی میں تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد ڈاکٹر باہر
آیا۔۔۔ اسرا کا بی پی خطرناک حد تک لو ہو گیا تھا۔۔۔ بروقت ٹریسمنٹ سے اس کی جان کو
تو کوئی خطرہ نہ تھا۔۔۔ مگر صبح تک اسے انڈر آبرویشن رکھا جانا تھا۔۔۔ زیان نے چچا اور
چچی کو گھر بھیج دیا تھا۔۔۔۔۔ جانے سے پہلے اسرا کے ابا نے زیان کو بلایا۔۔۔ دیکھو
بیٹا۔۔۔ اسرا میری بیٹی ہے۔۔۔ مگر تم بھی میرے بیٹے یو۔۔۔ بی جان نے اس وقت
فیصلہ کیا جو حالات کا تقاضا تھا۔۔۔ غلطی تمہاری بھی تھی۔۔۔ ہم نے کبھی بھی تمہیں

دوسروں کی عزتوں سے کھیلنا تو نہ سکھایا تھا۔۔۔ مرد کو یہ زیب نہیں دیتا زبان دے
 وعدے کرے اور مکر جائے۔۔۔ زیان کی نظریں جھکی تھی۔۔۔ تم اس لڑکی کو نکاح کر کے
 حویلی لے آتے نہ کوئی شخص اعتراض نہ کرتا۔۔۔ مگر اس کو فریب میں رکھ کر چھوڑنے سے
 بہتر تھا یہ۔۔۔ بے شک اسرا تمھاری بچپن کی منگ ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے تمھیں پسند بھی
 ہو۔۔۔ مگر محبت نہیں ہے تمھیں اس سے ہوتی تو تمھاری نظر کبھی نہ بھٹکتی تمھارے چچا
 کو تھی محبت وہ اس ایک محبت پہ اس قدر ثابت قدم رہے کہ واپس بھی نہ
 پلٹے۔۔۔ محبت دل لگی ہو جانا فطری عمل ہے۔۔۔ ہاں مگر صحیح یا غلط انسان سے ہونا
 تقدیر کے ہاتھ میں ہے صحیح انسان محبت کو امر کر دیتا ہے جبکہ غلط انسان
 رسوا۔۔۔ عورت ذات تو ویسے ہی کمزور ہے۔۔۔ نازک ہے جزیروں سے گندھی ہوئی روح ہے
 اسے فقط محبت کے چند الفاظ ہی کافی ہیں زیر کرنے کے لیے وہ جان بھی وار دیتی ہے
 اس سے جس کو وہ محبوب جان لے گھر بار چھوڑنا تو چھوٹی بات ہے۔۔۔ فرق صرف اس
 بات سے پڑتا ہی اسے محبت اور خلوص دینے والا عزت کا رکھوالا مرد ہے یا حوس کا بچاری
 درندہ۔۔۔۔۔۔ کیونکہ مرد بساتا ہے جبکہ۔۔۔ درندہ پھنساتا ہے کھیلتا ہے اور چلا جاتا

ہے۔۔۔۔۔ جو ہوچکا سو ہوچکا اب حالات کے حساب سے بہتر فیصلہ کرنا نہ کہ زد، انا اور غصے کی بھینٹ چڑھ کر سب گنوا لینا۔۔۔۔۔ امید کرو گا تم میری باتوں کو سمجھے ہو۔۔ اور آ نے والے وقت میں بہترین فیصلہ کرو گے۔۔۔۔۔ جبکہ زیان ان کی باتوں سے اپنی ذات کو موازنہ کرنے لگا۔۔۔ کیا واقعی وہ مرد تھا۔۔۔ اس کا ظرف تو بہت چھوٹا نکلا۔۔۔ وہ تو کم ظرف تھا وہ تو درندہ بننے چلا تھا۔۔۔ نہیں رانیہ کی بھی غلطی تھی زیان کے اندر سے آواز آئی۔۔۔ انا پرستی عود کر آئی۔۔۔ تو جب تم جان گئے تھے زیان ملک وہ تم سے محبت میں گرفتار ہو گئی یہ تو کیوں نہ کیے تم نے پیچھے قدم کیوں نہ اسے سچ سے آشنا کیا۔۔۔ کیوں دھوکا دیتے رہے رانیہ کو بھی اور خود کو بھی اور اسرا کو بھی۔۔۔۔۔ زیان گم صم سا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ جب شاہو لینا اور ازلان ہسپتال میں داخل ہوئے۔۔۔ شاہو نے زیان کے کندھے ہر ہاتھ رکھا۔۔۔ زیان نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ اور شاہو کے گلے لگ گیا۔۔۔۔۔ وہ چاروں کینیڈین کی طرف چلے گئے۔۔۔۔۔ لینا کو شاہو نے مختصراً تمام حالات سے آگاہ کیا۔۔۔ اور وہ ازلان کے ساتھ ہی ہاسپٹل چلی آئی۔۔۔ زیان کی اتری صورت بکھرا حلیہ دیکھ کر لینا پریشان ہوئی۔۔۔ ارے میں کچھ دنوں کے لیے چلی کیا

گئی۔۔ تم دونوں تو مجنوں ہی بن گئے۔۔۔۔۔۔ زیان ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ لینا نے زیان کے کندھے ہر ہاتھ رکھا۔۔ بی بیو یار۔۔۔ تم نے اکسایا تو وہ لڑکی آئی نہ اس مقام تک میں یہ نہیں کہوں گی۔۔ اس کی کوئی غلطی نہیں اس کے کردار میں کمزوری ہے۔۔ جو تمہارے اکسانے پر چلی آئی کسی کے اکسانے ہر بھی چلی جاتی اس کی غلطی اس کی جگہ۔۔۔ مگر تم اہنی جگہ اعلیٰ ظرف رہنا کیونکہ دھوکا تو تم نے بھی دیا ہے غلط تم نے بھی کیا ہے۔۔۔۔ مگر اس معاشرے میں رہنے کا تقاضا ہے کی عزتوں کا بوجھ صرف عورتوں کے کندھوں پر ہی لا دا جاتا ہے مرد کو معاشرہ اپناتا بھی ہے عزت بھی دیتا ہے۔۔۔۔۔ تم اتنا سب کر کے بھی اپنے گھر والوں کے پیچ ہو جبکہ وہ اس کو نہ تو معاشرہ قبول کرے گا نہ ہی اس کے والدین کبھی حالانکہ اس کا اور تمہارا گناہ ایک سا ہے محبت کا۔۔۔۔۔۔ زیان نے ہم میں سر ہلایا۔۔ پھر وہ چاروں ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگے۔۔۔ لینا نے اپنے ٹور کی تفصیل بتائی اور جلد زیان سے شادی کا اعلان بھی کیا۔۔۔ آفٹر ایگزام گرینڈ انگیجمنٹ ہے میری تو جلدی سے دونوں اپنے مسئلے سلجھا لو یوں

اجرئی حالتوں میں نہ آنا۔۔۔۔۔ لینا اور ازلان مسکراتے یوئے وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔۔ جبکہ
میر وہی رک گیا۔۔۔۔۔ اور وہ دونوں واپس وارڈ کے ہاس چلے گئے۔۔۔۔۔

رانہ کمرے میں بیٹھی تھی۔۔۔ جبکہ کھانے کی ٹرے ہنوز اس کے سامنے پڑی تھی۔۔۔ اس کا کچھ بھی کھانے کا دل نہ تھا۔۔۔ مگر سر بے انتہا دکھ رہا تھا۔۔۔ اس نے ٹرے میں پڑی ٹیبلٹ اٹھائی اور دودھ کے ساتھ نگل لی۔۔۔ اب تو رو رو کر آنسو بھی خشک ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ وہ چپ چاپ بیٹھی تھی اس کے ذہن میں کوئی بات کوئی خیال نہ آ رہا تھا۔۔۔ اس کا بیگ جو وہ گھر سے لے کر نکلی تھی سامنے صوفے پر پڑا تھا۔۔۔۔۔ وہ خالی الزہنی سے کمرے کی دیواروں کو تکتی رہی اور جلد ہی نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔۔۔۔۔

صبح اسکی آنکھ کسی کے جھنجھوڑنے پر کھلی۔۔۔ دیکھا تو ملازمہ اس کے سر ہر کھڑی اس کو بلا رہی تھی۔۔۔ نیند سے بیدار ہوئی حالات کا جائزہ لیا۔۔۔۔۔ کل کے واقعات ذہن میں تازہ ہوئے۔۔۔۔۔ بی جان ناشتے پر بلا رہی ہیں۔۔۔۔۔ ہم تم رکو میں آتی

ہوں۔۔۔۔۔ناجانے اب کو نسی زلت باقی تھی یہ سوچتے ہوئے رانیہ واشروم کی طرف چل
پڑی۔۔۔۔۔

زیان اسرا کو لے کر صبح ہی واپس آیا تھا۔۔۔۔۔اسرا کی حالت کافی بہتر تھی مگر ابھی وہ
دواؤں کے زیر اثر تھی۔ زیان اسرا کو چھوڑ کر جب کمرے میں آیا تو رانیہ کو بستر ہر لیٹے
پایا۔۔۔۔۔ہماری زندگیوں میں زہر گھول کر کس قدر آرام سے سو رہی ہے۔۔۔۔۔بہت شوق
تھا نہ تمہیں مجھ سے شادی کا سارے شوق پورے کر دوں گا تمہارے۔۔۔۔۔زیان غصے
سے رانیہ کو دیکھتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔رات بھر کا جگا تھا جلد ہی
سو گیا۔۔۔۔۔

ناشتے کی میز پر سب موجود تھے سوائے زیان اور اسرا کے۔۔۔۔۔ رانیہ نے سب کو سلام کیا اور ایک سائڈ پر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ دیکھو لڑکی۔۔۔ اس گھر کا اصول ہے عورتیں نماز کے فوراً بعد اٹھ جاتی ہیں۔۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم بھی فجر کے بعد مجھے کمرے میں نظر نہ آؤ۔۔۔۔۔ بی جان نے نیا حکم صادر کیا۔۔۔۔۔ دوسری بات۔۔۔۔۔ تم نے زیان سے نکاح کی خواہش کی۔۔۔ ہم نے مان لی حالانکہ ہم چاہتے تو تمہیں چلتا کرتے جو ماں باپ کو چھوڑنے کا حوصلہ رکھتی لیے۔۔ وہ اتنی سیدھی سادھی تو ہو نہیں سکتی۔۔۔۔۔ لگے ٹھکانے بھی یقیناً ہونگے ہی اس کے پاس ظاہر ہے سب سوچ کے ہی نکلی ہوگی۔۔۔۔۔ لیکن ہمارے بچے کی غلطی تھی۔۔۔ ہم ان لوگوں میں سے نہیں جو فقط دوسروں کو سزا دے۔۔۔۔۔ ہماری غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی اسی لیے آج تم اس گھر میں کھڑی ہو۔۔۔۔۔ وگرنہ جانتی تو بخوبی ہوگی کہ مردوں کا معاشرہ ہے یہ اور اسے ہر گناہ سے جلد بری الزمہ کر دیتی ہے یہ دنیا۔۔۔۔۔ تو ایک مہینہ ہے تمہارے پاس۔۔۔ اگر تمہارے شوہر

نے تمہاری حمایت کر لی اور تمہیں اس گھر میں تمہارا مقام دے دیا تو ٹھیک وگرنہ ٹھیک ایک مہینے کے بعد۔۔۔ زیان اسرا سے نکاح کرے گا۔۔۔ تمہیں رکھنا یا چھوڑنا اس کا فیصلہ ہوگا۔۔۔ مگر یہ بات اسرا اور زیان کو کوئی نہیں بتائے گا۔۔۔ مگر۔۔۔ رانیہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ بی جان بولی۔۔۔ اب یہ تم کیسے کرو گی تم جانو پھنسانے کے گر تو سارے ہی اتے ہونگے جی بھی تو آج یہاں کھڑی ہو۔۔۔۔۔ رانیہ کی نظریں جھکی تھیں۔۔۔ قدم قدم پر ہر چلتی سانس کے ساتھ اسے اسکی غلطی یاد کروائی جا رہی تھی۔۔۔ اسے اپنی ماں کی کہی بات یاد آئی بیٹا خدا بے شک معاف کر دے وہ تو رحیم ہے کریم ہے مگر دنیا والے معاف نہیں کرتے۔۔۔ رانیہ کی آنکھوں سے دو آنسو نکل کر اس کی قمیص میں جذب ہوئے تھے۔۔۔ وہ مر جاتی یا اسے ہی لوگ مار دیتے اسے اتنی ازیت نہ ہوتی۔۔۔۔۔ مگر ہر قدم پر لگنے والے لفظوں کے یہ تیر اسے نئی ازیتوں سے آشنا کرتے تھے۔۔۔ اس نے تو ایک حسین زندگی کے سپنے بنے تھے۔۔۔ اور وہ کہاں لا دی گئی تھی۔۔۔ اتنے آنسو تو اس نے اپنی زندگی کے اٹھارہ سالوں میں نہ بہائے تھے جتنے ان اٹھاروں گھنٹوں میں بہا چکی تھی۔۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا وہ چھاؤں سے کڑی دھوپ میں

ہسپتال سے گھر روانہ ہوئے۔۔۔۔۔ زکیہ خاتون کو وراڈ میں شفٹ کر دیا گیا تھا مگر وہ مشینوں کے زیر اثر تھی۔۔۔۔۔

ایسل اور اسکی ماں کو گھر چھوڑ کر ایسل کے ابا کام سے چلے گئے۔۔۔ ایسل اپنے کمرے میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ آمنہ خاتون نے کھانا تیار کیا۔۔۔ اور اتنے میں ایسل کے ابا بھی واپس آگئے۔۔۔۔۔ انہوں نے آمنہ خاتون کو کمرے میں بلایا۔۔۔۔۔ میں ان سے مل کر آ رہا ہو۔۔۔۔۔ اس لڑکے سے بھی ملاقات ہوئی یے میری سہیل نام ہے۔۔۔ دونوں ماں بیٹا ہیں بس۔۔۔۔۔ مزاج کا اچھا ہے۔۔۔۔۔ ویسے بھی عارف صاحب (میر کا باپ) نے خاصی تسلی دی ہے۔۔۔۔۔ شام میں وہ لوگ آرہے ہیں ایک نظر ایسل کو دیکھنے جتنی جلدی ہم۔ اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں بہتر ہے۔۔۔۔۔ ہم آمنہ بیگم نے اثبات میں سر

ہلایا۔۔۔ چلیں آپ کھانا کھا لیں۔۔۔۔ اور پھر بازار سے سامان لے آئیں تاکہ کچھ اہتمام کر
لوں میں شام تک۔۔۔۔۔

رانیہ نے ناشتہ کیا تب تک سب لوگوں اپنے اپنے کاموں کو نکل گئے۔۔۔ زیان کو تو رانیہ
نے کل سے نہ دیکھا تھا۔۔۔ اسرا کی اماں اس کو دیکھنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔ زیان کی
اماں بھی آرام کرنے کی غرض سے کمرے میں چلی گئی۔۔۔ اور پھر بی جان نے اسے
دستر خوان پر پڑے برتن سمیٹنے کا کہا۔۔۔۔۔ ابھی وہ ہی سمیٹے تھے کہ بی جان نے
کہا۔۔۔ چل میرے بالوں میں تیل لگا۔۔۔۔۔ رانیہ نے ملازمہ سے تیل کی بوتل لی اور بی
جان کے پاس آگئی۔۔۔ بی جان نے تیل کی بوتل اٹھائی اور دوپٹہ دی۔۔۔۔ نا
تجھے۔۔۔ سلیقہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ تیری عمر کی لڑکیاں پورا گھر سنبھال لیتی ہیں۔۔۔ جب

میں تیری عمر کی تھی تو اس حویلی کی ساری زمہ داری میرے سر پر تھی۔۔۔ تجھے اتنی عقل بھی نہیں ہے۔۔۔ تیل کو کٹوری میں ڈال کر گرم کر کے لا۔۔۔ رانیہ اس قدر عزت افزائی پر نظریں جھکا گئی۔۔۔ اس کے تو بال بھی اکثر اماں بناتی تھی۔۔۔۔۔ خیر رانیہ نے بی جان کے بالوں میں تیل لگایا۔۔۔ اور ہاتھ دھو کر کمرے میں جانے لگی تو بی جان کی آواز گونجی۔۔۔ اے لڑکی کدھر جا رہی ہے۔۔۔ جا کھانا تیار کروا۔۔۔ شازیہ اور زرینہ (اسرا کی ماں تو مصروف ہیں تو ہاجرہ کے ساتھ کھانا بنوا دیکھ کوئی کمی نہ رہے۔۔۔۔۔ اس گھر میں رہنا)

یہ تو سب کے دل جیت۔۔۔ اور دل کا رستہ معدے سے ہو کر گزرتا ہے۔۔۔۔۔ ہو سکے تو خود بھی کچھ بنا لے۔۔۔۔۔ بی جان نے اپنی طرف سے بڑی مت دی تھی رانیہ کو۔۔۔۔۔ رانیہ کو تو نوڈلز کے علاوہ کچھ بنانا نہ آتا تھا۔۔۔ اور بی جان نے جو جو پھر اسے مینیو بتایا۔۔۔۔۔ رانیہ کا حلق خشک ہوا۔۔۔ اسے لگا تھا ابھی وہ چکر کھا کر گر جائے گی۔۔۔ مگر اس نے ہمت کی اور کچن روانہ ہوئی۔۔۔۔۔ بی جان کو لگتا تھا۔۔۔ شہری لڑکی ہے آتو گئی ہے مگر جلد ہی زمہ داریوں سے فرار ہو جائے گی اور واپس چلی جائے گی۔۔۔ حالانکہ یہ زمہ داریاں سالوں سے ان کے گھر کی خواتین احسن طریقے سے نبھا رہی

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 268
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

کہ اسے کیسا لگا ہوگا جب اس سے بنا ہو چھے اس کا رشتہ طے کر دیا گیا تھا۔۔۔ ایسل بد گمان ہوئی۔۔۔۔۔ مگر چپ چاپ نہادھو کر تیار ہو گئی۔۔۔۔۔ اماں نے چائے کے ساتھ دیگر لوازمات تیار کیے۔۔۔۔۔ مہمان آ تو چائے پر رہے تھے مگر آمنہ بیگم نے احتیاط کھانے کی بھی تیاری کر لی تھی۔۔۔۔۔

رانیہ نے دوپہر کے کھانے کی تیاری کروائی۔۔۔ اسرا کی حالت اب کافی بہتر تھی۔۔۔۔۔ رانیہ لاؤنج میں آکر بیٹھی تھی۔۔۔ کہ اسے زیان آتا ہوا نظر آیا کل کے بعد اس نے زیان کو آج دیکھا تھا۔۔۔ زیان نے ایک نظر رانیہ کو دیکھ۔۔۔ اور پھر بی جان سے پیار لیا۔۔۔ اور ان کے قریب ہی تخت پر بیٹھ گیا۔۔۔ وہ سب لوگ یوں تھے جیسے کچھ ہوا ہی

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 270
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

رہی۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے چلا جاتا ہوں میں۔۔۔۔۔ اتنی نفرت ہو گئی کی شاید اب تم میری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔۔۔۔۔ زیان اٹھنے لگا کہ اسرا نے زیان کا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔ زیان واپس بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اسرا نے آنکھیں کھولی اور اٹھ کر بیٹھنے لگی۔۔۔۔۔ لیٹی رہو۔۔۔۔۔ اسرا پھر بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اسرا ایک ہی دن میں صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ ہر وقت چمکنے والی تیار شیار رہنے والی لڑکی آج بستر سے لگی پڑی تھی۔۔۔۔۔ زیان کا دل دکھا۔۔۔۔۔ اسرا زیان نے اسرا کا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔ معاف کر دو مجھے۔۔۔۔۔ کس بات کے لیے۔۔۔۔۔ زیان نے نظریں اٹھا کر اسرا کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں آنسو جھل مل کر رہی تھے پلکیں جھپک جھپک کر وہ انہیں روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ بتائیں نہ کس بات کے لیے۔۔۔۔۔ میرا کیا قصور تھا۔۔۔۔۔ صرف اتنا کہ آپ سے بے لوث محبت کی۔۔۔۔۔ اس حویلی میں ہر جائز حق سے محروم کیا گیا مجھے۔۔۔۔۔ میں خاموش رہی۔۔۔۔۔ جانتے ہیں کیوں۔۔۔۔۔ زیان نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ کیونکہ مجھے لگا تھا۔۔۔۔۔ میری سب محرومیوں کے بدلے مجھے آپ سے نواز دیا جائے گا۔۔۔۔۔ اسرا کی ہچکی بندھی۔۔۔۔۔ مجھے نہ بہت شوق تھا۔۔۔۔۔ میں بڑے کالج میں پڑھوں ڈاکٹر بنوں سفید کوٹ پہنوں۔۔۔۔۔ ابا

کو میں نے منا لیا تھا بی جان کو بھی منا لیتی میں۔۔۔۔۔ مگر آپ نے کہا اسرا مجھے نہیں پسند تم۔۔ اس حویلی سے باہر جاؤ کوئی اور تمہیں دیکھے۔۔۔ اسرا وہی خاموش ہو گئی۔ اسرا نے اپنے ہر اس ارمان کی قبر دل میں بنالی۔۔ جس میں اس کے محبوب کی رضا شامل نہ تھی کبھی اف تک نہ کی۔۔۔ کیا میرا دل نہیں میرے جزبات نہیں۔۔۔ اسرا بولتے بولتے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔ زیان نے اسرا کو اپنے سینے لگایا اور اس کی کمر سہلانے لگا۔۔۔ زیان کی آنکھوں سے بھی آنسو گرنے لگے۔۔۔۔۔ اسرا جب کچھ سنبھلی تو فوراً زیان سے دور ہوئی۔۔۔ مجھے محبت کی سزا ملی ہے۔۔۔ شامل تو آپ بھی تھے اس محبت میں۔۔ مگر آپ کی محبت فریب تھی۔۔۔ کھوٹ کہیں میری بھی محبت میں تھا۔۔۔۔۔ جو آپ کے نام سے بھی محروم کر دی گئی ہو۔۔۔۔۔ بس کرو اسرا۔۔۔۔۔ کہا نہ غلطی ہو گئی مجھ سے فریب نہیں تھا مگر تمہارے ساتھ گزرا ایک ایک لمحہ میری زندگی کا حاصل ہے۔۔۔ تب حالات ایسے بن گئے کہ مجھے اس سے نکاح کرنا پڑا۔۔ مگر محبت میں صرف تم سے کرتا ہو۔۔ اور بہت جلد اس کو چھوڑ دوں گا۔۔۔۔۔ میں صرف تمہارا ہو اور شادی بھی تم سے کرو گا۔۔۔۔۔ کہو تو میں ابھی اسی وقت تم سے نکاح کرنے کے لیے

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 273
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

لوازمات ٹیبل پر رکھے اور سنگل صوفے پر بیٹھ گئی اس لڑکے کی نظر ایسل پر سے ہٹنے سے انکاری تھی۔۔۔۔۔ جبکہ اس کی ماں تنقیدی نظروں سے ایسل کا جائزہ لے رہی تھی اسے گھر بار کچھ پسند نہ آیا تھا۔۔۔ رشتہ چونکہ عارف صاحب کے توسط سے طے ہوا تھا۔۔۔۔۔ تو ان کو لگا تھا۔۔۔۔۔ بہت امیر نہ سی مگر کچھ ٹھیک ٹھاک لوگ تو ہونگے۔۔۔۔۔ مگر یہاں بالکل متوسط طبقہ دیکھ کر اس کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ایسل سے دو چار سوال پوچھے۔۔۔۔۔ اور بہت ہی مصنوعی لہجے میں ایسل سے پیار بھری دو چار باتیں کی۔۔۔ پھر آمنہ بیگم اس عورت اور ایسل کو لے کر باہر چلی گئی۔۔۔ ایک ہی بیٹی ہے آپ کی اس عورت نے آمنہ بیگم سے سوال کیا۔۔۔۔۔ جی۔۔۔ کافی جہیز بنایا ہونا پھر تو آپ نے۔۔۔ مائیں تو بچپن سے توڑ جوڑ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔۔۔ ماں باپ۔۔۔ کا بس چلے تو اپنی اولاد کو دنیا بھر کی ہر نعمت دے دے۔۔۔ کمی کون کرتا ہے میری بھی اکلوتی اولاد ہے جو اس کے نصیب اور جتنی خدا نے ہمت دی۔۔۔ ضرور کریں گے۔۔۔۔۔ یہ گھر آپ کا اپنا ہے۔۔۔۔۔ اس عورت نے گھر کے اطراف نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ آمنہ خاتون کو اس عورت کی باتیں کچھ پسند نہ آئی تھی خیر کچھ ہی دیر

میں وہ واضح نہ سہی مگر مثبت اشارہ دے کر رخصت ہو گئے۔۔۔۔۔ اور دو ایک دن تک پھر ملاقات کا کہہ کر روانہ ہو گئے۔۔۔ ایسل کے ابا خاصے مطمئن اور خوش تھے۔۔۔ لڑکا خاصا خوش اخلاق تھا۔۔۔۔۔ مگر آمنہ خاتون کچھ ہریشان سی تھی ایسل اپنے کمرے میں گم سم بیٹھی تھی اس نے خود کو مکمل تقدیر کے سپرد کر دیا تھا۔۔۔۔۔ آمنہ خاتون نے جب اپنے خدشات اپنے شوہر کو بتائے تو انہوں نے کہا۔۔۔ لڑکا خاصا خوش اخلاق ہے۔۔۔۔۔ عارف صاحب نے اسے کہا ہے اس شادی کے فوراً بعد اس کی پرورش بھی کر دیں گے۔۔۔ اور لڑکے نے بھی ان کے سامنے کہا کہ اس کی قسم کی کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے۔۔۔ فقط ایسل سے سادگی سے نکاح چاہتا ہے۔۔۔۔۔ عورتوں کی تو عادت ہوتی مین میج کرنے کی۔۔۔ لڑکا خود مختار ہے تو ہماری ایسل خوش رہے گی۔۔۔۔۔ آمنہ خاتون مطمئن ہو گئی۔۔۔۔۔ بیگم تم رات کا کھانا تیار کرو۔۔۔ میں زرا ہسپتال کا چکر لگا آؤ۔۔۔۔۔

رانیہ نے دوپہر کا کھانا تو تیار کر والیا تھا۔۔۔ مگر جیسے ہی شام ہوئی۔۔۔ سب باہر لان میں بیٹھ گئے۔۔۔ اسرا بھی باہر چلی آئی۔۔۔ بی جان کیا آج چائے نہیں ملے گی۔۔۔ شام کی چائے سب کو اسرا دیتی تھی۔۔۔ مگر اب وہ بیمار تھی۔۔۔ ملے گی کیوں نہیں ملے گی۔۔۔ رانیہ جا سب کے لیے چائے بنا کر لا۔۔۔ اور ساتھ کباب فرائی کر لینا۔۔۔ میرے لیے کچھ ہلکا پھلکا لانا۔۔۔ رانیہ کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھ کر اسرا سمجھ چکی تھی رانیہ کام چور قسم کی لڑکی ہے یا پھر اسے کام کاج آتا نہیں اب اسی چیز کو ہتھیار بناتے ہوئے اسرا نے رانیہ کو بی جان کی نظروں میں گرانا تھا۔۔۔ کیونکہ جو بھی تھا بی جان اسے گھر کے فرد کی سی حثیت دے رہی تھی۔۔۔ اتنے میں زبان بھی چلا آیا۔۔۔ اور اسرا کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔ اور جتنی نظروں سے رانیہ کو دیکھا۔۔۔ رانیہ چپ چاپ وہاں سے چلی گئی۔۔۔ ہاجرہ کو اس لڑکی پر ترس آتا تھا۔۔۔ حالات نے جو بھی کیا۔۔۔ مگر وہ مرجھا سی گئی تھی۔۔۔ ایک ہی دن نے اسے زندگی کے کئی سبق پڑھا دیے تھے۔۔۔ ہاجرہ نے اس کی مدد کی چائے تیار کرنے میں۔۔۔ ویسے تو شام کی چائے گھر کی عورتوں میں سے ہی کوئی تیار کرتا تھا۔۔۔ مگر وہ جان گئی تھی رانیہ کو یہ سب کام نہیں

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 277
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

ہوگی۔۔۔۔۔ رانیہ کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا۔۔۔ اس کو بدکردار بنانے والا ہی اس کو بدکرداری کے طعنے دے رہا تھا۔۔۔۔۔ مگر اس نے خود کو حوصلہ دیا اور تالیاں بجاتی ہوئی زیان کے روبرو آئی

۔۔۔ اگر میں بدکردار ہوں تو آپ کی پاکدامنی کے پرچم کونسے چوراہوں ہر لٹک رہی ہیں مسٹر زیان ملک۔۔۔ میں بھٹکی تھی تو آپ اپنا دامن بچا لیتے نہ۔۔۔۔۔ ویسے بھی اتنے آپ دودھ کے دھلے ہوتے نہ تو مجھ جیسی بدکردار بقول آپ کہ (حالانکہ میں آپ کو اپنے کردار کی صفائی دینے کی پابند نہیں ہوں) آپ کی بیوی نہ ہوتی۔۔۔ جیسا مرد ویسی عورت سنا تو ہوگا آپ نے۔۔۔۔۔ رانیہ زیان کو لاجواب کر کے خود بیڈ پر لیٹ کر چادر اوڑھ گئی۔۔۔ جیسے اب مزید بات نہ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ زیان فوراً سے واشروم میں گیا اور دروازہ زور سے بند کیا۔۔۔۔۔ اور غصے کا بھرپور اظہار کیا۔۔۔

عارف صاحب گھر داخل ہوئے تو میر نے باتوں ہی باتوں میں ایسل کے گھر پیش آنے والے حالات کے متعلق پوچھا۔۔۔ عارف صاحب نے مثبت جواب کے بارے میں میر کو آگاہ کیا تو میر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔ شادی تو تم شادی کر رہی ہو ایسل۔۔۔ میر نے پرفیوم کی بوتل سامنے لگے شیشے پر دے ماری۔۔۔۔۔ ایسا نہیں ہونے دوں گا میں۔۔۔۔۔ میر نے گاڑی کی چابیاں لی اور گھر سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

دن تیزی سے گزرنے لگے۔۔۔۔۔ ایسل کی بات پکی ہو چکی تھی ایسل نے نہ تو لڑکے کا نام ہوچھا۔۔۔۔۔ اور نہ ہی کسی اور چیز میں دلچسپی لی۔۔۔۔۔ وقت کا کام تھا گزرنا سو وہ گزرا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ رانیہ کو حویلی آئے دو ہفتے ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ وہ خاموشی سے اپنے کام نمٹاتی

زیان کمرے میں آیا تو رانیہ حسب معمول سوچکی تھی۔۔۔۔۔ وہ صبح فجر کے وقت اٹھ جاتی تھی۔۔۔ اس لیے عشا پڑھتے ہی سو جاتی تھی۔۔۔۔۔ زیان جس وقت کمرے میں آتا وہ سوچکی ہوتی تھی۔۔۔۔۔ مگر صبح سویرے وہ کمرے سے جانے سے پہلے زیان کے کپڑے اور باقی روزمرہ کا سامان نکال کر رکھ کر جاتی تھی۔۔۔ زیان کی الماری جو ہمہ وقت بکھری رہتی تھی اب اس میں چیزیں ٹھکانے پر تھی۔۔۔۔۔ کبھی شہر اور کبھی گاؤں کی وجہ سے اس کا سامان زیادہ تر بکھرا ہی رہتا تھا۔۔۔۔۔ انجانے میں ہی صبح زیان رانیہ کی روٹین سے واقف تھا۔۔۔ زیان دھیرے سے چلتا ہوا صوفے کے قریب آیا جس پر رانیہ سو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بولتی آنکھیں خاموش تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں کی چمک مانند پڑ چکی تھی۔۔۔۔۔ ان کچھ ہی دنوں میں وہ لڑکی مدھم سی پڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ ہمہ وقت زیان سے باتیں کرنے والی وہ لڑکی۔۔۔۔۔ اس کے سامنے ہوتے ہوئے اس کے پاس ہوتے ہوئے خاموش تھی۔۔۔۔۔ زیان کو رانیہ کی باتیں یاد آنے لگی۔۔۔۔۔ اس کے چھوٹے چھوٹے خواب اس کی چھوٹی چھوٹی خواہشیں۔۔۔۔۔ اس کا گھر جو اسے زیان کے سنگ بنانا تھا۔۔۔۔۔ وہ کہتی تھی۔۔۔ میں آپ کے سارے کام اپنے ہاتھوں سے کیا کروں

گی۔۔۔۔۔ ویسے مجھے کچھ بھی کرنا نہیں آتا مگر میں سیکھ لوگی۔۔۔۔۔ میں صبح دیر سے اٹھا
 کروگی چھٹی والے دن تو ناشتہ آپ بنایا کرو گے باقی دن آپ کو کام پر جانا ہوگا تو میں بناؤ
 گی۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ کے چہرے پر آئے بال ہٹائے۔۔۔۔۔ رانیہ نے کسمسا کر کروٹ
 بدلی زیان چپ چاپ آکر بستر پر لیٹ گیا۔۔۔۔۔ اور سوچنے لگا تو کیا میں نے واقعی ایک
 معصوم سے زیادتی کر دی۔۔۔۔۔ نا جانے کب انہیں سوچوں میں اس کی آنکھ لگ گئی۔۔۔۔۔
 رات کے تیسرے پہر زیان کے کانوں میں سسکیوں کی آواز پڑی۔۔۔۔۔ زیان نے آنکھیں
 کھولی تو اسے کوئی وجود ہولے ہولے سسکتا نظر آیا۔۔۔۔۔ زیرو پاور کی لائٹ میں جب اس کا
 زہن اچھے سے بیدار ہوا۔۔۔۔۔ اور آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوئی تو اس نے دیکھا رانیہ جائے
 نماز پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔۔۔ رو رو کر اسکی ہچکی بندھ گئی تھی۔۔۔۔۔ بہت کوشش کے باوجود
 بھی اسکی آواز مدہم نہ رہ پائی تھی۔۔۔۔۔ زیان کچھ دیر تو لیٹا رہا۔۔۔۔۔ مگر جب برداشت سے باہر
 ہوا تو رانیہ کے پاس چلا آیا۔۔۔۔۔ رانیہ۔۔۔۔۔ زیان نے دھیرے سے پکارا تو رانیہ زیان کے سینے
 لگ گئی۔۔۔۔۔ رات کا پہر، محرم کا ساتھ۔۔۔۔۔ زیان کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔۔ رانیہ کیا یوا ہے کیوں
 رو رہی ہو۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ کو ساتھ لگایا اور بیڈ تک لے آیا۔۔۔۔۔ ڈر۔۔۔۔۔ ڈر لگ رہا

تھا۔۔۔۔۔ رانیہ نے اٹکتے ہوئے کہا۔۔۔ ہچکیوں کے باعث اس کی آواز ہی نہ نکل رہی تھی نہ جانے وہ کب سے رو رہی تھی۔۔۔ زیان نے رانیہ کو پانی پلایا۔۔۔ اور اس اپنے ساتھ لگاتے ہوئے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔۔۔۔ میں ہونا یہاں تو کس سے ڈر رہی ہو۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ ہی تو نہیں ہیں میرے پاس میں نے سب کو چھوڑ دیا۔۔۔ آپ کے لیے۔۔۔ آپ نے سوچا نہیں میں رانیہ سے دور رہوں گا تو رانیہ اکیلی ہو جائے گی۔۔۔۔۔ زیان کا دل بے چین ہوا۔۔۔ میں آپ کے لیے یہاں ہو۔۔۔ رستہ غلط طریقہ بھی غلط پر محبت سچی ہے میری۔۔۔ آپ کو سب کا خیال ہے ایک دن نہ آپ نے پوچھا رانیہ تم نے کھانا کھایا کہ نہیں۔۔۔ زیان کا زرا ساتھ ہاتے ہی صبر کے سارے بند ٹوٹتے چلے گئے۔۔۔ اور رانیہ کے لبوں پر شکوے آٹھرے۔۔۔ رانیہ زیان سے الگ ہوئی اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولی۔۔۔ جانتے ہیں کیوں محبت ہوئی مجھے آپ سے۔۔۔۔۔ آپ کو پتا ہے ابا کے بعد اماں نوکری کرنے لگی۔۔۔ میرا نہ کوئی بہن نہ بھائی۔۔۔ اماں مجھے ہر ممکن سہولت دیتی۔۔۔ مگر ہمارے رشتہ دار بھی کوئی نہ تھے۔۔۔ میں اکیلی تھی۔۔۔ مجھے بابا بہت یاد آتے۔۔۔ جب میری کلاس کی دوسری

لڑکیاں کہتی یہ ہمارے بابا نے دلایا یا میرے بابا میرے لیے فلاں چیز لائے۔۔۔ میرا دل دکھتا۔۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ میں سمجھ دار ہو گئی مگر پھر ایسل کے ابا کو دیکھتی جب وہ اس کے لیے چوڑیاں لاتے اسے گھمانے لے کر جاتے۔۔۔۔۔ صبح جاتے ہوئے وہ اس سے ہو چھ کر جاتے کیا چاہیے۔۔ اور اس کے ماتھے ہر بوسہ دے کر جاتے۔۔ رانیہ نے اشارہ اپنے ماتھے کی طرف کیا۔۔۔۔۔ اماں کو کئی بار میں نے راتوں میں روتے دیکھا۔۔۔۔۔ حالانکہ ابا کے ہوتے ہوئے وہ صرف مسکراتی تھی۔۔۔۔۔ ان حالات میں مجھے ہماری زندگی میں ایک مرد ایک سائبان کی کمی لگتی تھی۔۔۔۔۔ مجھے لگتا تھا۔۔۔۔۔ مرد وہ گھنی چھاؤں ہے جس کے سائے تلے عورت حکومت کرتی ہے۔۔۔۔۔ میں نے اپنے باپ کو گھنا سایہ پایا میں نے ایسل کے بابا کو گھنا سایہ پایا۔۔۔۔۔ میں نے اپنے باپ کو اپنی ماں کے کیے ایک گھنا سایہ پایا جس کے بعد وہ دنیا کی تپتی دھوپ میں جھلس کر رہ گئی۔۔۔ پھر آپ آئے میری زندگی میں مجھے ہمیشہ آپ کے ساتھ تحفظ کا احساس ہوا۔۔۔۔۔ مجھے لگا مجھے میری زندگی کا گھنا سایہ مل گیا۔۔۔ آپ کو یاد ہے آپ نے پہلی ملاقات میں کہا تھا۔۔۔ میں ہو نا تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔ آپ کا میری چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا۔۔۔ ہر بات میں دلچسپی

لینا پوچھنا۔۔۔۔۔ آپ کو یاد ہے آپ نے مجھے چیزیں دلائی تھی۔۔۔۔۔ تب مجھے لگا ہاں کسی کو ہے نہ میرا احساس میں اہم ہوں۔۔۔ میں چاہتی تھی۔۔ میں آپ کے ساتھ رہو۔۔ مگر مین اماں کو کبھی بھی چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ مجھے تو لگتا تھا۔۔۔ آپ کے انے سے ہمارا بھی خاندان مکمل ہو جائے گا۔۔ میں آپ کو گنوانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ مگر خوابوں اور سراہوں کی اس دنیا میں، میں یہ تو بھول ہی گئی۔۔۔ گھنے سائے محرم مرد دیتے ہیں۔۔۔۔۔ ہر شخص مہربان نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ میں نے اپنے بچپن کی محرومیوں کو آپ کے ساتھ سے مکمل کرنا چاہا تھا۔۔۔ اور قدم گھر کی دہلیز سے باہر نکال بیٹھی۔۔۔۔۔ اور سوچا اماں تو میری ہی ہیں ان کو منالوں گی۔۔ اور رانیہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔۔ زیان کو پتہ ہی نہ لگا کب اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔۔۔ اسرا کے ساتھ غلط ہوا تو سارا خاندان اس کی دلجوئی کو موجود ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ اسرا کی غلطی نہ تھی۔۔۔۔۔ رانیہ کے ساتھ غلط ہوا تو اسے تنہا کر دیا گیا۔۔ کیونکہ وہ قصور وار تھی۔۔۔۔۔ زیان نے دھیرے سے رانیہ کا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔۔ اور ہونٹ اس کے ماتھے پر رکھے۔۔۔۔۔ زیان کے سلگتے لبوں کا لمس پا کر رانیہ کی دھڑکن تھمی۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ کا چہرہ اوپر

کیا۔۔ اور اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیا۔۔۔ اور بھگی رات کے ساتھ کمزور لمحوں میں وہ اپنے کمزور رشتے کو مضبوط کر گئے۔۔۔۔ زیان نے دیوانہ وار رانیہ ہر اپنی شدتیں اپنی چاہتیں لٹائی۔۔۔۔ وہ محرم تھی اس کی۔۔ زیان کے زہن میں بس یہ ہی ایک تصور تھا۔۔۔ اور رات قطرہ قطری ڈھلتی ہوئی صبح میں تبدیل ہو گئی۔۔۔۔۔

رانیہ کی آنکھ صبح زرا دیر سے کھلی۔۔۔ نماز کا وقت گزر چکا تھا۔۔۔ رانیہ نے خود کو زیان کی آغوش سے آزاد کیا۔۔۔ اور دھیرے سے بیڈ سے نیچے اتر گئی۔۔۔ زیان پرسکون نیند سو رہا تھا۔۔۔ رانیہ فریش ہوئی اور نیچے چلی گئی۔۔۔۔۔ رانیہ کا چہرہ آج کھلا کھلا سا تھا۔۔۔۔۔ وہ پہلے کی نسبت فریش نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے معمول کے کام نمٹانا شروع کیے۔۔۔۔۔

زیان کی آنکھ کھلی تو رات کے واقعات اس کے ذہن میں گردش کرنے لگے۔۔۔۔۔ اس نے بستر کی دوسری سائیڈ کو ٹٹولا تو رانیہ کو بستر سے غائب پایا۔۔۔۔۔ زیان فریش ہو کر نیچے چلا آیا۔۔۔۔۔ اس کی نظریں رانیہ کو تلاش کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ مگر رانیہ اسے کہیں نظر نہ آئی۔۔۔۔۔ اتنے میں اسرا زیان کے پاس پڑے صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اسرا نے زیان

[illegible]

- جبکہ بی جان کو پوچھنا تو دور بتانا بھی گوارا نہ کیا۔۔۔ دوپہر کے قریب جب رانیہ کسی کام سے بی جان سے پاس گئی تو انہوں نے اسرا کے متعلق پوچھا۔۔۔ رانیہ کا جواب سن کر بی جان نے افسوس سے سر ہلایا۔ واپس آئے تو اسے کہنا بی جان بلا رہی تھی۔۔۔۔۔ رانیہ نے ہم میں سر ہلایا۔۔۔ اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

جوں جوں شادی کے دن نزدیک آرہے تھے ایسل گم سم سے ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ کسی بھی چیز میں اس کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر تھی۔۔۔ آمنہ خاتون رات کو ایسل کے ساتھ سوتی اور سارا دن بھی ان کا دھیان ایسل کی طرف لگا رہتا۔۔۔۔۔ رانیہ کے بعد ان کے دل میں وہم سا بیٹھ گیا تھا وہ کہتی تو کچھ نہ تھی مگر ایسل سب سمجھتی تھی... اسے اپنے ماں باپ کی بے اعتباری کھلتی تھی۔۔۔۔۔ ایسل انہی سوچوں میں گم تھی۔۔۔ کہ اس

کا فون بجا۔۔۔ پہلے تو اس نے اگنور کر دیا۔۔۔ مگر پھر سائیڈ ٹیبل پڑا موبائل اٹھایا تو اوپر رانیہ
 کالنگ دیکھ کر ایسل کی دھڑکن تھمی ایسل نے کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھایا۔۔۔۔۔ ایسل
 ۔۔۔ رانیہ نے دھیمے سی پکارا۔۔۔ تم نے اچھا نہیں کیا رانیہ ۔۔۔ ایسل کا اتنا کہنا تھا کہ
 رانیہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔ کیا ہوا ہے کچھ بولو تو رانیہ۔۔۔۔۔ ایسل پریشان ہو
 ئی۔۔۔۔۔ رانیہ نے روتے روتے گزرے دنوں کا احوال ایسل کے گوش گزارے۔۔۔۔۔ ایسل
 کی آنکھوں سے بھی آنسو گرنے لگے۔۔۔۔۔ ایسل میری اماں ۔۔۔۔۔ رانیہ وہ ہسپتال میں ہیں
 ۔۔۔۔۔ زندہ لاش بن گئی ہیں تمہارے جانے کے بعد ان کو جینے کی تمنا ہی نہ رہی۔۔۔۔۔ وہ
 کہتی رہی میرا تو کل اٹاچہ ہی میری بیٹی تھی۔۔۔۔۔ میرا آسرا بننا تھا اس نے۔۔۔۔۔ ایسل کا اتنا
 کہنا تھا کہ رانیہ کے ہاتھ سے فون گرا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔۔
 ایسل ہیلو ہیلو کرتی رہی ابھی تو اسے اپنی آپ بیتی بھی سنانی تھی۔۔۔۔۔ رانیہ کو مگر اس نے
 فون کاٹ دیا۔۔۔۔۔

زیان اسرا کو واپس توہلی چھوڑا اور کسی کام سے چلا گیا۔۔۔ اسرا اپنے کمرے میں جا رہی تھی جب اسے رانیہ کے کمرے سے رونے کی آواز آئی اس نے اندر جھانکا تو رانیہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔۔۔ اسرا تجسس کی ہاتھوں مجبور ہو کر دروازے کے قریب ہی رک گئی اور اوٹ میں یو کر رانیہ کی باتیں سننے لگی۔۔۔ جوں جوں وہ سن رہی تھی۔۔۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اسرا نے رانیہ کی ایسل کے ساتھ ہوئی تمام باتیں سن لی۔۔۔ زیان ملک مجھے تو کیا ہی کیا اس معصوم کو بھی برباد کر دیا تم نے اسرا کو زیان سے پہلی بار نفرت محسوس ہوئی۔۔۔ اسرا کا دل چاہا وہ رانیہ کو تسلی دے مگر وہ چپ چاپ واپس چلی گئی۔۔۔۔

رانیہ نے اپنے سامان میں سے اپنی اور اماں ابا کی تصویروں والا البم نکالا یہ وہ واحد نشانی تھی جو وہ ساتھ لائی تھی یوں ہی روتے روتے اور تصویریں دیکھتے ہوئے رانیہ کی آنکھ لگ گئی۔۔۔ اسرا کمرے می مسلسل ٹہل رہی تھی اسے رانیہ سے ہمدردی ہو رہی تھی۔۔۔ مگر سامنا کرنے کا حوصلہ نہ تھا۔۔۔ ہمت کر کے اسرا رانیہ کے کمرے میں چلی آئی۔۔۔ رانیہ کو بیڈ کے قریب بیٹھے دیکھ کر اسرا پریشان ہوئی۔۔۔ اسرا جلدی سے رانیہ کی طرف بڑھی مگر رانیہ کے ہاتھ میں موجود البم دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔۔۔ اسرا نے احتیاط سے رانیہ کے ہاتھ سے البم لیا۔۔۔ اور اس کو کھول کر دیکھا۔۔۔ اسے کئی تصویروں میں ایک بچی اپنے ماں باپ کے ساتھ مسکراتی ہوئی نظر آئی شاید وہ رانیہ کے بچپن کو تصویریں تھی۔۔۔ مگر اسرا کو ایک چہرے ہر شناسائی کا گمان ہوا۔۔۔ اسرا نے وہ البم لیا اور سٹور روم کی طرف چلی گئی۔۔۔ اسرا نے مشکل سے پرانے البم نکالے۔۔۔ اور دھڑکتے دل کے ساتھ کھولے۔۔۔ لیکن جیسے ہی اسرا نے البم کھولا اسے لگا اس کی دھڑکن تھم گئی۔۔۔ رانیہ کے والد عبد القادر کی تصاویر ان کے گھر کے البم میں موجود تھی۔۔۔ تو کیا رانیہ تایا کی بیٹی ہے۔۔۔ اسرا کے ہاتھوں سے البم چھوٹا۔۔۔

بالآخر ایسل کی شادی کا دن آن پہنچا ایسل نے روایتی دلہنوں کی طرح سرخ رنگ کا لہنگا پہنا یا تھوں میں مہندی چوڑیاں۔۔۔۔ مکمل سنگھار کیا۔۔۔ پارلر والی کے کیے گئے میک اپ نے اسے مزید نکھار دیا تھا۔۔۔ ایسل نے خود آئیٹنے میں دیکھا۔ بلاشبہ وہ حسن کے تمام ہتھیاروں سے لیس مقابل کو چاروں شانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔ نہ جانے کیوں اسے میر کا خیال آیا تھا۔۔۔ اور اسکی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔۔ مگر جلد ہی اس نے خود ہر قابو پایا۔۔۔ آج وہ کسی اور کے نام ہونے جارہی تھی۔۔۔ اس نے اپنی پہلی محبت اپنے دل میں دفن کرنے کی ہر ممکن کوشش کر لی تھی ان دنوں میں مگر ناکام رہی تھی۔۔۔ وہ کسی اور کی ہونے سے پہلے مکمل اپنے دل۔ کو صاف کرنا چاہتی تھی۔۔۔

جس کی آنکھوں میں کئی تھی صدیاں

اس شخص نے صدیوں کی جدائی دی ہے

اتنے میں آمنہ خاتون کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ ایسل خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔ آمنہ خاتون نے ایسل کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ دیکھ ایسل آج سے تیری نئی زندگی شروع ہوگی۔۔۔ شوہر مجازی خدا ہوتا ہے۔۔۔ بہت اچھے لوگ ہیں خدا ترس میری بیٹی تیری نصیب جاگ گئے ہیں اس گھر کو اپنا گھر سمجھنا۔ اس زندگی میں جو ہو گیا سو ہو گیا۔۔۔ سب کچھ یہیں چھوڑ جا۔۔۔ اب اصل امتحان ہے۔۔۔ تیرے صبر کا میری تربیت کا۔۔۔ یاد رکھنا گھر ہمیشہ صبر تحمل اور درگزر سے بنتے ہیں۔۔۔ عورت نام ہی قربانی کا ہے۔۔۔ اب وہ ہی تیرا اصل گھر ہے۔۔۔ اتنے میں بارات آنے کا شور گونجا آمنہ خاتون نے ایسل کے سر پر بوسا دیا اور باہر کی طرف چل دی۔۔۔ جبکہ ایسل گم سم سی بیٹھی رہ گئی۔۔۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا بہت۔۔۔ ایسل کی بارات بہت شان سے آئی تھی پورے محلے نے دیکھا تھا۔۔۔ بس یہ آخری سرگوشیاں تھی۔۔۔ جو ایسل نے لوگوں کے منہ سے سنی تھی۔۔۔ کب نکاح ہوا مولوی نے کیا ہو چھا۔۔۔ ایسل کو کچھ ہوش نہ تھا۔۔۔ اس کا دماغ ماؤف تھا۔۔۔ بالآخر اسے

رخصت کر کے بھیج دیا گیا۔۔۔ سسرال میں کوئی خاص رسمیں نہ ہوئی شادی چونکہ اچانک تھی اور جلدی جلدی میں تھی تو زیادہ گیدرنگ نہ تھی۔۔ جلد ہی ایسل کو کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔ اور حیرت کی بات تھی۔۔۔ ایسل کا دلہا فقط نکاح کے وقت موجود تھا رخصتی رسمیں کسی چیز میں شامل نہ تھا... ابھی پہلی محبت کی قبر تازہ تھی دل میں اور کسی اور کی سچ پر بھٹادی گئی ہوں۔۔۔ ایسل نے سوچا۔۔ اتنے میں کمرے کا دروازہ کھلا۔۔ ایسل خود میں سمٹی... دروازہ لاک ہونے کی آواز پر ایسل کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔ ایسل نے نظر اٹھا کر مقابل کو دیکھا تو ایسل کو اپنی آنکھوں پر دھوکے کا سا گماں ہوا۔۔۔ مگر مقابل کو یک ٹک اپنی طرف دیکھتے ہوئے پا کر ایسل کا دل زور زور سے دھڑکنیں لگا۔۔۔ مقابل کی نظریں ایسل پر سے ہٹنے سے انکاری تھی۔۔۔۔ اتنے میں ایسل کے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔ شاہ میر۔۔۔ اور میر جو ایسل کو دیوانہ وار تک رہا تھا ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔۔۔۔۔

میر چلتا ہوا ایسل کے روبرو آیا تو کیسا لگا مجھے سامنے دیکھ کر۔۔۔۔۔ میر دھیرے سے ایسل کے سامنے بیٹھا۔۔۔۔۔ اور اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔۔۔۔۔ میں تم سے شدید محبت کرتا ہوں ایسل کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا تمہیں۔۔۔۔۔ میں نے تمہاری انسلٹ کی میں اس کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔۔۔۔۔ ایسل کی آنکھوں سے آنسو گرے۔۔۔۔۔ جبکہ لگے ہی پل میر نے قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔ تمہیں کیا لگا تھا یہ سب کہوں گا میں اور۔۔۔۔۔ اتنی آسانی سے تمہاری جان مجھ سے چھوٹ جائے گی۔۔۔۔۔ جبکہ ایسل ہونق بنی میر کا منہ تک رہی تھی۔۔۔۔۔ ویٹ ویٹ۔۔۔۔۔ کہیں تمہیں یہ تو نہیں لگ رہا۔۔۔۔۔ تمہاری انسلٹ کرنے کے بعد مجھے شدید گلٹ فیل ہوا پھر میں گوڈے گوڈے تمہارے عشق میں ڈوب گیا۔۔۔۔۔ اور آج تم میری اس سچ پہ بیٹھی ہو۔۔۔۔۔ تو مس ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ ایسا صرف کہانیوں میں ہوتا ہے کہ لڑکا شرابی زانی آوارہ غنڈہ اور موالی۔۔۔۔۔ پھر لڑکی کی اینٹری۔۔۔۔۔ اور پھر ہیرو سارے برے کام چھوڑ کر رن مریدی میں پی ایچ ڈی کر لیتا ہے۔۔۔۔۔ حقیقت میں تم سے شادی کی وجہ تمہارے ڈیڈ کا کچھ احسان تھا ہم پر وہ اتارنا تھا۔۔۔۔۔ ضرورت کے وقت وہ اس گھر کے کام آئے تو میرا فرض تھا یہ۔۔۔۔۔ ایسل کے دماغ میں اسے دیکھنے

آنے والے لوگ گھومنے لگے۔۔۔ دوسری بات۔۔۔ اس کمرے میں ہمارے تعلقات جیسے بھی ہو۔۔۔ دنیا کی نظر میں تم شاہ میر عارف کی بیوی ہو۔۔۔ میری عزت ہو۔۔۔ اور شاہ میر عارف اپنی عزت کی حفاظت کرنا بخوبی جانتا ہے۔۔۔ شوہر ہوں تمہارا ہر قسم کا جائز اور شرعی حق بھی رکھتا ہو تم پر۔۔۔ تمہاری ہر طرح کی ضرورت کا خیال رکھنا فرض ہے مجھ پہ۔۔۔ اور کسی بھی قسم کی کوتاہی پہ جوابدہ ہوں میں تمہیں۔۔۔ محبت بھرے جملوں اور القابات اور التفات کی توقع مت رکھو فلحال مجھ سے۔۔۔ چلیج کرو اور آرام کرو۔۔۔ میرے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔ جبکہ ایسل اپنے آنے والی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔ محبت کی تکمیل پر خوش ہوتی۔ محبوب کی بے اعتنائی اور بے اعتباری پر آنسو بہاتی۔۔۔ قسمت نے اسے کس موڑ پر لا کھڑا کیا تھا۔۔۔ وہ کیسے میرا دل جیتی۔۔۔ کیسے اپنی غلطی کا مداوا کرتی وہ تو عجب دوراہے پر آکھڑی ہوئی تھی۔۔۔ آنے والی زندگی واقعی اس کے لیے امتحان بننے والی تھی۔۔۔

آیت (زیان کی بہن) ان دنوں حویلی آئی تھی۔۔۔ اسے حویلی کے تمام حالات معلوم تھے۔۔۔ آیت کو زیان پر شدید غصہ تھا۔۔۔ مگر وہ بیاہ کر پرائی ہو چکی تھی۔۔۔ اس لیے اسے حویلی کے معاملات میں بولنے کا کوئی حق نہ تھا۔ ویسے بھی یہاں رہ کر بھی اسے کونسا کسی بات میں مداخلت کا حق تھا۔۔۔ آیت نے اسرا کے اماں ابا سے اسرا کے رشتے کی بات کی وہ اسرا کو اپنی دیورانی بنانا چاہتی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی بی جان اس بات کو کبھی نہیں مانے گی۔۔۔ اس لیے اس نے پہلے اسرا کے ماں باپ سے بات کرنا مناسب سمجھا۔۔۔۔ اسرا جو رانیہ کو لے کر پہلے ہی پریشان تھی۔۔۔ اس نئے آنے والے رشتے نے اس کی پریشانی میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔۔ اسرا بے شمار روئی تھی وہ تنک کر انکار نہ کر سکتی تھی اپنے ماں باپ کو۔۔۔ اسے ہمیشہ ہی بڑوں کے فیصلے کے آگے جھکنا سکھایا گیا تھا۔۔۔ سو اس نے خود کو قسمت کے دھارے پر چھوڑ کر سب کچھ خدا کے سپرد کر دیا۔۔۔۔ اور مطمئن ہو گئی۔۔۔۔

میر رات گئے جب کمرے میں آیا تو ایسل سو چکی تھی۔۔۔ میر ایسل کے پہلو میں لیٹ کر اس کو تکلنے لگا۔۔۔ میر نے ہولے سے ایسل کے ماتھے ہر بوسہ دیا۔۔۔ ایسل میں تم سے بے شمار محبت کرتا ہو۔۔۔ مگر میں تمہیں کمزور کردار کبھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ تم سے شادی کا فیصلہ تو میں نے اسی روز کر لیا تھا۔۔۔ جس روز تمہیں دیکھا تھا۔۔۔ تو کیونکر کسی اور کا ہونے دیتا۔۔۔ جانتی ہو اگر میں اقرار محبت کر لیتا تو کبھی بھی تم اپنی غلطی سمجھ نہ پاتی۔۔۔ بلکہ اپنے کردار کی کمزوری کو اپنی خوش قسمتی سمجھتی۔۔۔ میں چاہتا ہوں۔۔۔ تم اس غلطی کو ہمیشہ غلطی سمجھو اور آنے والی زندگی میں ہر قدم پر محتاط رہو۔۔۔ تمہارے دل میں ہمیشہ میرے بے اعتبار ہونے کا ڈر رہے۔۔۔ مجھے ہمیشہ اس بات کا دکھ رہے گا۔۔۔ تم مجھ سے ملنے چلی آئی تھی۔۔۔ مگر میری محبت اس قدر مضبوط بھی ہے۔۔۔ کہ میں کسی بھی حال میں تمہیں اکیلا نہ چھوڑتا۔۔۔ تم ہمیشہ ہر قدم پر میرے کو اپنے ساتھ پاؤ گی۔۔۔ میرا نہیں خیالوں میں تھا جب ایسل نے کروٹ بدلی۔۔۔ میر

تمام خیال جھٹک کر ایسل کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ اور ایسل کے لبوں کا اپنی دسترس میں لیا۔۔۔ ایسل کسمسائی۔۔۔ اور جب ایسل کی آنکھ کھلی تو اس نے میر کو خود ہر جھکے پایا۔۔۔ میر ایسل کو اٹھتا دیکھ کر پیچھے ہٹا۔۔۔ ایسل نے اپنی سانس بحال کی۔۔۔ اس کی سانسیں تیز تیز چل رہی تھی۔۔۔ میر نے اٹھ کر سائیڈ لمپ آن کیا۔۔۔ ایسل کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ میر نے ایک باکس ایسل کے سامنے کیا۔۔۔ ایسل جسکی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔۔ باکس کو دیکھ کر اس نے سوالیہ نظروں سے میر کو دیکھا۔۔۔ کھولو میر نے دھیرے سے کہا۔۔۔ ایسل نے جھجھکتے ہوئے باکس کھولا۔۔۔ اس میں ایک خوبصورت بریسلٹیٹ تھا۔۔۔ میر نے وہ بریسلٹیٹ اٹھایا اور ایسل کی کلائی میں پہنایا۔۔۔ ایسل میر کے یہ انداز دیکھ کر خود میں سمٹی۔۔۔ میر نے ایسل کے ہاتھ کی پشت لبوں سے لگائی۔۔۔ ایسل کی دھڑکن بڑھی۔۔۔ میر نے سائیڈ لمپ آف کیا اور اور ایسل ہر جھکتا چلا گیا۔۔۔ میر کے ہر ہر انداز میں ایسل کو صرف محبت نظر آ رہی تھی۔۔۔ وہ انتہائی نرمی سے ایسل کو چھو رہا تھا۔۔۔ اور ڈھلتی رات کے ساتھ ایسل کی روح میں اترتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔

آمنہ خاتون ناشتہ تیار کر رہی تھی۔۔ جبکہ ایسل کے ابا گزرے دنوں کو سوچ رہے تھے۔۔۔ بے ساختہ ان کی نظروں میں وہ شام ان ٹھہری جب انہیں پارک کے باہر ایک بچی بے ہوشی کی حالت میں ملی اس کے ماتھے پر خون جماتا تھا جیسے وہ گر گئی تھی یا کسی چیز سے ٹکرائی تھی۔۔۔ ایسل کے ابا اسے فوراً ہسپتال لے گئے۔ دو تین گھنٹے مسلسل بے ہوش رہنے کے بعد وہ بچی ہوش میں تو آگئی مگر شدید خوفزدہ تھی۔۔ رات کافی ہو گئی تھی تو ایسل کے ابا اسے گھر لے آئے۔۔۔ عارف صاحب جو علیینہ کو لیے پارک میں آئے تھے اچانک کال سننے میں مصروف ہو گئے اور علیینہ پارک سے باہر نکل گئی۔۔۔۔ اور گرنے کے سبب اس کو چوٹ لگ گئی۔۔۔۔ صبح کے وقت ایسل کے ابا اس بچی کو لے کر پولیس سٹیشن گئے۔۔۔ جہاں علیینہ کی گمشدگی کی رپورٹ پہلے سے درج تھی۔۔۔۔ عارف صاحب ایسل کے ابا سے ملے اور ان کے مشکور ہوئے یوں ان کی برسوں پہلے کی گئی

نکی آج ان کی بیٹی کے لیے اجر بن گئی۔۔۔ اٹھیں ایسل سے ملنے جانا ہے آمنہ بیگم نے اپنے شوہر کو مخاطب کیا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئے۔۔۔ اپنی بیگم کے ساتھ سامان لیا اور ایسل کے گھر روانہ ہوئے۔۔۔

زیان اور رانیہ اس رات کے بعد کم ہی ایک دوسرے کو مخاطب کرتے۔۔۔ زیان رانیہ کی چھوٹی موٹی باتوں کا خیال رکھتا۔۔۔ اسے اپنی غلطی کا احساس تو تھا۔۔۔ مگر وہ دو کشتیوں کو مسافر بن بیٹھا تھا۔۔۔ اس کو لگتا تھا۔۔۔ وہ اسرا کو پہلے ہی بہت تکلیف دے چکا ہے اب کس طرح وہ اسے ہینڈل کرے۔۔۔۔

ایسل کی آنکھ کھلی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ آن ٹھہری۔۔۔ اس نے اپنے پہلو میں دیکھا تو میر کا غائب پایا۔۔۔ واشروم سے آتی شاور کی آواز سے وہ سمجھ گئی تھی۔۔۔ میر نہا رہا ہے۔۔۔ ایسل نے میر کے باہر آنے کا ویٹ کیا۔۔۔ میر آکر ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور بال بنانے لگا۔۔۔ وہ ایسل کو جاگتے دیکھ چکا تھا۔۔۔ اب اٹھ کر فریش ہو جاؤ یا مجھ سے امید کر رہی ہو۔۔۔ تھرد کلاس عاشقوں کی طرح صبح صبح رو مینس جھاڑو۔۔۔ تمہاری تعریفوں میں زمین آسمان کے قلابے ملاؤ۔۔۔ ایسل بے یقینی سے میر کو دیکھنے لگی۔۔۔ مجھے بعد میں دیکھ لینا یار ساری عمر پڑی ہے۔۔۔ ابھی اٹھ جاؤ نیچے تمہارے اماں ابا بھی اگے ہو نگے۔۔۔ ایسل چپ چاپ بستر سے اٹھی۔۔۔ ایک تو وہ اس شخص کو سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔ ایسل الماری سے کپڑے نکالنے لگی کہ میر کی آواز آئی تھرد پر ایک ڈارک بلیو ڈریس ہے وہ پہن لو۔۔۔ اور 5 منٹ میں ریڈی ہو جاؤ۔۔۔۔۔ میر یہ کہہ کر صوفے پر بیٹھ گیا اور موبائل دیکھنے لگا۔۔۔ اس نے ایک نظر میر کو دیکھا جس نے خود بھی ڈارک بلیو شلوار قمیص پہنی تھی۔۔۔ کف فولڈ کیے ہوئے تھے۔۔۔ بالوں کو اچھے سے

Visit For More Novels : www.urduNovelBank.com Page 303
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/923061756508)

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 304
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a388229202020202020)

تھا۔۔۔ جب یہ بات تیرے سر کو پتا چلی تو انہوں نے اپنے بیٹے کا رشتہ طے کر دیا۔۔۔ تو بتا لڑکے کا رویہ ٹھیک تھا تیرے ساتھ۔۔۔ ہم اماں مگر بابا ان لوگوں کو کیسے جانتے ہیں۔۔۔ آمنہ خاتون ایسل کی ان سوالوں سے پریشان ہوئی تھی۔۔۔ مگر علیہ والہ الواقعہ ایسل کے گوش گزار دیا۔۔۔ تو کیا میر کی ایک بہن بھی ہے۔۔۔ ایسل نے حیرانی سے پوچھا۔۔۔ ایسل تیرا دماغ تو نہیں چل گیا۔۔۔ اس کی بہن ملک سے باہر ہے اسی لیے تو تیرا ولیمہ لیٹ ہے۔۔۔ اور تو نا جانے کون سی باتیں لے کر بیٹھ گئی ہے۔۔۔ اب وہ اماں کو کیا بتاتی کہ اسے تو یہ تک معلوم نہ ہوا تھا نکاح خواہ نے اس کا نکاح کس سے پڑھایا تھا۔۔۔ اس قدر وہ اپنے خیالوں میں گم تھی۔۔۔ پھر انہوں نے مزید ایسل سے کچھ سوال کیے جن کے ایسل نے تسلی بخش جواب دیے۔۔۔ اور وہ مطمئن ہو کر واپس چلی گئی۔۔۔ میر کہیں باہر چلا گیا تھا۔۔۔ جبکہ ایسل گھر میں بیٹھی تھی۔۔۔ کی ایسل کی ساس نے اسے اپنے پاس بلایا۔۔۔ ا

دیکھو بیٹا یہ گھر تمہارا ہے۔۔۔ جن حالات میں تمہاری شادی ہوئی ایڈجسٹ کرنے میں وقت لگے کا تھوڑا سا تمہیں۔۔۔ مگر پھر بھی میں ماں بن کر کچھ باتیں کہوں گی۔۔۔ جی ایسل نے

ایک مہینہ پورا ہو چکا تھا۔۔۔ رانیہ نے اپنا سامان پیک کر لیا تھا۔۔۔ اب اسے یہاں سے چلے ہی جانا تھا۔۔۔ رانیہ نے زیان کہ جی بھر کر دیکھا۔۔۔ کمرے کی ہر ایک چیز کو دیکھا اور نیچے چلی آئی۔۔۔ ناشتے کی تیاری کروائی۔۔۔ ناشتہ تیار ہونے تک زیان بھی اٹھ چکا تھا۔۔۔ ناشتے کی میز پر تمام لوگ موجود تھے۔۔۔ بی جان نے سب کو مخاطب کیا۔۔۔ اس جمعے اسرا اور زیان کا نکاح ہے۔۔۔ سب سے پہلے زیان نے بی جان کی طرف دیکھا۔۔۔ رانیہ کے ہاتھ سے پلیٹ چھوٹی۔۔۔ باقی سب بھی حق دق سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ صرف اسرا مطمئن بیٹھی تھی۔۔۔ بی جان یہ جانتے ہوئے کہ زیان شادی شدہ ہے۔۔۔ پھر بھی۔۔۔ اسرا کے باپ نے بی جان سے سوال کیا۔۔۔ زیان کی بچپن کی منگ لے۔۔۔ بس کریں بی جان پرانی روایات کو۔۔۔ یہ شادی نہیں ہو سکتی۔۔۔ اسرا کے باپ نے کہا۔۔۔ تمہاری یہ تربیت نہیں کی میں نے کہ میرے آگے زبان چلاؤ۔۔۔ میں ابھی ان کے فیصلے کرنے کے لیے زندہ ہوں۔۔۔ بی جان دھاڑی۔۔۔ زیان تمہیں یہ رشتہ منظور ہے۔۔۔ زیان جو متوقع صورتحال پر کنفیوز سا تھا

اس اچانک سوال پر گڑ بڑا گیا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے زیان جواب دیتا اسرا اٹھی۔۔۔ مجھے یہ رشتہ منظور نہیں ہے۔۔۔۔۔ زیان کو کم۔۔۔ سے کم اسرا سے یہ توقع نہ تھی۔۔۔۔۔ اس کی انا کو ٹھیس پہنچی تھی اسرا کے انکار سے۔۔۔۔۔ مگر مجھے منظور ہے۔۔۔۔۔ زیان نے اسرا کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ جب کہ رانیہ خاموش تماشائی بنی۔۔۔۔۔ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ جہاں ایک طرف اسرا کے انکار سے اسے حوصلہ ملا وہی دوسری طرف زیان کے اقرار نے اس کا دل دکھایا۔۔۔۔۔ خاموش رہو اسرا بی جان نے اسرا کو ڈپٹا۔۔۔۔۔ کیوں رہوں میں خاموش۔۔۔۔۔ بتائیں۔۔۔۔۔ میری مرضی کے بغیر آپ کیسے کر سکتی ہیں میرا نکاح۔۔۔۔۔ اور تم زیان ملک تم۔۔۔۔۔ تف ہے تم پر کم سے کم آج ہی مرد ہونے کا ثبوت دے کر بیوی کی حمایت کر لیتے۔۔۔۔۔ میرے انکار نے انا کو ٹھیس پہنچائی تو غیرت عود کر آئی

تمہاری۔۔۔۔۔ جو نکاح میں ہے اس کے حقوق پورے ہو نہیں رہی چلے ہو۔ مجھ سے نکاح کرنے۔۔۔۔۔ ہو کیا تم۔۔۔۔۔ سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔۔۔۔۔ ایک کو نکاح میں رکھو گے دوسری کو پہلو میں سجاؤ گے۔۔۔۔۔ واہ اور بی جان آپ عورت ہو کر عورت کو تکلیف دینے چلی ہیں۔۔۔۔۔ چلیں ساری باتیں ایک طرف۔۔۔۔۔ ایسا کریں وہ جو ہمارے گھر کے باہر ڈرائیور کھڑا

ہے نہ اس سے میری شادی کر دیں۔۔۔۔۔ بلو اس بند کرو اسرا۔۔۔ جبکہ باقی گھر والے یک ٹک اسرا کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ نہیں کر سکتی نہ کیونکہ وہ اس حویلی کے معیار کا نہیں۔۔۔۔۔ تو زیان کہاں سے ہے میرے معیار کا۔۔۔۔۔ جگہ جگہ منہ مارنے والا۔۔ ایک دوغلہ مرد۔۔ اسرا کا یہ معیار نہیں۔۔۔ اسرا نے آج تک زیان کے علاوہ کسی کے خواب نہیں بنے۔۔ کیونکہ تب مجھے زیان کی اصلیت نہیں معلوم تھی۔۔۔ شروع شروع میں مجھے لگا کہ غلطی زیان کی شاید نہ ہو۔۔۔۔۔ مگر وقت کے ساتھ ثابت ہو گیا۔۔۔ یہ ہی غلط ہے۔۔۔ بیوی کے ہوتے ہوئے جو مجھ سے بھی تعلقات بحال رکھے ہوئے ہے۔۔۔ زیان میرا تھا ہی نہیں مگر پھر بھی رانیہ کا ہونے پر مجھے تکلیف ہوئی۔۔۔۔۔ تو جس کو اس نے خدا رسول کو حاضر جان کر نکاح میں لیا تھا اس کے سامنے جب یہ میرے پاس ہوتا اس کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی سوچ سکتی ہیں آپ۔۔۔ مگر اس لڑکی نے اف نہ کی اور اس سب کو اپنے شوہر کا دھوکا نہیں اپنی غلطی کی سزا سمجھتی رہی۔۔۔۔۔ بی جان میں نے آج تک کسی کی استعمال شدہ چیز نہ لی تو شوہر کیسے لے سکتی ہوں اتنا گرا ہوا معیار نہیں۔ میرا۔ خدا گواہ ہے میں نے زیان کو دل سے اسی دن نکال دیا تھا۔۔۔ جس دن یہ

کسی اور کا ہو گیا تھا۔۔۔ ہاں مگر۔۔ نفرت تو مجھے اس دن ہوئی تھی تم سے زیان۔۔۔ جس دن بجائے۔ مجھ سے معافی مانگ کر اپنی زندگی میں آگے بڑھنے کہ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا اور مجھے دھوکے میں رکھا کہ تمہارے ساتھ غلط ہوا۔۔۔۔ زیان کی نظریں جھکتی چلی گئی۔۔۔۔ بس کرو لڑکی حد سے بڑھ رہی ہو تم۔۔۔ بی جان ہمیشہ آپ نے لڑکوں کو لڑکیوں پہ فوقیت دی۔۔۔ ہمیشہ آپ نے ہمیں کمتر سمجھا ہر حق سے محروم رکھا۔۔۔۔ پر پھر بھی ہم نے آپ کا سر کبھی جھکنے نہ دیا۔۔۔ آپ نے آیت آپ کی شادی کی کیا ان سے پوچھنا ضروری سمجھا وہ راضی ہے کہ نہیں۔۔۔ یسری کے ساتھ بھی یہ ہی کیا۔۔۔۔ اور اب آپ پھر سے جس لڑکی کے ساتھ زیادتی کر رہی ہیں جانتی ہیں وہ کون ہے۔۔۔ آپ کی اپنی پوتی ہے تایا عبدالقادر کی بیٹی ہے۔ جن بیٹوں کے لیے آپ نے ہم سے زیادتی کی انہوں نے آپ کو نظر تک اٹھانے کے قابل نہ چھوڑا کہیں۔۔۔۔ سب کی سانس رکی تھی بی جان نے ہاتھ اپنے دل پر رکھا۔ تھا۔۔۔۔ اور رانیہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوئی تھی۔۔۔۔ زیان رانیہ کی طرف لپکا تھا۔۔۔۔ اور اسے لے کر ہاسپٹل روانہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 311
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

جونہی میر ہاسپٹل میں داخل ہوا۔۔۔ زیان کو پریشانی سے ایمر جنسی کے باہر ٹہلتے پایا۔۔۔ کیا ہوا ہے نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔۔۔۔ رانیہ کا اور، زیان میر کے گلے لگ کر رو پڑا۔۔۔ میر نے زیان کو تسلی دی۔۔۔ مگر جونہی میر کی نظر اندر مشینوں سے جکڑے وجود پر پڑی اس نے ایک جھٹکے سے زیان کو خود سے الگ کیا۔۔۔ یہ کون ہے۔۔۔ میر نے حیرت سے پوچھا۔۔۔ رانیہ ہے یہ میری بیوی اور میری کزن بھی۔۔۔۔ یہ تمہاری بیوی ہے۔۔۔۔۔ میر کے اس قدر حیرت سے پوچھنے پر زیان چونک گیا۔۔۔۔ تم اس کو کیسے جانتے ہو۔۔۔۔۔ او خدا زیان کیا کر دیا تم نے میر تم۔ اسے کیسے جانتے ہو زیان نے استفسار کیا۔۔۔ اور میر نے زیان کو رانیہ کے بارے میں بتا دیا۔۔۔ زیان میں نے اپنی آنکھوں سے دکھا ہے اس ہنستی کھیلتی لڑکی کو۔۔۔۔۔ تم جانتے ہو اس کی ماں۔۔۔ زیان کومہ میں ہے اس کی ماں۔۔۔۔۔ بے شرم انسان وہ تیرے لیے سب چھوڑ کر آئی محبت نہ سہی انسانیت کی لاج رکھ

لیتا۔۔۔۔ جبکہ زیان کا دھیان رانیہ کی ماں کی طرف اٹکا۔۔۔ کونسے ہاسپٹل میں ہیں اسکی
ماں۔۔۔۔ میر نے جب ایسل کے بارے میں معلومات لی تھی تو اسے رانیہ کے بھاگ
جانے اور اسکی ماں کے کومہ میں جانے کی بھی خبر مل گئی رہی مگر وہ یہ نہ جانتا تھا کہ
رانیہ زیان کے لیے گئی ہے۔۔۔۔۔ زیان یہ سب جان کر وہی بیچ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔ جبکہ میر
نے سر ہاتھوں میں گرایا۔۔۔۔۔ انجانے میں ہی سہی زیان نے غلطیاں نہیں گناہ کیے
تھے۔۔۔۔۔ اتنے میں زیان کا فون بجا۔۔۔۔۔ بی جان کا فون دیکھ کر زیان اٹھ کر چلا
گیا۔۔۔۔۔ جبکہ میر کو اب سمجھ آرہی تھی۔۔۔۔۔ کیوں میر کو انکار کر کے ایسل پھر میر کی طرف
متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ یقیناً وہ زیان اور رانیہ کی ملاقاتوں سے واقف تھی۔۔۔۔۔ اور بہک گئی
تھی۔۔۔۔۔ صحبت بھی اثر رکھتی ہے آخر۔۔۔۔۔ اور زیان ملک جس مہارت سے اسے ڈیل کر رہا
تھا۔۔۔۔۔ کئی بھی لڑکی پھنس جاتی محبت کے اس جال میں یہ تو پھر کم سن لڑکیاں
تھی۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے رانیہ کی جان کو خطرہ بتایا تھا۔۔۔ اگلے چوبیس گھنٹے اس کی زندگی کے لیے بے انتہا اہم تھے۔۔۔۔۔ زیان کا دل پہلی بار ڈوب ڈوب کر ابھر رہا تھا۔۔۔۔۔

میر نے ایسل کو فون کیا اور ڈرائیور کے ساتھ ہاسپٹل آنے کو کہا۔۔۔۔۔ جب ایسل ہسپتال آئی تو زیان اور میر کو دیکھ کر چونک گئی۔۔۔ اور پھر سوالیہ نظروں سے میر کو دیکھنے لگی۔۔۔ میر نے ایسل کا ہاتھ پکڑا اور اسے آئی سی یو کے باہر لگی گلاس وال کے پاس لے آیا۔۔۔ اندر رانیہ کو دیکھ کر ایسل کی چیخ نکلی وہ دیوانہ وار زیان کی طرف لپکی اور زیان کا گریبان پکڑ لیا۔۔۔۔۔ مار دیا تم قاتل ہو میری دوست کو مار دیا جھوٹے مکار دھوکے باز۔۔۔ میر نے فٹ ایسل کو زیان سے الگ کیا اور سینے سے لگایا۔۔۔ میر یہ رانیہ سے پیار کے دعوے کرتا تھا۔۔۔ اس کی کئیہ کرتا تھا۔۔۔ اور وہ پگلی اس کے دھوکے میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ اس کا جب نمبر نہیں لگتا تھا وہ گھنٹوں پریشان رہتی تھی۔۔۔ اس کا مسیج نہیں آتا تھا وہ دن بھر اداس رہتی تھی۔۔۔ اس کے لیے یہ دنیا کا آخری مرد بن گیا تھا۔۔۔ اس کے لیے اپنی ماں سے لڑی وہ۔۔۔ میں گواہ ہوں اس کی

محبت کی۔۔۔ اور یہ دھوکے باز شخص اس کو دھوکا دیتا رہا۔۔۔ ایسل ہچکیوں سے روتی میر کو بتا رہی تھی۔۔۔ جبکہ میر اسے تھپکتا رہا۔۔۔ آپ آپ پولیس کو بلائیں میر۔۔۔ یہ قاتل ہے مار دیا میری دوست کو۔۔۔ اور میر جتنی نظروں سے زیان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ میر نے ایسل کو تسلی دی۔۔۔ اور بیچ پر بٹھایا۔۔۔ جبکہ زیان باہر چلا گیا۔۔۔ زیان کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔۔۔ رانیہ کا نہ ہونا۔۔۔ زیان کو اس کی اہمیت کا احساس دلا رہا تھا۔۔۔ رانیہ کو کھو دینے کا ڈر زیان کی جان نکال رہا تھا۔۔۔ ان گزرے دنوں میں رانیہ کو اپنے پاس دیکھنے کی عادت ہو چلی تھی زیان کو۔۔۔۔۔ میر نے زیان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ دعا کر اسے دعاؤں کی ضرورت ہے پچھتاؤں کی نہیں۔۔۔۔۔ زیان سر ہلاتا ہوا اندر کی طرف چلا گیا جبکہ میر ایسل کو لے کر گھر کی طرف کیونکہ وہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ جو کہ میر سے برداشت نہ ہو رہا تھا۔۔۔ صبح صبح واپس رانیہ کے پاس لے کر آنے کا وعدہ کر کے میر نے اسے واپسی کے لیے منایا تھا۔۔۔ رانیہ کا اگلے 24 گھنٹوں میں ہوش میں آنا ضروری تھا۔ وگرنہ اس کی جان جا سکتی تھی۔۔۔۔۔ میر اور ایسل کے جانے کے بعد زیان رانیہ کے پاس آیا۔۔۔۔۔ اور اس کے ماتھے سے ماتھا جوڑ لیا۔۔۔ آنسو زیان کی

آنکھوں سے نکل کر رانیہ کا چہرہ بھگونے لگے۔۔۔ ایک بار رانیہ ایک بار اٹھ جاؤ میری جان۔۔۔ جو جیسا تم کہو گی زیان ویسا ہی کرے گا۔۔۔ بے شک مجھے معاف نہ کرو بے شک مجھ سے دور چلی جاؤ لڑائی کرو برا بھلا کہو۔۔۔ مگر اٹھ جاؤ۔۔۔ زیان کے لمس اور مسلسل گرتے آنسوؤں سے رانیہ کے وجود میں حرکت ہوئی۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ کا چہرہ ہلایا۔۔۔ مگر رانیہ نے آنکھیں نہ کھولیں۔۔۔ زیان رانیہ کا ہاتھ تھام کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ رات کے کسی پہر رانیہ کے وجود میں حرکت ہوئی۔۔۔۔۔ زیان جو کچی سے نیند میں تھا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھ فوراً کھلی۔۔۔۔۔ رانیہ کے لب پھڑ پھڑا رہے تھے۔۔۔۔۔ زیان نے سننے کی کوشش کی تو وہ شاید اماں کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ کو ہلایا۔۔۔۔۔ رانیہ کی سانس اکھڑنے لگی۔۔۔۔۔ زیان نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا اور زیان کو کمرے سے باہر بھیج دیا۔۔۔۔۔

زیان ہاسپٹل میں بنی مسجد کی طرف چلا گیا اور رو کر رانیہ کی زندگی کی دعا مانگنے لگا۔۔۔۔۔ رانیہ کی طبیعت کا سن کو بی جان کا بھی بی پی ہائی ہو گیا۔۔۔۔۔ صبح کے قریب رانیہ کی حالت سنبھلی تو زیان نے صدقہ کیا اور شکرانے کے نفل پڑھے۔۔۔۔۔ بی جان اور باقی گھر والے بھی ہاسپٹل آگئے۔۔۔۔۔ ہر کوئی زیان کو قہر آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور رانیہ

کی زندگی کی دعا کر رہا تھا۔۔۔۔۔ ایسل بھی میر کے ساتھ ہاسپٹل آئی۔۔۔۔۔ میر نے ایسل کے اماں ابا سے اجازت لے کر رانیہ کی ماں کو بھی اسی ہاسپٹل میں شفٹ کر لیا۔۔۔۔۔

شام کے قریب رانیہ کو ہوش آیا۔۔۔۔۔ ایسل نے اپنے ماں باپ کو رانیہ کے متعلق اطلاع دینے سے میر کو منع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ رانیہ نے ہوش میں آنے کے بعد سب سے پہلے اپنی ماں کا نام لیا۔۔۔۔۔ اور پھر باری باری سب حویلی والے رانیہ سے ملے۔۔۔ اور معافی بھی مانگی مگر رانیہ خاموش رہی۔۔۔۔۔ رانیہ کو زیان کہیں نظر نہ آیا۔۔۔۔۔ اسرا نے کمرے میں آکر رانیہ کو گلے لگایا اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔۔۔ اور کان میں سرگوشی کی جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔۔۔ رانیہ ہلکا سا مسکرا دی۔۔۔۔۔ اس لڑکی نے تب اس کی حمایت کی جب اس کا شوہر بھی ساتھ نہ تھا وہ چاہتی تو خود غرض بھی ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔ سب سے آخر میں بی جان کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔ بی جان کا سر جھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ان کی چال میں پہلے سا جلال نہ تھا۔۔۔۔۔ بی جان نے رانیہ کے سر پر ہاتھ رکھا تو رانیہ نے چہرہ پھیر لیا۔۔۔۔۔ میری بچی غلط مت سمجھنا مجھے۔۔۔۔۔ اسرا سے نکاح کی بات اس لیے کی تھی۔۔۔۔۔ تاکہ میں جان سکوں زیان کے دل میں کیا ہے۔۔۔۔۔ آپ کا جو دل کرے گا وہ

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 319
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

تھا۔۔۔ میرا ایل کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھتا۔۔۔ ہمیشہ اس کی حمایت کرتا۔
 ظاہری طور پر وہ ایک خوش گوار زندگی گزار رہی تھی۔۔۔ یہاں تک کہ میرا ایل کے
 اماں ابا کو بھی بہت فورس کیا کہ وہ ان کے ساتھ آکر رہے۔۔۔ میرا نے اپنے گھر کے
 قریب ہی ایک گھر ایل کے نام پر لیا اور اسے کہا۔۔۔ اپنے اماں با کو ادھر شفٹ کر
 لے۔۔۔ مگر وہ دنوں بیٹوں سا داماد پا کر ویسے ہی بہت خوش تھے۔۔۔ اور اپنے ہی گھر میں
 رہنا چاہتے تھے۔۔۔ مگر کبھی کبھار میرا کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور کر دیتا جس سے ایل
 کو لگتا کہ وہ وہاں ہی ہے جہاں شادی کے پہلے دن تھی۔۔۔ میرا اتنا ہی بے اعتبار ہے
 جتنا پہلے دن تھا۔۔۔۔۔ وہ ایک بہترین بیٹا، ایک بہترین بھائی، ایک بہترین داماد اور ایک
 بہترین شوہر بھی تھا۔۔۔ لاکھوں مردوں سے بہتر تھا۔۔۔ اپنی بیوی کی عزت کرنا اور کروانا
 جانتا تھا۔۔۔ مگر کہیں نہ کہیں میرا کے دل میں بے اعتباری موجود تھی۔۔۔ جو شاید آنے
 والے وقت کے ساتھ نکل جاتی۔۔۔ اگر ایل ایک خوشگوار ازدواجی زندگی کا موازنہ کبھی
 کبھار کے تلخ جملوں سے کر بھی لیتی تو گھائے کا سودا نہ تھا۔۔۔ اس لیے وہ خوش اور
 مطمئن تھی میرا کے ساتھ اس کو یقین تھا وہ وقت کے ساتھ ساتھ میرا کے دل سے

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 321
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 322
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a38822222222222222222)

Visit For More Novels : www.urduovelbank.com Page 323
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

کا ستا ہوا۔ چہرہ سرخ آنکھیں دیکھ کر رانیہ کو تکلیف تو ہوئی مگر وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔۔

اگلے روز شام کو رانیہ کو ڈسچارج کر دیا گیا۔۔۔ رانیہ نے حویلی جانے سے انکار کر دیا اور ایسل کے ساتھ چلی گئی۔۔۔ زیان کو پھر موقع نہ ملا رانیہ سے بات کرنے کا۔۔۔ حویلی کے ہر فرد نے رانیہ کو ساتھ لے کر جانے کے لیے اصرار کیا مگر رانیہ نے انکار کر دیا۔۔۔۔

اب رانیہ کی حالت کافی بہتر تھی۔۔۔ اسے ایسل کے گھر آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔۔ اس دوران آمنہ بیگم بھی اس سے ملنے آئی تھی۔۔۔۔ ایسل ہر طرح سے رانیہ کا خیال رکھتی مگر رانیہ خود پر ایک چپ کی چادر اوڑھ بیٹھی تھی ہر وقت گم سم سی بیٹھی

رہتی۔۔۔ ناجانے کن خیالوں میں کھوئی رہتی۔۔۔ ابھی بھی رانیہ لان میں بیٹھی اپنے ہی خیالوں میں گم تھی ایسل میر کے ساتھ باہر گئی تھی۔۔۔ علینہ بھی پاکستان آچکی تھی کچھ ہی دنوں میں ایسل کا ولیمہ تھا۔۔۔ اتنے میں زیان اندر داخل ہوا۔۔۔ سامنے ہی رانیہ کو پا کر زیان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔ زیان دھیمی چال چلتا ہوا رانیہ کے قریب آ بیٹھا۔۔۔ رانیہ جانی پہچانی خوشبو پاس پا کر چونکی۔۔۔ اور زیان کو دیکھ کر وہاں سے اٹھنے ہی لگی تھی کہ زیان نے رانیہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔ کیوں چھوڑو۔۔۔ کس حق سے پکڑ رہے یو میرا ہاتھ رانیہ غرائی۔۔۔ زیان کو لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔ بیوی ہو تم میری۔۔۔ چھوڑنے تو لگے تھے چھوڑ کر جا کر شادی کرو جس سے دل کرتا ہے کیونکہ مجھے اب تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے چھوڑ دو مجھے۔۔۔ بس رانیہ۔۔۔ زیان چلایا۔۔۔ کیوں بس۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ رانیہ نے زیان کا گریبان پکڑا۔۔۔ مزاق سمجھا ہے نہ مجھے دل کیا بلا لیا دل کیا چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ حب دل کیا شوہر ہونے کا حق وصول کیا جب دل کیا تنہا کر دیا۔۔۔ زیان چپ چاپ پیچھے ہٹ گیا۔۔۔ جب تک چاہو مجھ سے دور رہو۔۔۔۔۔ مگر میں روز تھیں منانے آتا رہو گا۔۔۔۔۔ اور ایک گزارش کروں گا۔۔۔ اس گھر کی جگہ ہمارے

میر اور ایسل شاپنگ سے واپس آئے تو رانیہ نے انہیں زیان کے گھر شفٹ ہونے کے فیصلے سے آگاہ کیا۔۔۔۔۔ ایسل نے رانیہ کو منع کیا۔۔۔ مگر میر نے ایسل کو سمجھایا کہ اسے جانا چاہئے اور اپنے رشتے کو وقت دینا چاہیے۔۔۔۔۔

ایسل نے اپنے ولیمے پر پیچ کلر کی میکسی پہنی جبکہ میر نے بلیک تھری پیس سوٹ۔۔۔دونوں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔رانیہ نے ولیمے میں شرکت تو کی مگر وہ زیان کو معاف نہ کر سکی۔۔ہاں البتہ وہ زیان کے گھر میں شفٹ

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 327
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a388222222222222222)

اسرا کے اچھے نصیب کی دعائیں نکلتی تھی۔۔۔ اسرا چاہتی تھی اس کی منگنی کے فنکشن میں رانیہ بھی شرکت کرے اور زیان اور رانیہ کے بیچ سب ٹھیک ہو جائے۔۔۔۔۔ زیان اپنی سے تمام کوششیں کر چکا تھا۔۔۔۔۔ اب اس نے بھی سب قسمت پر چھوڑ دیا تھا وہ رانیہ کو وقت دینا چاہتا تھا کہ رانیہ خود اس پر یقین کر کے چلی آئے۔۔۔۔۔ اتنے میں نیچے شور گونجا۔۔۔ اسرا دوڑتی ہوئی نیچے گئی۔۔۔ مگر جو خبر اس کو سننے کو ملی وہ اس کے اوسان خطا کرنے کو کافی تھی۔۔۔ زیان کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور وہ ہاسپٹل میں تھا۔۔۔۔۔ زیان کے بابا اور اسرا کے بابا ہاسپٹل روانہ ہوئے۔۔۔۔۔ بی جان رونے لگی۔۔۔ اس گھر کی خوشیوں کو کسی کی نظر ہی لگ گئی تھی۔۔۔ قریباً چھ بجے کے قریب زیان کے ٹھیک ہونے کی اطلاع ملی تو سب کی جان میں جان آئی معمولی سا ایکسیڈنٹ تھا زیان بس بے ہوش ہو گیا تھا اور معمولی خراشیں آئی تھی۔۔۔۔۔ زیان ابھی بھی ہاسپٹل میں تھا۔۔۔ اسرا چلتی ہوئی بی جان کے پاس آئی۔۔۔۔۔ بی جان میں ہاسپٹل جانا چاہتی ہوں۔۔۔ اسرا نے بی جان سے اجازت چاہی۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ بی جان ہریشان ہوئی۔۔۔۔۔ بی جان آپ چاہتی ہیں نہ رانیہ اور زیان کے بیچ سب ٹھیک ہو جائے۔۔۔۔۔ ہاں

تو۔۔۔ بی جان نے استفہامیہ نظروں سے اسرا کو دیکھا۔۔ تو یہ کہ میری پیاری بی جان وہ ہی
 ٹھیک کرنے جارہی ہوں۔۔ میں چاہتی ہوں رانیہ بھی کل کے فنکشن میں شامل
 ہو۔۔۔۔۔ تو بس اب آپ دیکھتی جائیں۔۔۔ اسرا نے اپنا منصوبہ بی جان کے گوش گزارا تو
 وہ مسکرانے لگی۔۔۔۔۔ فتنی نہ ہو تو۔۔۔۔۔ اسرا قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔۔۔۔۔ جا اب جلدی جا
 شام ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ اور اسرا تویلی سے شہر روانہ ہوئی۔۔۔۔۔ جانے سے پہلے اس نے بی
 جان کو یاد دہانی کرا دی ان کے کام کی جو انہیں کرنا تھا۔۔۔۔۔ ٹھیک 8 بجے بی
 جان۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے لڑکی۔۔۔ کامیاب ہو کے آؤ۔۔۔۔۔

اسرا ہسپتال پہنچی تو زیان کو بیٹھا ہوا تھا جب اس کے ابا اور تایا بھی وہی تھے وہ اسرا کو
 دیکھ کر حیران ہوئے۔۔۔۔۔ ابا مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔ اور زیان پریشان سا اسرا کی

کاروائی دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ اسرا نے ان کو سارا منصوبہ بتایا۔۔۔ اور وہ بھی مسکرانے لگے۔۔۔ اب آپ دونوں جا کر اپنی ڈیوٹی کریں جیسے ہی وہ گھر سے نکلے کام ہو جانا چاہیے۔۔۔۔۔

*****"*****

رانیہ ایاں کو دوائی دے کر آئی تھی۔۔۔ وہ سب سن بھی سکتی تھی۔۔۔ محسوس بھی کر سکتی تھی۔۔۔ مگر آنکھیں کھولنے سے قاصر تھی۔۔۔ جبکہ رانیہ سوچتی تھی شاید اس کی ماں اس سے ابھی بھی ناراض ہے۔۔۔۔۔ جب بھی زیان گھر آتا تو رانیہ کمرے میں بند ہو جاتی وہ گھنٹوں زکیہ خاتون سے باتیں کرتا۔۔۔۔۔ رانیہ بھی سب سنتی مگر ڈھیٹ بنی رہتی۔۔۔۔۔ مگر زیان کے جاتے ہی رانیہ ہچکیوں سے روتی اور اس کو یاد کرتی۔۔۔۔۔ رانیہ زیان جو معاف تو کر چکی تھی۔۔۔ بس پہل کی منتظر تھی۔۔۔۔۔ رانیہ انجانے میں ہی سہی زیان

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 331
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

لیٹا تھا۔۔۔ جب رانیہ دیوانہ وار آ کے اس کے گلے لگ گئی۔۔۔ زیان نے اپنی آنکھیں بند ہی رکھیں وہ سمجھ نہ پایا تھا رانیہ اتنی پریشان کیوں ہے۔۔۔ مگر دل نے خواہش کی تھی وہ یوں ہی لپٹی رہے۔۔۔ رانیہ کے آنسو مسلسل زیان کی شرٹ بھگو رہے تھے۔۔۔۔۔ زیان کیا کر لیا آپ نے اٹھ جائیں نہ دیکھے آگئی ہوں میں کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گی ٹھیک ہو جائیں نہ رانیہ اپنی ہی دھن میں بولے جارہی تھی جب زیان نے اپنے دونوں ہاتھ رانیہ کی کمر کے گرد لپیٹے رانیہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔۔۔۔۔ رانیہ نے اٹھنا چاہا مگر زیان کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں ہاں اب ٹھیک ہو۔ زیان نے رانیہ کے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔۔۔ رانیہ نے گھور کر زیان کو دیکھا۔۔۔۔۔ زیان نے ہنستے ہوئے رانیہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ لوجی آنکھیں بند تھی تو پیار۔۔۔ کھل گئی تو پھر سے غصہ۔۔۔۔۔ جھوٹے دھوکے باز رانیہ نے لگے ہاتھ زیان کے دو تین مکے جڑ دیے۔۔۔۔۔ زیان کراہ کر رہ گیا۔۔۔ جبکہ رانیہ پھر سے حیران ہوئی تو کیا سچ میں آپ کو چوٹ لگی ہے۔۔۔ جبکہ زیان کا قہقہہ بلند ہوا تو اور کیا اب مر کر دکھاؤ بیگم۔۔۔ رانیہ کا دل کانپا اور وہ زور سے زیان سے لپٹ گئی۔۔۔ خبردار جو اب آپ نے ایسی بات کہی۔۔۔۔۔ اب چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی مجھے۔۔۔۔۔ زیان نے دھیرے

سے پوچھا کبھی نہیں۔۔۔ سکون کی لہر زیان کے رگ و پے میں دوڑ گئی۔۔۔ اسے لگا اس کی زندگی مکمل ہو گئی۔۔۔ ارے بیگم باقی رو مینس گھر جا کر کر لینا ہاسپٹل ہے یا۔۔۔۔۔ رانیہ جھینپتے ہوئے پیچھے ہی۔۔۔ اتنے میں اسرا کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ تو ہو گئی تم۔ میاں بیوی کی صلح۔۔۔ اسرا رانیہ کے گلے لگی۔۔۔۔۔ چلو اٹھو اب ڈسچارج پیپر ریڈی ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر چیک کرے گا پھر گھر چلے جانا۔۔۔ تم نہیں چلو گی ساتھ نہیں میں حویلی جاؤ گی۔۔۔ جس کام کے لیے آئی تھی وہ ہو گیا۔۔۔ اوہ تو یہ تمہارا پلین تھا۔۔۔ اور بی جان۔۔۔ جی ان کو میں نے ہی کہا تھا تمہیں فون کرنے کو۔۔۔۔۔ ارے کوئی مجھے بھی بتائے گا۔۔۔۔۔ زیان نے مداخلت کی۔۔۔ ہوا کچھ یوں کہ تمہارے ایکسیڈنٹ کو میں نے شدید ایکسیڈنٹ بنا کر رانیہ کے سامنے پیش کیا اور وہ دوڑی چلی آئی۔۔۔ جبکہ تینوں مسکرا دیے۔۔۔ جبکہ رانیہ اسرا کے گلے لگی۔۔۔ بہت شکریہ۔۔۔ محبت قربانی کا نام ہے یہ قربانی صرف اسرا نے دی تھی شاید۔۔۔ اس نے محبوب کی خوشی میں خوش ہو کر اپنی محبت کو امر کر لیا تھا۔۔۔ اسرا کمرے سے باہر نکلی تو ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر گرا۔۔۔ مگر وہ خود کو مضبوط کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی

گا۔۔۔۔۔ بس کریں اپنی حالت دیکھے اور حرکتیں دیکھے زرا۔۔۔۔۔ زیان رانیہ کے انداز بیاں پر منہ کھولے اسے تگنے لگا جبکہ رانیہ کا قہقہہ بلند ہوا۔۔۔۔۔ تم مجھے انڈر ایسٹمیٹ کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ زیان نے رانیہ کو بیڈ پر گرایا اور گدگدی کرنے لگا۔۔۔۔۔ جبکہ رانیہ ہنس ہنس کر لوٹ ہوٹ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ توبہ۔۔۔۔۔ زیان بس کریں بس۔۔۔۔۔ یوں مسکراتے مسکراتے رات ڈھلنے لگی۔۔۔۔۔ اور کھڑکی سے جھانکتا چاند ان کی محبت کی تکمیل پر مسکرانے لگا۔۔۔۔۔

میر اٹھیں۔۔۔۔۔ ایسل رات کے تین بجے میر کو جھنجھوڑ رہی تھی۔۔۔۔۔ کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ میر ہڑبڑا کر اٹھا۔۔۔۔۔ جبکہ ایسل منہ پھلائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ مجھی کچھ میٹھا لا کر دیں۔۔۔۔۔ کیا مطلب میر نے گھڑی دیکھی جو تین بج رہی تھی اور پھر اپنی بیوی کی

فرمائش۔۔۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے ایسل میں نہیں جا رہا کہیں۔۔۔ ٹھیک ہے پھر بے بی اور اس ماما ناراض۔۔۔۔ خدا کا خوف کرو ایسل۔۔۔ بے بی آپ دیکھ رہے ہو آپ کے پاپا کو ہم سے بالکل پیار نہیں۔۔۔ ایسل نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جبکہ میر سر تھام کر رہ گیا۔۔۔ جب سے ایسل کنسیو کرنے لگی تھی۔۔۔ یہ تقریباً ہر رات کا معمول تھا۔۔۔ ایسل نے میر کو تلخی کا ناچ نچا رکھا تھا۔۔۔ ایسل کو تو شاید یاد نہ ہو۔۔۔ مگر میر بچے کی ہیدائش کے دن گن گن کر گزار رہا تھا۔۔۔ اسے لگ رہا تھا۔۔۔ ایسل نہیں شاید بچہ وہ خود پیدا کر رہا ہے۔۔۔ میر اٹھ کر کچن میں گیا مگر ایسل کے موڈ کے مطابق فریج سے کچھ نہ ملا۔۔۔۔۔ واپس کمرے میں آیا تو ایسل چادر لیے کھڑی تھی۔۔۔ کیا کدھر۔۔۔۔۔ میر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ ظاہر ہے آپ کو فریج سے نہیں ملا کچھ تو اب ہم باہر ہی جائیں گے نہ۔۔۔ ہیں نہ بے بی۔۔۔۔۔ ایسل تم اور تمہارا بے بی پٹو گے میرے ہاتھ سے چلیں فلحال ہمارا موڈ نہیں زیادہ باتیں سننے کا میر نے بالوں کو ہاتھوں سے ہی سیٹ کیا گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

پچھلے ایک گھنٹے سے روڈ گھومنے پر بھی ایسل کے من پسند کوئی چیز نہ ملی اور بالآخر وہ سو گئی۔۔۔ جبکہ میر نے سکون کا سانس لیا اور گاڑی گھر کی طرف موڑی۔۔ گھر آکر احتیاط سے ایسل کو اٹھایا اور کمرے میں لے گیا بیڈ پر لٹا کر ایسل کے ماتھے ہو بوسہ دیا اور پیار سے اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ جلدی سے آجاؤ پاپا کی جان آپ کی ماما بہت تنگ کرتی ہیں پھر ہم دونوں ماما کو تنگ کریں گے۔۔۔ ایسل دوسری طرف آکر لیٹ گیا۔۔۔۔۔

چھ مہینے بعد

اسرا کی شادی تیاریاں زور و شور سے جاری تھی۔۔۔۔۔ رانیہ ہر ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی۔۔۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے اسرا کو سجایا تھا ایک ایک چیز اسرا کی پسند کی تھی۔۔۔ اسرا گولڈن اور ریڈ لہنگے میں تیار بیٹھیں۔۔۔ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑ

رہی تھی۔۔۔ جب رانیہ اور زیان کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔ دونوں نے ڈارک بلیو کلر
 کے ڈریس پہنے تھے۔۔۔۔۔ خوشی دونوں کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان اور
 رانیہ نے دونوں نے آگے بڑھ کر اسرا سے معافی مانگی۔۔۔۔۔ ارے تم دونوں پاگل یو
 ۔۔۔ پرانی باتوں کو بھول جاؤ۔۔۔ میں خوش ہوں۔۔۔ ہمیشہ خوش رہو۔۔۔ تمہیں تمہاری
 قربانی کا صلہ ضرور ملے گا۔۔۔ رانیہ جذباتی ہو کر اسرا کے گلے لگی۔۔۔۔۔ ارے بس بس۔۔۔ اب
 کیا میک خراب کرو گی اپنا بھی اور میرا بھی ابھی آنسو رخصتی کے لیے بچا کر رکھو۔۔۔ اور وہ
 دونوں مسکرا دی۔۔۔۔۔ ارے چلو تم بیٹھو اس حالت میں زیادہ سے زیادہ آرام کی ضرورت
 ہے تمہیں۔۔۔ اگر میر بھانجا یا بھانجی صحت مند نہ ہوئے تو خیر نہیں تمہاری اس لیے بس
 ہو وقت مجھے کھاتی پیتی نظر آیا کرو۔۔۔ اور زیان اور رانیہ دونوں مسکرا دیے۔۔۔۔۔ ایسل کی
 طبیعت کیسی ہے۔۔۔ اسرا نے پوچھا۔۔۔ اس کی ڈلیوری کی ڈیٹ قریب ہے اسی لیے وہ
 شادی میں بھی نہیں آئی۔۔۔ وہ ابھی باتوں میں ہی لگن تھے کہ جب مولوی صاحب کے
 آجانے کا پیغام آیا۔۔۔۔۔ اسرا نے گزرے تمام لمحوں کو بھلا کر اپنا دل بالکل صاف کر

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 339
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

آیت بھابھی کی شادی میں دیکھا تھا۔۔ اور پہلی ہی نظر میں آپ میرے دل میں اتر گئی تھی۔۔۔ مگر جب مجھے پتہ چلا آپ کی منگنی ہو چکی ہے میں خاموش ہو گیا۔۔۔ مجھے معلوم تھا آپ میری نہیں ہو سکتی مگر پھر بھی میں نے ہر دعا میں ہر نماز میں آپ کو مانگا۔۔۔ جانے کیوں میرا دل کہتا تھا معجزے بھی تو ہو ہی جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اور جب مجھے پتہ چلا زیان کی شادی کا تو باخدا مجھے اپنے رب ہر اتنا پیار آیا جس نے مجھ عام سے بندے کی ارضی سن لی تھی۔۔۔۔۔ یہ مت سوچیے گا مجھے آپ کی منگنی ٹوٹنے کی خوشی ہے۔۔ میں جانتا ہوں زیان کے نام سے آپ بچپن سے منسوب ہیں۔۔۔ مگر یہ بھی جانتا ہوں آپ نے اگر اب میرا ساتھ چنا ہے تو آپ کا دل بھی کورے کاغذ کی طرح صاف ہوگا۔۔۔ جس پر بہت جلد میں اپنی محبت کے نقش ثبت کر دوں گا۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں آپ رشتوں کو مخلصی سے نبھانے والی لڑکی ہیں۔۔۔ اسرا مرتضیٰ کے لفظوں کے جادو میں کھو سی گئی۔۔۔ چاہے جانے کے احساس نے اسے زمیں سے آسمان پر لاکھڑا کیا تھا۔۔۔ اتنے میں مرتضیٰ نے اس کا ہاتھ تھاما اسرا کے خیالوں کا تسلسل ٹوٹا۔۔۔ مرتضیٰ نے ایک خوبصورت سی انگوٹھی کو اسرا کے ہاتھ کی زینت بنایا۔۔۔ شکریہ میری زندگی میں آنے کے

ایک سال بعد----

زیان اپنے ڈیڑھ سالہ فائق کو مٹی سے اٹھانے میں مصروف تھا جو کہ زیان سے نظر بچا کر مٹی کھانے کو کوشش کر رہا تھا۔۔۔ میر اپنی بیٹی فائقہ کو دیکھ کر ماتھا پیٹ رہا تھا جو ہاتھ میں میک اپ بیگ لیے میر کو میرا بنانے پر تلی ہوئی تھی۔۔۔ البتہ مرتضیٰ کا بیٹا ایان آرام سے بیٹھا چاکلیٹ کھانے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔ ازلان اور لینا کے جڑواں بچے تھے۔۔۔ جو آپس میں ہی لڑنے میں مصروف تھے اور ازلان ان کی صلح کرانے میں ہلکان ہوا جا رہا تھا۔۔۔ حالانکہ ازلان اور لینا دونوں ٹھنڈے مزاج کے تھے۔۔۔ مگر ان کے دونوں

بچوں کے مزاج گرم تھے۔۔۔ دوسری طرف تمام خواتین مہندی لگوانے میں مصروف تھیں۔۔ مہندی والی نے اسرا سے شوہر کا نام ہو چھا تھا۔۔ تو اسرا کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔۔ ان گزرے ماہ و سال میں مرتضیٰ نے اسے اس قدر محبت دی تھی کہ اسرا کو لگا تھا اس کی زندگی میں کوئی کمی ہے ہی نہیں۔۔۔ کبھی جن دعاؤں کے پورا نہ ہونے ہر وہ روئی تھی۔۔ آج اپنے رب کی شکر گزار تھی۔۔ جس نے اس سے تھوڑا چھین کر صبر سے نوازا تھا اور پھر بے تحاشادے کر اس کی جھولی بھر دی تھی۔۔۔ وہ جتنا اپنے رب کا شکر کرتی کم تھا۔۔ جس نے اسے بہترین سے نوازا تھا۔۔ جبکہ ایسل دور بیٹھی فائفہ کی شرارتوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اور ماضی میں کہیں کھو گئی۔۔۔ فائفہ کے پیدا ہونے پر میر نے سب سے پہلے اسے اٹھایا تھا۔۔۔ اور ایسل کے پاس لایا تھا۔۔۔ اور ایسل کی گود میں پکڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ ایسل میں چاہتا ہو میری فائفہ وہ ایسل بنے جس نے میر کو کھری کھری سنا دی تھی۔۔۔ میں چاہتا ہوں ہماری بیٹی اتنی مضبوط ہوں کہ کوئی راہ چلتا اس کے کردار کو کمزور نہ کر سکے۔۔۔ جبکہ ایسل کو لگا ایک۔۔۔ لمبا امتحان باقی ہے۔۔۔ اسے اپنی بیٹی کو

ملتا

ختم شد

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/novelbank